

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224301

UNIVERSAL
LIBRARY

اگر آپ اب تک اس تادل کے مستقل خریدار نہیں بنے تو میرے کامیابی اور دوری کے کراہ بن جائے
سال بھر تک اتنی بڑی ایک جلد ماہوار بندوبست ڈاک حاضر خدمت ہوتی رہیگی

شتر سو میں جلد

نظارہ پرستان

جارج ڈبلیو۔ ایم ریٹالڈس کے سب سے زبردست تادل کا ترجمہ

تیرتھ رام فیروز پوری

مترجم فسانہ لندن، نئی تلوار، وطن پریس وغیرہ

۱۹۲۵ء

لال برادر س

دیرہ دون

ہیڈ آفس :- ۶- پارٹنرز روڈ نوکھا لاہور
قیمت عدد

حقوق محفوظ

اشاعت اول

موسم گرما کے دہڑے دستمن یعنی

ہیضہ اور طاعون

سردی - گرمی - کھانسی وغیرہ تو ہر انسان کے ساتھ لگا ہی رہتا ہے۔ مگر ہیضہ اور طاعون یہ دو ایسے مرض ہیں جس کے ہوتے ہی گھر میں ماتم پڑ جاتا ہے وجہ یہ ہے کہ ہیضہ اور طاعون کے مریض بہت ہی کم بچتے ہیں۔

کلکتہ کے نامی ڈاکٹر ایس کے برن کا اصل عرق کا فور اور طاعون کی گولی

الم برن سے تمام ہندوستان میں مشہور ہوئی ہیں۔ ہیضہ کے لئے اصل عرق کا فور ایک ہی دوا سے ہیضہ کے ہوتے ہی اگر اصل عرق کا فور دیا جائے تو ۱۰۰ میں ۱۰ آدمی بچتے ہیں یہی حالت طاعون کی گولیوں کی ہے۔ طاعون کے زمانہ میں ایک گولی روز صبح کو ٹھنڈے پانی کے ساتھ کھالینے سے خون میں کچھ ایسا افزہ ہوتا ہے جس سے پیٹ کے کپڑے نہ ٹھہر سکتے ہیں۔ اور نہ ان کا زہرا اثر کر سکتا ہے۔ جب یہ ہوتا ہے تو اصل عرق کا فور کی ایک شیشی اور طاعون کی گولیوں کی ایک ڈبیس ہر گھر گرسٹ کو ضرور رکھنا چاہئے۔ قیمت کچھ زیادہ نہیں ہے۔ عرق کا فور فی شیشی ۶ روپے طاعون کی گولیاں ۵۰ روپے کی پڑی ڈبیس ۴ روپے کی چھوٹی ڈبیس ۱۲ روپے معصود لاک ۸

بچے بڑے دونوں تینوں کے لئے ایک ہی دوا یعنی

لال شربت

اگر آپ اپنے بچوں کو تندرست رکھنا چاہتے ہیں تو

لال شربت

پلایئے۔ بلیجو کی مکڑی کھانسی ولاغری کو دور کرنا چاہتے ہیں تو

لال شربت

پلایئے۔ پیدا من کے دھت ہو شمار ہونے تک دوا کیساں قادر کرتی ہے۔ پینے میں شیریں اور رنگ سرخ ہونے کی وجہ سے بچے خوش سے پیتے ہیں۔ آپ بھی اپنے بچوں کو پاک آرائش کیجئے۔ یہ لال شربت بچے سے بڑوں تک کے کوکساں نامزد کرتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۴ روپے معصود لاک ۸

ڈاکٹر ایس کے برن پوسٹ بکس نمبر ۵۵۵۵ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

ایجنٹ: مہینہ صاحب پیا اخبار لاہور

نظارہ پرستان

سترہویں جلد

باب - ۱۰۸

چور کے گھر مور

ایک کثیف پوش لوگ نے جوشاؔ اس گھر کی داغ بیل نوکرائی تھی اور سب کام اسی کے ذمہ تھے۔ دروازہ کھولا اور جو تختہ کارنابی برکے ساتھ اس کمرہ کی طرف ہولیا۔ جہاں اس کا قیام تھا۔ کمرہ دسی تھا۔ جہاں کریمین ایٹن ڈیوک آف شاہرگ کے عرصہ ملازمت میں رہا کرتا تھا۔ برکے بڑے اطمینان سے اس میں داخل ہوا۔ اور وہیں بھڑکی دیر میں خادمہ دو گلاس ایک بوتل براندی کی اور کچھ گرم پانی لاکر رکھ گئی۔ جو تین کارنابی نے جہت اپنے معزز دوست "سٹر جان سمٹھ عرف برکے کی زبان مالک مکان سٹر جہ کی خدمت سنی۔ اس کی جدیت افسردہ تھی۔ مگر تیز شراب کے ایک گلاس نے جلدی ہی اس کی اصلاح کر دی۔

گلاس بائیں میں لیکر برکے نے فاغوانہ انداز سے پاروں طرف دیکھا۔ پھر کہنے لگا۔ "دوست میرے خیال میں پہلے آپ کو ہر طرح کی تلاش حاصل ہے۔"

"جی ہاں۔ کم از کم شکایت کچھ نہیں۔" جو تین نے جواب دیا۔ "سوئے کا کمرہ اس کے عین اوپر ہے۔"

"مجھے یقین ہے رات کو سوتے وقت آپ دروازہ صرور بند کر لیتے ہوں گے۔" برکے نے آواز دبا کر کہا۔ "مٹا کیجیے۔ میں گھر والوں پر کچھ بیگانی نہیں کرتا۔ دعا صرف یہ ہے کہ لندن عجیب طرح کا شہر ہے۔ جہاں چور اور گرہ کٹ بھوتوں کی طرح ساتھ لگے پھرتے ہیں۔ کوئی جگہ ان سے نجاتی ہے۔"

اُس اشارہ کے لئے میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔“ بڑھے جو نیتھن نے اپنا انگلیس دوبارہ ہرگز سنے
 میرے کہا۔ ”مجھے بھی یہاں والوں کے متعلق ایک تلخ تجربہ ہو چکا ہے۔ یہیں کا ایک بد معاش برکزامی
 میرے ماں ملازم ہوا تھا۔ کیا آپ نے کبھی اس کا نام سنا ہے؟“
 ”یاد نہیں۔“ برکزام نے بظاہر اپنے حافظہ پر زور دے کر جواب دیا۔ پھر کہنے لگا۔ ”یہ شخص کون
 تھا؟“ ”چور۔ سیاہ کار۔“ جو نیتھن نے جواب دیا۔ ”میرے خیال میں دنیا کا کوئی برا کام ایسا
 نہیں۔ جو اس نے نہ کیا ہو۔ ایک بار دیہات میں میرے پاس آیا۔ اور میں نے اسے نائب رکھ لیا مگر
 اس احسان کا بدلہ کج بخت نے یہ دیا۔ کہ میرے ہی نقل کے درپے ہو گیا۔ وہ توقعہ پر اچھی تھی۔ کہ
 وقت پر مدد پہنچ گئی۔ اور وہ نائب کا رباں بچا کر بھاگ نکلا۔ میں نے سنا تھا دریا میں کود گیا۔ اور
 خیال تھا۔ غرق ہو گیا ہو گا۔ مگر اس کے چند دن بعد وہ کسی نامعلوم طریقہ سے پھر لندن میں نمودار
 ہو گیا۔ آپ چکر دیکھ لیں۔ اس لئے آپ سے بھی اس واردات کا حال سنا ہو گا جس میں پولیس
 نے ایک مکان کی تلاش کی۔ اور شبہ ہونے پر تہ خانہ فزٹ کھودا۔ تو بے شمار انسانی ہڈیاں
 برآمد ہوئیں۔ معلوم ہوتا تھا اس گھر کے رہنے والے لوگوں کو قریب سے دھاں لاکر قتل کرتے اور
 ان میں دفن کر دیتے تھے۔“

”جی ہاں میں نے بھی یہ ذکر سنا تھا“ برکزام نے لاپرواہی سے جواب دیا۔ اس کا حال اخباروں میں
 چھپا تھا۔ اور شاید وہیں سے مجھے بھی معلوم ہوا تھا۔“
 ”غالباً یہ بھی آپ نے سنا ہو گا۔ کہ مجرموں کا سراغ لگانے کیلئے بہت بڑا انعام شہر کیا گیا ہے
 جو نیتھن نے جواب دیا۔ کاش وہ کج بخت پکڑے جائیں۔“
 ”خدا کرے“ برکزام نے فیر انگلیس پر کر تے ہوئے اطمینان سے کہا۔ ”مگر اس سے تو اور بھی ظاہر
 ہوتا ہے کہ آپ کو سوتے وقت دروازے بند کرنے اور اپنے رویہ کو کسی محفوظ مقام پر رکھنے
 میں کتنا محتاط رہنا چاہئے۔ میری اپنی حالت یہ ہے کہ پانچ چھ سو پونڈ نقد ہر وقت پاس رکھتے ہیں
 مگر میں انہیں سونے کے کمرہ میں آتش دان کے اندر چھپا رکھتا ہوں۔ کہ جو رائیں بھی تو انہیں اس جگہ
 کا شبہ نہ ہو۔“

”میں تو اپنا رویہ کبھی بند رکھتا ہوں۔“ جو نیتھن نے کہا۔ ”میرے پاس کچھ اتنا سرمایہ نہیں
 ہے۔ مگر جتنا ہے میرے لئے بہت ہے۔“
 ”بالکل درست۔ بالکل سچا۔“ برکزام نے کہا۔ ”رویہ کتنا بھی ہو آخر رویہ ہے۔“

نقوڑی دیر اسی طرح باتیں چوتی رہیں جسے کہ گرم شراب نے جو خیمین کارنابی کے حملوں کو مختل کرنا شروع کیا۔ اب بر کرنے کچھ کھانے کی آرزو کی اور کہا۔ "میری عادت ہے اپنے مکان نمبر ۳۲ گراسنیر سکور میں رات کو سونے سے پہلے ضرور کچھ کھایا کرتا ہوں۔ یقین ہے آپ کل شام پانچ بجے حاضر تامل کرنے کو ضرور غریب خانہ پر قدم رخمہ فرمائیں گے"۔

بڈھا گورکن طبعاً کنجوس تھا۔ مگر یہ سوچ کر کہ ایک ایسے معزز اور فیاض آدمی سے دوستی ہو گئی ہے۔ اس نے اس کی مددوات کرنا فرض سمجھا۔ خود سہ پہر کو پیٹ بھر کر کھانا کھا چکا تھا۔ اس لیے اب کھانے کی رغبت نہ تھی۔ بس دوست کی تواضع کے لئے تھوڑا گوشت منگوانے کو گھنٹی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ مگر بر کرنے روک دیا۔ اور کہا۔ "ڈومٹ ٹھیرو۔ گھر میں کیا رکھا ہے جو نوکرانی لانے کی۔ میں خود اس کا تنظیم کرتا ہوں۔ رات کے کھانے پر مجھیلی خوب مزہ دیتی ہے۔ اتفاق سے جس شخص کے ہاں سے میں مجھیلی منگاتا ہوں۔ وہ یہیں پاس ہی رہتا ہے۔ اجازت دیجئے کہ خود جا کر اچھا سا ٹکڑہ خرید لاؤں۔"

جو خیمین نے بہت اصرار کیا کہ مجھیلی کی قیمت میں ادس لگا۔ مگر بر کرنے بڑے تکلف سے انکار کیا۔ اور رخصت ہوا۔ پاس ہی ایک چھوٹے کی دکان پر جا کر عمدہ مجھیلی خریدی۔ امد و کا نذرانے کہا اس کو مسٹر جب کے مکان پر بھیجو امد۔ واپس آتے ہوئے رستہ میں ایک دوسرا نذرانہ لگایا۔ اور اس سے کوئی نیشنل چیز خرید لایا۔ کہنے لگا۔ اس کے استعمال کی عادت ہے۔ اس کے بعد مسٹر جب کے مکان پر واپس ہوا۔ اور جو خیمین کارنابی سے آملا۔

مجھیلی واقعی لذیذ تھی۔ اور بڑے گورکن نے اسے خوب مزے لے لے کر کھایا۔ خصوصاً اس نے اس کی قیمت خود ادا نہ کرنی پڑی تھی۔ اتنے میں نوکرانی نقوڑا گرم پانی امد دے گئی ایک مارکس گلاس پڑے لگے۔ اور بر کرنے آگے بھاگ کر نشہ آور دوا کے چند قطرے جو خیمین کے گلاس میں ڈال دیے۔ ددانے اتنا اثر کیا۔ کہ بڈھا گورکن پانچ منٹ کے اندر کرسی کی پیٹھ پر جھک کر بے ہوش ہو گیا۔

بر کرنے میدان صاف دیکھا تو جلتی ہوئی شمع ہاتھ میں لی۔ اور اپنی جگہ سے اٹھ کر بڑی آہستگی سے جلتا زینہ کی ماہ سے کارنابی کی خواہنگاہ کو روانہ ہوا۔ جاتے ہی وہ صندوقچی تلاش کی جس میں جو خیمین کارنابی نے دو پیہ کا پتہ دیا تھا۔ اسے کھولا تو قریباً تیس ہزار لیبریاں لپٹی ہوئی برآمد ہوئیں۔

بر کرنے ہر دن کو برے اطمینان کے ساتھ جیب میں رکھ لیا۔ اور کہنے لگا۔ چلو چل گی شہیت
ہے۔ شکر ہے خالی ماکہ نہیں جانا پڑا۔ اس کے بعد وہ بری احتیاط کے ساتھ زینہ سے اترنے لگا
عین اس وقت کسی نے صدر دروازہ پر زور کی دستک دی۔ بر کرنے فوراً شمع گل کر دی
اور اسے طاق میں رکھ کر خود دروازہ کھولنے گیا۔ باہر ایک دروازہ ثابت لبادہ پوش آدمی کھڑا تھا
جسے بر کرنے فوراً پہچان لیا کہ وہی ہے جس کی مداخلت نے موضع ڈبیرج میں اسکی کوششوں پر
بانی پھیر دیا تھا۔ کوئی اور ہوتا۔ تو اوسان مار دیتا۔ مگر بر کر سکون قائم رکھ کر دروازہ کھولتے ہی
باہر نکل گیا۔ اس کے ایک لمحہ بعد نوکالی باہر آئی تو وہ بہت دور جا چکا تھا۔ جیسا ناظرین نے
سمجھ لیا ہوگا۔ دروازہ ثابت لبادہ پوش سڑریٹ کلف کے سوا کوئی اور نہ تھا۔ مگر اسے ایک لمحہ
کے لئے بھی خیال نہیں آیا۔ کہ جو شخص دروازہ کھولتے ہی باہر نکل گیا وہ سیاہ کار بر کر تھا۔

گھر سے نکل کر بر کر گلی میں ایک طرف چلے لگا۔ اور سوچا کہ کس قدر ڈسٹرٹ میں داخل
ہو گیا۔ قدرتی دیر تیز چلا۔ پھر ایک کرایہ کی گاڑی میں بیٹھ کر گاریبان کو واسٹ چیل کے گرجا کی
طرف چلے کا حکم دیا۔ دامن پچھ کر گاڑی رخصت کر دی۔ اور خود بند منٹ اور جہر ادھر کھولتے
کے بعد اس خیال سے ایک شراب خانہ میں داخل ہوا کہ بیٹھ کر آمیزہ کا حال سوچے۔ اب حالت
سکون میں غور کرنے سے اس کو نئی واردات کا بہت افسوس ہوا۔ خیال آیا اس واقعہ کی خبر بہت جلد
پولیس کے کانوں تک پہنچ جائے گی۔ پھر خود دھیری نات پر شک ہو یا نہ بہر حال میرا نیا حلیہ ہر
طرف مشتہر کر دیا جائے گا۔ پس لازم ہوا کہ اس بعد میں کو بھی جتنا جلد ممکن ہو ترک کر دیا جائے۔ مگر سوال
یہ تھا کہ کسے کبڑے کیسے پہنچ جائیں۔ اور کہاں سے حاصل ہوں۔

شراب خانہ واسٹ چیل کی ایک تنگ گلی میں نہا ہوا اور بہت چھوٹا سا تھا۔ اندر گیا تو
صرف ایک آدمی اور بیٹھا تھا۔ جو اس کے آنے کے بعد فوراً ہی رخصت ہو گیا۔ مگر چند منٹ کے بعد
میں دروازہ پھر کھلا۔ اور ایک آدمی جس نے چوڑے کنارے کی ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔ داخل ہوا۔ اس
کے سرخ بال کسی حد تک ٹوٹی سے باہر نکلے ہوئے اور اسی رنگ کے بھاری گچھے تھے۔ آنکھوں پر
سبز رنگ کا چشمہ تھا جس میں بغلی شیٹ بھی لٹکے ہوئے تھے۔ جیسے دھوپ میں پہنے کی عینک
میں ہوتے ہیں۔ نگے میں بھورے رنگ کا ڈھیلا اور کوٹ جس کے بن گریبان تک بندھے تھے۔
اور اس پر بھی گرم رومال باندھا ہوا تھا۔ خاکی رنگ کی پتوں بارور کوٹ کی طرح قدرے سیلی اور
پاؤں میں بھاری بوٹے تھے۔ مگر بادی النظر میں اس بات کا اندازہ کرنا مشکل تھا۔ کہ وہ کس

جینٹ کا آدمی ہے۔ اس کے بیٹھے ہی شراب خانہ کا نوکر گرم باقی ملی ہوئی جن کا کلاس لے کر حاضر ہوا۔ اور اجنبی نے اسے ایک بوڑھے کے بقایا لے لیا۔ نوکر وہیں جا رہا تھا۔ کہ برگر نے اپنا کلاس دوبارہ بچر کرنے کا حکم دیا۔ اور اس عرصہ میں نووارد اجنبی کی طرف بغور دیکھتا رہا۔ وہ بھی چھٹی نظروں سے برگر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور گورنو کی آنکھیں عینکوں کے پردہ میں بھی جھٹیلتی تھیں۔ تاہم دو فوجیوں کے ہاتھ تھے کہ ایک کو دوسرا در دیدہ نظروں سے دیکھ رہا ہے۔ نوکر شراب کا کلاس برگر کے چلا گیا۔ نوکر گورنو کا عمل پھر شروع ہوا۔ دفعتاً برگر نے زور کا قہقہہ لگایا۔ اور پھر میز پر ٹاٹ مار کر کہنے لگا۔ "بھئی واہ! اس صفائی کے کیا کہنے ہیں! جیک، آج تو واقعی تم نے صدمہ دیا۔"

برگر کے کہنے سے جیک سمڑے۔ کیونکہ سبز جینٹ والا اجنبی حقیقت میں وہی تھا جسے گھبرا گیا تھا۔ مگر جب آواز پہچانی۔ تو اس کا اطمینان ہو گیا۔

کہنے لگا۔ "بارے کیا تم ہو؟" اور پھر اٹھ کر اس سے ملنے لگا۔

"بس اب چپ رہو۔" برگر نے غرا کر کہا۔ "یہ جگہ ایک دوسرے کا نام لینے کی نہیں۔ بلوں پر ایک بات ضرور کہوں گا۔ تم نے تمہیں بدلنے میں مبالغہ بہت کیا ہے۔ سر کے بالوں اور کچھوں کی رنگت اور بناوٹ بالکل قدرتی نہیں۔ اور ٹوپی تو بالکل وہی ہے۔ جو تم ہمیشہ پہنا کرتے تھے اس کے مقابلہ میں ذرا میری طرف دیکھو۔" اور یہ کہہ کر اس نے اپنے کپڑوں کو انداز تعریف سے دیکھنا شروع کیا۔

"بھئی والہ تم نے تو ہمیں بدلنے میں کہاں کر دیا۔ جیک نے کہا۔ "تم نہ بولتے تو میں ہرگز نہ پہنچتا۔ مگر سنو تو کہیں ایسا نہ ہو۔ اس شراب خانہ کا منتظم ہیں دیکھ کر شک کرے کہ ایسے دو عجیب اوضاع عینک دار آدمیوں کی سرگوشیاں کیا معنی رکھتی ہیں۔"

"اچھا یہ تو بتاؤ تم رہتے کبھی ہو؟" برگر نے جلدی سے پوچھا۔

"میں یہیں پاس ہی بیٹھا ہوا ہوں۔" جیک نے جواب دیا۔ "ایک چھوٹا سا کرایہ کا مکان رکھا ہے۔ اور تین چار طرح کے بھیس میرے پاس ہیں۔ جنہیں باری باری بدل کر نکالتا ہوں۔" تب ہٹیک ہے۔" برگر نے کہا۔ "کیوں مگر وہ جگہ کہاں واقع ہے؟ پہلے تم جلدو۔" ورنٹ

اب میں بھی آھاؤں گا۔ وہیں بیٹھ کر باتیں کریں گے۔"

اس بتو پھر عمل کیا گیا۔ اور فریڈ نصف گھنٹہ بعد یہ کہہ کر اور جیک سمڑے ان تائیک

انہ میری نگین ہیں سے ایک میں جو بکشل روٹے سے مختلف اطراف کو جاتی ہیں۔ ایک شکستہ حال معفی کمرہ میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔

”تو کی بیب کی اب تک کچھ خبر نہیں ملی؟“ بر کرنے اس گفتگو کو جاری رکھ کر پوچھا۔ جس کا سلسلہ شراب میں پانی لمانے کے عمل سے تھوڑی دیر کے لئے رُک گیا تھا۔

”بالکل نہیں۔“ جیک سڈلے نے جواب دیا۔ ”تمہیں یاد ہو گا اسی روز میں کس عیاری سے ریل کے سٹیشن پر سمر غز سائون کو چکھڑے کر دیا تھا۔ تبھی سے ان کے ساتھ آنکھ مچولی کا سلسلہ جاری ہے۔“

”مگر کیا خفیہ پولیس والوں کو تمہارا کچھ حال معلوم ہو گیا تھا؟“ بر کرنے گھبرا کر پوچھا۔

”شکر ہے اب تک نہیں ہوا“ جیک سڈلے نے پولیس کے نام سے کانپ کر کہا۔ ”مگر سچ پوچھو تو یہ بھی کوئی زندگی ہے۔ ہر وقت فکر۔ ہر وقت تشویش اور پھر خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ انجام کیا ہو گا۔ مجھے سے پوچھو تو اس زندگی سے عاجز آجھاؤں۔ مگر لندن چھوڑنے کی بھی جرأت نہیں ہوتی کیونکہ اس کے برابر محفوظ کوئی دوسری جگہ نہیں ہے۔“

”سچ کہتے ہو۔“ برک نے تسلیم کیا۔ ”مگر اس گھر کے اور لوگوں کو تو تم پر کچھ شبہ نہیں؟“

”بالکل نہیں“ جیک سڈلے نے جواب دیا۔ ”میں یہاں مسٹر ولکنسنز کے نام سے مشہور ہوں اور گھر والے سمجھتے ہیں کہ میں جمعیٹوں کے ذریعہ گداگری کرتا ہوں۔ مگر وہ کچھ بھی سمجھیں۔ جب تک میری اصلیت سے بے خبر میں پہنچے پر وہ نہیں۔“

”سچ ہے“ برک نے کہا۔ ”میں بھی چند دن سے ایک خاص کام میں مصروف ہوں۔ اور اس کے سلسلہ میں یہ نیا کمپن بدل رہا ہے۔“

”بھیس خوب ہے مگر اس میں بھی تبدیلی کرنا چاہو۔ تو دوسرا سا ملن حاضر ہے۔“ جیک سڈلے نے کہا۔ اور ایک صندوق کھول کر اس نے کئی طرح کے کپڑے نکالے جن میں سے ہر ایک پر سرے سے مختلف تھا۔ پھر کہنے لگا: ”مگر تم لندن میں کہاں بھیس رہے ہو؟“

”کہیں نہیں“ برک نے جواب دیا۔ ”میں یہاں آج ہی صبح آیا ہوں۔ اور امید نہیں کہ میری آمد فیشنل خبروں میں مدح ہوئی ہو۔“

”مگر یہ بھیس... یہ چہرہ کی بدلی ہوئی رنگت...؟“

”اودہ یہ سب اسی کام کی تیاریاں ہیں جس میں میں اندنوں مصروف ہوں۔“ برک نے قطع کلام

کر کے کہا: "شاید یہاں ایک دروازہ یا کھن ہے اس سے زیادہ پھیرنا پڑے۔ اجازت دو تو میں ان کپڑوں میں سے چن کر ایک اپنے استعمال کے لئے پہنے کروں۔۔۔ مگر یہ کیا یہودیوں کے پہننے کا چھند اور لمبی سیبی دارھی..."

"ماں اور اسی کے مطابق سر کے بال بھی۔" جیک سٹو نے کہا: "بس یہی ایک لباس ہے۔ یہ ہے جس میں نے اب تک اعتماد نہیں کیا۔۔۔ مگر آج رات کیا میرے مکان پر سونا منظر رون کر گئے؟"

"نہیں جیک ہمارے ایسے دو آدمیوں کا کھجور ہنا ہم ٹیک نہیں۔" برک نے قطع کلام کر کے کہا: "میں عفریم تم سے رخصت ہوتا ہوں۔ اجازت دو۔ تو یہ لباس بھی لے جاؤ گا۔ جس رات کے لئے کوئی جگہ مقرر کرو۔ کہیں تم سے مل سکوں۔"

برک نے یہودی کا چھند ڈاڑھی اور بالوں کو بغیر روکنا شروع کیا۔ اور سوچا کہ یہ نیا بھی پس خوب ہو گا۔

"تم نے ان چیزوں کو کہاں سے خرید لیا؟" اس نے احتیاطاً اس خیال سے پوچھا کہ شاید یہ واقعیت کبھی کام آئے۔

"در و زری لین میں ایک کبارڈی کی دکان سے جیک سٹو نے جواب دیا۔

برک نے اٹھ کر پہلے کپڑے اتارے۔ مائیک منہ ہو کر بدلی ہوئی رنگت صاف کی۔ اس کے بعد ایک چھپے مصاحفہ کی مدد سے جو سمڈلے نے مہیا کیا تھا۔ نائک والوں کی ساج و آرمی موخیں لگائیں جس سے بالائی ہونے کا نقصان اچھی طرح چھپ گیا۔ گھبے ہوئے بالوں کی ٹوپی کی جگہ۔ پیپ بال لگا لئے۔ پھر سوچنے لگا کہ عینک لگی رہے یا اتار دی جائے۔ مگر آخری فیصلہ یہ ہوا کہ اب عینک کی بھی ضرورت نہیں چنانچہ اس کو اتار دیا۔ اور اب جو لباس پہنا۔ اس نے اس کی صورت ان پرانی طرز کے یہودیوں کی طرح بنا دی۔ جو بازوؤں میں گولیاں لگائیں اور صابون پیچھے پھرا کرتے تھے۔

برک تریل لباس سے فارغ ہوا تو جیک سٹو نے کہا: "بس اب تمہاری صورت بالکل پہچانی نہیں جاتی۔"

اس کے بعد برک نے پورٹی بارڈل کی ٹوپی سر پر رکھی۔ اور اس تبدیل معیت کے بعد یہ آیت ہوئے زور سے قہقہہ لگایا: "کیسی اس وقت لکڑی کے خانچہ میں حقارت اور سامان فروخت جی پائے ہوتا تو پھر یہ بھیس ہر لمحہ اسے مکمل تھا۔"

ہر طرح لیں ہو کر اس نے کہا: "جو جیک اب میں پہتا ہوں۔ تم نے مجھے اپنے کپڑے سپرد

میں مگر ان کے عرصہ میں ہی وہ کپڑے چھوڑے جاتا ہوں۔ وہ مالیت میں ان سے کم نہیں۔ پتہ پوچھو تو سردی اگر تیز ہوتی۔ تو میں یہ دشمن کا لاکھٹ کسی احمیت پر نہ دیتا۔ خیر اب آئندہ کی فکر کرو۔ ہمارا دوسری ملاقات کہاں ہو؟

موتوڑے مستیزہ سے ایک جگہٹ ہوئی جس کے بعد پیرکریخت ہو گیا۔ ڈائٹ جیل میں جا کر وہ آڈٹائٹ کی طرف روانہ ہوا جہاں ایک شراہنا ہوتا تھا۔ اور ہر کر جاتا تھا۔ اس جگہ پر اسے بسر کرنے کو ٹوٹی چابی تیار رہانی ضرور مل جائے گی۔ لیکن دفعتاً وہ جاتا پہنچا رک گیا۔ اس وقت اس کے منہ سے ایک غلیظ گالی نکلی۔ کیونکہ تبدیل لباس کے وقت وہ اپنے کوٹ کی جیب سے روپیہ نکالنا بھول گیا تھا تو وہ دفعتاً جو ڈیوٹ آف مانتی منٹ نے اسے دی تھی۔ اور وہ جو اس نے جو ہتھکن کارنا بانی کے کس سے حاصل کی تھی۔ اسی کوٹ میں رکھی۔ جس کی جیب میں جسے تبدیل کیا گیا تھا۔ صرف تین پانچ گنگ اور چنڈ۔ ایک اوصدیاں تھیں۔ اور یہی اس وقت اس کی ساری پونجی تھی!

جلدی سے مڑ کر جیک سے بے کے مکان کی طرف ہاتھ پھیرے اس نے دل سے کہا یہ نہیں جیک اپنی ہی ساتھی پر ہاتھ اتار کر نا منظور کرے۔ مگر یہ الفاظ کیا اس نے دل کی نشانی کے لئے کہہ دیے تاہم وہ تعین وہ سخت بے چینی محسوس کر رہا تھا۔

لیے چند کی دیر سے تیز بند مشکل ہو گیا۔ بہر حال نصیب کو سوسو گایاں دیتا اور اس گھڑی کو کوستا۔ جس نے لباس کی بنا ہی منظور کی۔ وہ جہاں تک ممکن تھا تیزی دفعتاً سے جاتا گیا۔ قعدی دیر میں جیک سے ملے کے مکان پہنچ گیا۔ اور بڑے زور سے دروازہ کی کڑی ہائی۔ ایک بڑھیا نے جو بظاہر اس گھر کی مالک تھی۔ ان کو دروازہ کھولا۔ پھر برک کی عجیب صورت دیکھ کر غصہ سے کہنے لگی۔ کیوں جی آدمی رات کو لوگوں کے دروازے کھٹکھٹانا یہ کہاں کی شرافت ہے؟

”نیک عورت میں اس تکلیف کے لئے معافی چاہتا ہوں۔“ مگر نے قصداً نرم لہجہ میں کہا۔ ”مگر مجھے ایک ضروری کام پر پہنچے درست... نام بھول گیا... مسٹر وکنز سے ملنا ہے...“ ”تو ہاؤ وہ یہاں نہیں ہے۔“ عورت نے جواب دیا۔ ”وہ اپنا اسباب لے کر چلا گیا۔“ چلا گیا! برک نے انما دھیرت سے مبی آواز میں پوچھا۔ ”نہیں تم جوت کہتی ہو۔ میں نے زور اس سے ملو گا۔ اس لئے پورے تھو...“

”کوئی جھوٹ کہتا ہے؟“ ایک مگر سیدہ نے بوبتہ اس نبوت کا شوہر تھا۔ دیوڑھی میں ایک اور دروازے سے سرکال کر کہا۔ ”تھانے سے جا۔“ اس کے ایک۔ ”مٹھا۔“ بوبتہ نے دیکھ کر ایک کر یہ کہ گاٹھا لایا۔ وہ ایک مہنت کی اطلاع کے بدلے نامہ گرایہ ادا کر کے اسباب سمیت رخصت ہو گیا۔ اس لئے جاوے۔ ہمیں کہتا ہوں کٹیک ہے۔“ اصرار کر دے تو پولیس کو بلانا پڑے گا۔“

عین اس وقت برکے نے قہوڑی دوڑھپ کی روشنی میں ایک سپاہی کو اس طرف آتے دیکھا۔ اس درختے کہ شاید معاملہ بچ بچ پولیس تک پہنچ جائے وہ دبی زبان سے ایک غلیظ کال دے کر سمت مقابل میں تیزی سے چلنے لگا۔ آخر سپاہی کی نظروں سے اوچل ہوا تو کھڑے ہو کر سوچنے لگا کہ اب کیا کرنا چاہیے؟ عداوت ظاہر تھا کہ جیک سہلے نے سب روپیہ معزم کر لیا ورنہ اس کے فرار کی اور کوئی وجہ نظر نہ آتی تھی۔ ”اٹ! اس دغا کی کسے اسپتالی ہو؟“ بوبتہ نے ہاتھ سے اشارہ کیا ہوا روپیہ اس آسانی سے چھین جائے گا۔ بار بار جی میں آتی کہ وہ کم بخت کہیں مل جائے۔ تو اپنا روپیہ کوڑا پیسے تک وصول کرنے کے غدارہ ایسا بدلہ لوں کہ عمر بھر یاد رکھے۔ یہ ایک اس کے دل میں ایک خیال آیا اور اس ہی کا تریوں کے اوٹھ پر جا کر اس آدمی کو جو گھوڑوں کو پانی پلایا کرتا تھا۔ انگ کرتے اس نے اس کے ہاتھ پر ایک ششک رکھا۔ پھر سہلے کا حنیہ بیان کرتے پوچھا۔ ”پچھت آؤ گھوڑے میں نے اسے یہاں سے کوئی کٹاڑی کیا۔ پر پینے دیکھا ہے؟“ سہلے نے سچ کر اس کا جواب اثبات میں دیا۔ اور پھر اس گھر کا پتہ بھی بتایا۔ جہاں وہ کٹاڑی کے کیا تھا۔ برکے نے معلوم کیا کہ پتہ حنیہ ہے۔ مگر وہ ششک اس کے آگے اور کچھ نہ بڑھ سکا۔ اسے معلوم نہ تھا کہ کٹاڑی کس طرف گئی۔ اور کہاں پھری۔

”لیکن اگر آپ کو ضروری اس کا حال معلوم کرنا ہے۔“ سہلے نے کچھ سوچ کر کہا۔ ”تو قہوڑا انتظار کیجئے گا۔“ زبان غریب ہیں وہ اس آئے گا۔ اور اس سے سب حال معلوم ہو سکے گا۔“

برکے نے مجبوراً اسی طرح کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور سہلے سے یہ انتظام کر کے کہ کٹاڑی پلے آئے تو یہ فوراً خبر دے پاس ہی ایک مشروب خانہ میں جا بیٹھا۔ عداوت جو غریب رہ رہ کر خیال آتا تھا کہ ایک بار وہ ناہنجار مل جائے تو ایسی خبروں کو بھر کھیں وہ سہلے سے غدار کا نام نہ لے۔ اس انتظار میں ایک گھنٹہ گزر گیا۔ برکے پہنچے ہوئے تھا کہ عین اس وقت سہلے کا ٹیلیفون کو سنا کہ شراب خانہ میں آگیا۔

اس کل زبان کا معلوم ہوا کہ وہ جیک سہلے کو اوندھ سٹریٹ روڈ پر سینٹ لوکس ہسپتال

کچھ ایک گلی میں چھوڑ آیا تھا۔ وہیں اس نے اپنا اسباب ایک مکان میں رکھا جس کے سامنے اس کی بے وقت آمد سے بہت اضطراب معلوم ہوتے تھے۔ بر کرنے کا ڈیوان کو ایک سنگ انعام دیا۔ اور اس سنگ میں جو بات رہ گیا تھا سینٹ لوکس ہسپتال تک پہنچا دینے کا معاملہ طے کیا۔ اولڈ سٹریٹ کے گرجانے رات کا ایک بجایا تھا کہ بر کر کرایہ کی گاڑی سے اترے اور بیدل چلتا اس مکان تک گیا جس کا پتہ گاڈیوان نے دیا تھا۔ اسے معلوم نہ تھا کہ اس گھر میں کون رہتا ہے۔ بہر حال اس کا یقین تھا کہ یہ گھر کسی معزز شخص کا نہیں۔ اور اس اضطراب سے جس کا ذکر گاڈیوان نے کیا تھا یہی معلوم کیا کہ وہ لوگ غائب پھلے سے اس کو نہ جانتے تھے۔ مگر یہی خیال آیا کہ نادانیت کی صورت میں انہوں نے اسے آدھی رات کو گھر میں آنے کی اجازت کیسے دی ہوگی۔ بہت کچھ سوچ کے بعد آخری نتیجہ جو اس نے انا کیا۔ یہی تھا کہ گھر والے ضرور کسی حد تک سداڑے کو جانتے ہونگے۔

بہت جلد اودھ مضبوط کر کے اس نے دروازہ کی گھنٹی بجائی۔ اس کے تھوڑی دیر بعد ڈیوڑھی میں باؤں کی چاب سائی ہوئی اور مٹا ایک عمر رسیدہ آدمی نیم برتن کی حالت میں صلی ہوئی سٹیم مائٹھ میں لے کر دروازہ کھولنے آیا۔ مگر بر کر کی لمبی داڑھی اور ڈھیلے چنٹے دیکھ کر حیرت و خوف سے دردم چھٹ گیا۔

”ماد بھائی! میں تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔“ بر کرنے جلدی سے ڈیوڑھی میں دم رکھ کر کہا۔

جس شخص نے دروازہ کھولا تھا۔ اس کے چہرہ پر اضطراب کے آثار نمودار ہو گئے۔ اور وہ بناوٹی غصہ کے ہمہیں کہنے لگا۔ ”کیوں صاحب یہ بے جا مداخلت کیا معنی رکھتی ہے؟“ بر کرنے جھٹلے باہر کا دروازہ بند کر کے مقفل کر دیا۔ اور کبھی مائٹھ میں لے کر کہنے لگا۔ ”تم کیا مجھے نہیں پہچانتے؟“

”نہیں۔“ شخص مذکور نے بے چینی سے جواب دیا۔

”تو سنو میں خلعیہ پولیس کا انسپکٹر ہوں۔“ بر کرنے دلچسپی سے جواب دیا۔ ”شکی نظروں سے کھنڈرتے ہو۔ دراصل میں نے یہ بھیں ایک آدمی کی تلاش کے لئے بدلا ہوا ہے۔ اسے کئی جگہ ڈھونڈا مگر شکر ہے کہ اب اس کا یہاں پتہ مل گیا۔ بہر حال اطمینان رکھو۔ میں تم سے کچھ نہ کہوں گا۔ البتہ تم نے کچھ میل و محنت کی۔ یا میرے کام میں مزاحم ہوئے۔ تو پھر تم کو بھی گرفتار کر لوں گا۔ باہر نکل

پرہیز تھے آدمی کھڑے میں چہنیں میں ذرا سا اشارہ کر کے طالب کربسگتا ہوں۔

اس وقت ایک عورت جو مرد سے قریباً ایک دو سال چوٹی تھی۔ پاس کے کمرے سے نکلی۔ اس کے چہرے پر بھی خوف و انتظار اب کے آثار نمودار تھے۔ سلام ہوتا تھا۔ اس نے ہر کی سب باتیں سن لی ہیں۔

وہ آتے ہی التجائی لہجہ میں کہنے لگی۔ صاحب ہم سے تو کوئی خطا ایسی نہیں ہوئی جس کے لئے آپ بخانا ہو۔ تم میں ہم دونوں بلی بلی اس گھر میں رہتے ہیں۔ اور کچھ لوگ کرایہ پر رہنے کے لئے بھی آ جاتے ہیں۔ مگر چند ہم غریب ہیں لیکن شکر ہے ہماری عزت پر بھی حرف نہیں آیا۔۔۔

”خیر سچے بھی تم لوگوں سے جھگڑا کرنا منظور نہیں۔“ برکرت نے قطعاً کام کرنے کہا۔ ”مجھے تو فقط اس آدمی سے ملنا ہے۔ جو کٹوری دیر پہلے ایک کرایہ کار میں یہاں آیا تھا۔ مہربانی ہے تبادلو کس کمرے میں ہے؟“

یہ الفاظ سن کر عورت اور مرد نے ایک دوسرے کو جھجھکی ہوئی نظروں سے دیکھا۔ ان سے ثابت ہو گیا کہ بیک سیڑھے ضرور ہیں وغیرہ جواب دہ یہ لوگ اس کی حقیقت سے بھی آگاہ ہیں۔

انہیں چپ دیکھ کر کہنے کہا۔ ”دقت خدایع ذکر۔“ ورنہ یہ تمہیں کو نقصان اٹھانا پڑے گا۔

”صاحب وہ آدمی بالائی منزل کے بچھا کمرے میں ٹھہرا ہوا ہے۔“ مرد نے جواب دیا اور پھر بھاتی ہوئی شمع پر کڑکوش کی۔

”میں تو میں چونکہ اس کام کو چپ چاپ کرنا چاہتا ہوں۔“ برکرت نے کہا۔ ”اس سے تمہاری سلامتی بھی اسی میں ہے کہ چپ رہو۔“

”صاحب ہم آپ کے نمونہ ہیں“ عورت نے کہا۔ ”بائے اگر آپ اجازت دیں۔ تو کچھ پینے کے لئے بھی حاضر کر سکے ہیں۔۔۔“

”خیر اس کا بھی وقت آ جائے گا۔“ برکرت نے قطعاً کام کر کے کہا۔ ”مردست تم اپنے کمرے میں جا کر چپ چاپ بیٹھ جاؤ۔ میں اس کام کو اپنے طور پر کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ کیوں مگر تمہاری آواز اس آدمی کے کانوں تک تو نہ پہنچی ہوگی؟“

”یقیناً نہیں۔“ مرد نے جواب دیا۔ ”وہ ہماری باتیں اس صورت میں سن سکتا ہے کہ

کر بسے کئی کر زینہ کے وسط میں کھڑا ہو۔ اور یہ انگلیستہیں۔ اس گھڑی چونکہ ہر وقت منسا کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سے بھی نہیں چونکا ہوگا۔

بکرنے اشارہ۔ نئے انہیں رخصت ہونے سے لئے کہا۔ اور میاں بی بی جو حقیقت میں اسے نہایت بوسیں کا آخر کچھ ہونے سے بچہ بچا۔ وہاں سے رخصت ہو گئے۔ ان کے جانے پر ہر کر شمع ماکھ میں سے زینہ کی راہ سے اوپر چڑھنے لگا۔ اور چن بڑے کے جسم میں اس عقی کرہ کے دروازہ پر جس کا نامک مکان نے پتہ دیا تھا۔ جا پہنچا۔ مگر بیٹھے ہی اس نے دروازہ کھٹکا۔ سداے جو اہلین کی فینہ دور کیا تھا۔ چونکہ کٹا تھا۔ پھر جب اس نے بر کر کو پہنچا۔ تو اس کے منہ سے بے اختیار کلمہ خوف نکلا۔

”بچپ بے معاش شور نہ کر“ بر کرنے لکھ میں داخل ہو کر دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ پھر غصہ سے بھری ہوئی ولی آواز سے کہنے لگا۔ ”تو بڑا اہنجار ثابت ہوا۔ اور گویا جانتا ہوں کہ تار تار تیری گتہ میں بڑی ہے۔ مگر یہ معلوم نہ تھا کہ تجھے پتہ نہ سنوں سے بھی دفاع کرنے میں عار نہیں۔“

چیک سداے کا چہرہ لاش کی طرح زرد ہو گیا۔ اور وہ چلا پائی پر اکڑ بیٹھا ہوا غرطہ خود سے کاٹنے لگا۔ سر کے بال تین معضوں میں کھڑے ہو گئے۔ اس کو اس نے بوسے کی کوشش کی مگر نہ بول سکا۔ اور ناخوشانہ خیالات دل میں پیدا ہونے لگے۔

بر کر کے ڈی ویر اس کی طرف تہرا کر دو نظروں سے دیکھتا رہا۔ پھر کہنے لگا۔ ”چیک سداے سن! اور یاد رکھ اگر میرے رویہ کی ہر ایک بات تیرے صندوق سے برا نہ ہوئی۔ تو میں تیری بات سے بغیر نہ چھوڑوں گا۔ خواہ مجھے اس کے لئے کچھ ماننی پڑ ہی لگتا پڑے۔“

بھائی تمہارا رویہ محفوظ ہے۔ بد نصیب رز کو ب نے جو فطرتی ہونے کے باعث ہی سخت ہزل تھا۔ گنہگار کہا۔ مگر میں منت کرتا ہوں۔ خدا کے لئے مجھ پر رحم کر دو۔۔۔“

”رحم۔۔۔ تم بڑا بر کرنے غصہ سے دانت میں کر کہا“ ابھی جس وقت میں ادھر آ رہا تھا تو میں نے اپنے دل میں اس بات کا علم کیا تھا۔ کہ تمہاری جان لئے بغیر نہ چھوڑوں گا۔ لیکن خیر اگر تم میرا سب رویہ کوڑی پیسہ تک واپس دے دو۔ تو بہتر میں اس فرض کو سرکاری حلا د کے لئے چھوڑ دوں گا۔ میں اتنا پھر کہتا ہوں کہ اس مکار دنیا میں تمہارے برا ہوشیہ کیسے اور بد خصلت آدمی کوئی نہ ہوگا۔ اسی لئے ابیب ہمیشہ تم کو نفرت سے دیکھتی تھی۔ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ مکار رنی جلا د کو بھی تمہارے ایسے آدمی کو چھانسی بھٹکتاے سڑم آئے گا۔“

باب - ۱۰۹

خادمہ کا عشق

جس رات کے واقعات اور بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے دوسرے دن سپہاہ کو مسٹر ٹیڈ کلف مہارانی اندرا کے ہنگامہ پر گیا۔ اور قریب دو گھنٹے اس کے پاس ٹھہرا۔ آخر جب شخصیت ہو رہا تھا۔ تو سگوندہ بدور راہہ کو لئے ساتھ آئی تھی۔ یکایک اس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگی۔ میں کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں۔ میری بات سننے بغیر نہ جائے گا۔

ٹیڈ کلف اس انداز گفتگو سے حیرت زدہ ہو گیا۔ اور ایک لمحہ کے لئے اس کو معلوم ہوا۔ کہ ہندوستانی خادمہ کی آنکھوں سے کوئی پراسرار روشنی خارج ہو رہی ہے۔ جسے اس نے تین چار مہینوں پہلے بھی دیکھا تھا۔ مگر اس کا انداز فوراً بدل گیا۔ یکایک نگاہ سے تیزی کی بجائے نرمی اور احتیاط ظاہر ہونے لگی۔

”سگوندہ کیا سمجھتے تھے کہ کہنا چاہتی ہو؟“ ریڈ کا ہاتھ نے پوچھا۔ مگر ایسی کیا بات ہو گی جو تمہاری کے رویہ و نہیں پہنچتی؟ تمہاری رعناست عجیب ہے۔۔۔“

”کچھ بھی نہیں۔ میں آپ کے تنہائی میں گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔“ خادمہ نے جواب دیا۔ ”مہربانی سے میری درخواست کو رد نہ کیجئے۔ میں صرف چن منٹ لوگی۔ آئے میرے ساتھ اس کھیت تک چلئے جو باغ کے سرے پر واقع ہے۔ جو کچھ مجھے کہنا ہے۔ وہ عید گلی میں ہی بیان کیا جاسکتا ہے۔“

اتنا کہ وہ سمت مذکور میں چلنے لگی۔ اور مسٹر ٹیڈ کلف یہ سوچتا کہ آخر وہ کون سا خفیہ معاملہ ہو گا۔ جس پر سگوندہ تنہائی میں باتیں کیا چاہتی ہے۔ اس طرف ہوا۔

خادمہ کے انداز سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ کسی اہم معاملہ پر بحث کرنا چاہتی ہے۔ ریڈ کاٹ نے سوچا کہ بات سننے میں کچھ ہرج نہیں۔ پس ہنگامہ سے نکل کر اس مقام کی طرف جدھر سگوندہ تھی تھی۔ اسی درجہ درختوں کے سایہ میں چھپا ہوا تھا۔ روانہ ہوا۔ تھوڑی دیر میں اسے کسی قدر فاصلہ پر سگوندہ کا سپید لباس نظر آیا۔ وہ اسے آتا دیکھ کر تیز چلتی پاس آئی۔ مگر سامنے آکر بے چینی اور اضطراب کی حالت میں رک گئی۔ معلوم ہوتا تھا۔ اس فکر میں ہے کہ معاملہ کا آغاز کس طرح ہو۔

”سگوندہ۔ تم اتنی پریشان کیوں ہو؟ آخر کا مسٹر ٹیڈ کلف نے پوچھا۔ تمہارا انداز عجیب ہے۔ تمہارے ہونٹ پھڑکتے ہیں۔ پاس آکر بتاؤ وہ کون سا معاملہ ہے جس پر تم اس تنہائی میں

گفتگو کرنا چاہتی ہو؟

سگوندہ کے چہرہ پر ایک دم آنا ایک جانا تھا۔ بدقت تھرائی ہوئی آواز سے کہنے لگی۔ صاحب میں نہیں جانتی اپنے خیالات کو کیونکر الفاظ کی صورت دوں؟ کیا ایک اونے اکیڑ کی طرح آپ کے قدموں میں گر پڑوں۔ یا وقار قائم کر کے کرتاپ کو مخاطب کر دوں...

مشریڈ کلفت کی حیرت اور بڑھ گئی۔ اس نے خادمہ کے چہرہ کو زیادہ غور سے دیکھا۔ پھر کہا۔ ”سگوندہ تمہارے الفاظ عجیب ہیں۔ تم میرے قدموں میں گرے کا ذکر کرتی ہو۔ مگر کیا تم کو معلوم نہیں۔ یہ ایک آزاد ملک ہے۔ جہاں نہ کوئی کسی کی کیز ہے۔ نہ غلام۔ بالفرض یہاں اب تک غلامی رائج ہوئی۔ تو ابھی میں اسے پسند نہ کرتا۔“

”آہ۔ آپ سمجھ نہیں!“ سگوندہ نے قطع کلام کر کے کہا۔ ”غلامی دوسری کی جوتی ہے۔ ایک وہ جس کا شعلی دستور سے ہے۔ اور جس کی اجازت قانون دیتا ہے۔ دوسری وہ جو محض نفی حقیقت سے وابستہ ہے۔ اور جس میں قانون مزاحم نہیں ہو سکتا۔ اگر ایک آدمی اپنی مرضی سے دوسرے کا غلام ہو۔ اگر وہ جس ارادت سے اس کی پابوسی منظور کرے۔ تو اس میں قانون کیا کر سکتا ہے؟“

”میں اب بھی تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔“ مشریڈ کلفت نے پریشان ہو کر کہا۔ اور گو ایک لمحہ کے لئے اس کے دل میں شبہ پیدا ہو گیا تھا کہ اس گفتگو کا حاصل کیا ہو گا۔ تاہم اس نے فوراً اس کو غیر ممکن سمجھ کر دل سے نکال دیا۔ اور پھر کہا۔ ”تہرانی سے اپنا سفید صاف لفظوں میں بیان کرو۔“

خادمہ ایک قدم اور آگے بڑھی۔ ایک لمحہ کے لئے اس کی تیز آنکھیں جھمکنے لگیں۔ گراں کی چمک فوراً ہی شرمکان سیاہ کے پردہ میں چھپ گئی۔ آنکھیں جھجک گئیں۔ اور حضورؐ کی دیر سے لینے ایسا معلوم ہوا کہ وہ زمانہ وقار جس کا اس نے ہمیشہ ذکر کیا تھا۔ خود دار ہوا چاہتا ہے۔ مگر نہیں ان جذبات لطیف کے مقابلہ میں جو خادمہ کے سینہ میں ملامت پیدا ہو رہی ہے۔ تھے نکلتے وقار کی شکست ہوئی عجز و انکسار پھر غالب آگئے۔

”مشریڈ کلفت“ سگوندہ نے فضائی ہوئی آواز سے کہا۔ ”میں لایک ایسے معاملہ چوں کا

تعلق میری ذات سے ہے۔ آپ کا مشورہ چاہتی ہوں۔“

”مگر پیشورہ آپ اپنی نیک دل لکھ رہی ہیں۔ کیوں حاصل نہیں کرتیں؟“ مشریڈ کلفت نے

پوچھا۔ وہ تم پر ہر بار چڑا۔ اور انہیں ان سے کوئی بات پرسنجیدہ نہ رکھنی چاہئے۔ سبکے یقین ہے وہ سہرا بت میں تم کو وہی صلاح دینگے جس میں تمہاری بہتری ہو۔“
 ”معاف فرمائے! سگوند نے جلدی سے کہا میں کسی حال میں اس معاملہ کا ذکر ان سے نہیں کرنا چاہتی۔“

”تو پھر مجھے کرنا بھی لا حاصل ہے۔“ سٹرڈیلکلف نے سر دھری سے کہا۔ کیونکہ خادمہ کے اضطراب و تامل۔ بڑی ہوتی بڑی بیانی اور چہرہ کی تبدیلی نے جس سے کبھی وقار کبھی انکسار کبھی شرم کبھی عاجزی کا اظہار ہوتا تھا۔ اس شبہ کو جو ہمیشہ اس کے دل میں پیدا ہوا اور مضبوط کر دیا تھا۔ آپ جانتے ہیں۔ میں ایک عین عودت ایک غیر ملک میں رہتی ہوں۔ جہاں کوئی میرا جان پہچان نہیں۔ سگوند نے اپنے لہجہ میں وہ درد شال کر کے کہا۔ جو عودت کے بیان کو موثر بنا دیتا۔ پہلے تیرت ہے آپ مرد ہو کر تھکے ہمارے نہیں کرتے۔ اور ایک اہم سال میں ضروری شہر دہنے سے چکپکاتے ہیں۔ اگر اہل سرب کا یہی شہرہ مرد ہے۔ تو میں ڈرتی ہوں۔ آپ میرے دل کا مازن کرنا بھی سر دھری اور بے رخی سے پیش آئیں گے۔“

”سگوند۔ سٹرڈیلکلف نے قلع کلام کر کے کہا۔ اور اس کا لہجہ فیصلہ کن مگر اس خیال سے نرم تھا کہ شاید میرا کان غلط ثابت ہو۔ اور چونکہ خود دیندی اسکی طبیعت کے خلاف تھی۔ اس لئے یقین کامل حاصل کے بغیر وہ کسی خیال کو دل میں جکد دینا نہ چاہتا تھا۔ اس گفتگو کو اس پرانیہ میں جا ہی رکھنا ہم دونوں کے لئے نامناسب ہے کسی نے دیکھ لیا تو بدنامی ہوگی۔ میں تم پر بے جا سختی کرنا نہیں چاہتا۔ نہ دل رکھنا میرے آہن میں روا ہے۔ پھر یہی مجبوراً درخواست کرنا ہوں کہ جو کچھ تم کہنا چاہتی ہو اسے پہلے تامل فرماؤ کہ وہ۔ بلکہ بہتر یہ ہو کہ ہم اس وقت جدا ہو جائیں اور اس بلکہ ملاقات کے واقعہ کو بھول جائیں۔“

”بھول جائیں! سگوند نے انداز حقارت سے کہا۔ گویہ حقارت سٹرڈیلکلف کی ذات کے لئے نہیں۔ بلکہ اس خیال کی نسبت تھی جو اس نے ظاہر کیا تھا۔ کیا میں اسے بھول باؤں؟... نہیں ہرگز ممکن ہے۔ آپ کے متعلق کسی بات کو بھول جانا میرے لئے خالص اہل مکان ہے۔ مگر آپ اس گفتگو کو منقطع کرنا چاہتے ہیں۔ سنئے میں اپنا ماز ظاہر کرتی ہوں۔“ یہ کہتے ہوئے اسکی نگاہیں مشتعل ہو کر فرش زمین کی طرف جھک گئیں۔ پھر اس نے ہلکی آواز سے کہا ”بھئی آپ سے محبت ہے“ ایک بار سٹرڈیلکلف کے جی میں آئی کہ خادمہ کو اس جہالت کے لئے سختی سے ملامت

کہیے۔ اور ہمارا خیال ہے کہ سگوند کی بجا رکھنے کی مغربی عورت ہمارا انی اندر کی رقیب بن کر اس سے
 اظہار محبت کی جرأت کرتی۔ یا اس وعدہ عشق سے درغلنا جاسکتی۔ جو وہ صد قتل سے اندر کے ساتھ
 کر چکا تھا تو وہ ضرور ایسا کرتا۔ مگر اس ہندوستانی عورت کی نسبت جو ایک غیر ملک کے رہنے
 والی اور عادات و خیالات کے لحاظ سے مغربی رواجات سے بے خبر تھی۔ ایسا کرنا نامناسب معلوم
 ہوا۔ پس اس نے غصہ اور نفرت ظاہر کرنے کی بجا رزمی اور فیاضی کا اچھا اختیار کرنا بہتر جانا۔

کہنے لگا۔ ”سگوند تم نے ایک عجیب و غریب پیش کیا ہے۔ خیر میں اس کی سچائی پر شک
 نہیں کرتا۔ کیونکہ میں نہیں سمجھتا۔ تم مذاق کرتی یا حیراتی ہو۔ بہر حال جو کہ تم نے کہا وہ بے نتیجہ
 اور غیر ممکن ہے۔ اس لئے بہتر ہو کہ اس بارہ میں ہر طرح کی امید کو دل سے نکال دو۔۔۔“

”آہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ سگوند نے بے چین ہو کر کہا۔ محبت کا دوسرا نام ہی امید ہے۔ جب
 تک وہ قائم ہے اس کی تمنا بھی ممکن نہیں۔ ایک بات اور بھی قابل ذکر ہے۔ یعنی گو آپ نے ہمارا
 سے شادی کا وعدہ کر دیا ہے۔ تاہم آپ کو ان سے بھی محبت نہیں۔ پھر کس لئے آپ میرے تحفہ عقیدت
 کو نامعلوم کرتے ہیں؟ کس لئے میرے قتل اور زکوٰۃ کرنا آپ کو مطلوب ہے؟۔۔۔“

مسٹر ٹیکلف نے ایک گہری سرد آہ کھینچی۔ اور اس کی نگاہوں سے افسردگی ظاہر ہونے
 لگی۔ پھر اس نے اندر سے ایک لمحہ پرکھ کر کہا۔ ”سگوند اگر میں یہ کہوں کہ عشق کی قوت میرے اندر رد ہو چکی
 ہے۔ تو شاید تم میرا مطلب نہ سمجھو گی۔ اس لئے ٹھیکرو میں ایک اور طریقہ پر چھٹا ہوں۔ اس وقت
 تمہاری عمر غالباً ۲۵ سال کے قریب ہے۔ تم جوان ہو۔ شباب کی خوشیاں اولامیدیں تمہارے حصہ
 میں آنے والی ہیں۔ پھر سیرا یہ جان بھی مبالغہ آمیز نہیں کہ تم بھوتوں سے حسین اور خوبصورت ہو
 مگر اس کے مقابل میں میری کیا حالت ہے؟ عمر ہم سال سے اوپر۔ بدن نکرہ غم سے خصل۔ چہرہ
 بے صفت و نقابت کے آثار۔ شاید کبھی شکیل تھا۔ مگر اب جوانی کے ساتھ وجاہت کے آخری
 آثار بھی مٹ چکے ہیں۔۔۔“

”ٹھیکرو۔ آپ بھول گئے؟ سگوند نے نرمی سے قطع کلام کر کے کہا۔ آپ بھول گئے؟ کہیں
 اس زمانہ سے آپ کو جانتی ہوں۔ جب میری عمر چوٹی اور آپ کے اندر شباب کی نازکی اور جوانی کی خوش
 عیشی تھی میرا بچپن اندر آباد کے محلات میں بسر ہوا ہے۔ دو دلوں میں نفس صورت میں آپ کے
 بار اول دیکھا تھا۔ اس کی تصویر اس طرح سینہ میں قفل ہو چکی ہے کہ تم نہیں سکتی۔ اب بھی آپ
 کو دیکھتی ہوں۔ تو وہی صورت نظر آتی ہے جو لوح دل پر کندہ ہوئی تھی جسے نرات زمانہ ناباک

مٹا سکیں۔ وہ کبھی مٹا سکیں گے۔ میرے لئے آپ پہلے انگریز تھے۔ آپ کو دیکھتے ہی میرے اندر
وہ دلچسپیاں پیدا ہو گئیں۔ جو ہر نئی چیز سے وابستہ ہوتی ہیں۔ آپ کے اچھے اخلاق نے ان دلچسپیوں
کی نشوونما کی اور زمانہ نے ان کو تقویت دی۔ تھے کہ وہ نہال آرزو اب شجرِ حیات کی صورت
اختیار کر چکا ہے۔ یاد رکھیے۔ ”سگوند نے بڑھتے ہوئے عمر سے کہا۔ میرا داغ اب بھی اس زمانہ
کی یلوتے پر ہے۔ رجب میں نے کم سن ہی آپ کو دیکھا تھا۔ اور جس کی یادداشت ہمیشہ میرے دل میں
قائم رہے گی۔ آپ باتیں کرتے ہوئے میں اپنے تخیل میں دیکھتی ہوں کہ وہی قصہ انداز آباد ہے
وہی اس کے فرائض معن اور وہی ایک دال سنگ مرمر کے ستون۔ اور میں پذیرہ سولہ سال کی بھٹی
لڑکی ہزارہ کے پاس بیٹھی ہوں۔ آپ آتے ہیں۔ آپ مجھے سے نرمی کے بعد میں گفتگو کرتے ہیں۔
آپ اس ملک کا حال کہتے ہیں۔ جو آپ کا آبائی وطن تھا۔ اور جس کا حال مجھے اس وقت تک معلوم
نہ تھا۔ اس کے بعد جب میں آپ کو عہدِ شباب کی رعنائی سے چلتے دیکھتی ہوں۔ جب آپ کو ہمالیہ
کے مشیر بابتہیر کی حیثیت میں اصلاح ریاست کے نیک مشورے پیش کرتے منتی ہوں۔ جب ہر طرف
لوگ آپ کے ماح نظر آتے ہیں تو جہلطف راحت اس وقت سینہ میں پیدا ہوا تھا۔ پھر تازہ ہوتا
ہے۔ میں وہی کم سن لڑکی ہوں۔ جو اندر آباد کے پُر فضا باغوں کی سیر کرتے ہوئے آپ کی بانگی
صورت کو ادب و ترلت کی نظر سے دیکھتی تھی۔ میری نگاہیں اب بھی اسی چوٹی کے ساتھ آپ کے
پیچھے جاتی ہیں۔ آپ کی محبت اسی شوق سے سینہ میں آتش افروز ہوتی ہے۔۔۔“

سگوند نے یہ تقریر ایک عجیب پُر جوش لہجہ میں کی تھی۔ اور اگر سرسبز نڈ کلفت کی آنکھیں اندر
کے حسنِ عالم آشوب کی دیدہ بوسی نہ کر چکی ہوتیں۔ اگر اس کا دل پہلے ہی کسی کی نذر نہ ہو چکا ہوتا مخمور
یکو اگر اس کے سینہ میں ہندوستانی خاموشی کے حسنِ ملیح کا اثر جاگزیں ہونا ممکن ہوتا۔ تو وہ ضرور
اس سے متاثر ہو جاتا۔ سگوند کی تیز آنکھوں کی روشنی اس کے خوشنما چہرہ کے گرد لاکھ کی طرح
نظر آتی تھی۔ اس کی دراز قامت اور متناسب اعضاء ہر نقطہ کے ساتھ لچک کھاتے تھے۔ ان کی
سبید ساری کے نیچے سینہ کا قاطع صاف نظر آ رہا تھا۔ اور بازو جو شانہ تنگ بہرہ نہ تھے۔ اس
خوبصورتی کے ساتھ اشاروں سے اضافہ کی تائید کرتے تھے۔ کوسامع کا ان کی دلربائی محفوظ
رہنا سبب از قیاس تھا۔

مگر نڈ کلفت اس منزل سے گزر چکا تھا۔ یہ باتیں کہسی اور کے داغ میں جہان پیدا کر سکتی
تھیں۔ اس پر اثر انداز نہ ہو سکیں۔ سکون و وقار قائم رکھ کر اس نے کہا۔ ”سگوند مجھے اس نئی تقریر

کو سننے کا حق حاصل نہ تھا تاہم ادب سے جانو تمہاری بجا کوئی مغربی عہد تم موافق۔ تو یہ ملاقات آغاز ہی
 میں ختم ہو جاتی۔ بلکہ عجیب نہیں۔ اس کی ذہنیت ہی نہ آتی۔ مگر تم چوکھ دیار شرق کی رہنے والی ہو۔
 تمہارے آداب اس ملک کی تہذیب سے مختلف ہیں۔ اس لئے میں نے تمہیں اظہار مدعا سے
 نہیں روکا۔ میں نے تمہارے ہر لفظ کو پوری قوجہ سے سنا۔ مگر اب لازم ہے تم بھی میرے الفاظ
 کو اسی غور کے ساتھ سنو۔ جو تم چاہتی ہو اس کا پورا ہونا غیر ممکن ہے۔ اس لئے تمہاری چاہت
 کے دو ہی معنی ہو سکتے ہیں۔ یا یہ کہ تمہاری مالکہ جہاں انی اندر اسے بے دفاعی کر کے تم سے شادی کروں
 یا تمہارے ساتھ نامہ کر تعلق منظور کروں۔ مگر میرے لئے یہ دونو حالتیں ممکن نہیں۔ کیونکہ
 آخری صورت میں تم زمانہ و تدار کے اس بیچارہ بلند کی تنہا رہ کر رہو جس کا کچھ عرصہ پیشتر تمہیں
 نے ذکر کیا تھا۔ اور پہلے میں تم اپنی نیکہ کار مالکہ کی عنایت بھول کر اسی کی زنا بے کام دم بھرتی ہو
 کیا تم میرا مطلب سمجھ گئی ہو؟ اگر ایسا ہو تو ہر پانی سے اس جوش مجذوبیت۔ اس شرارہ و مفتونیت
 کو جسے تم نے آج تک اپنے سینہ میں چھپا رکھا تھا۔ ہمیشہ کے لئے تلف کر دو۔ مثلاً وہ۔ زائل
 ہو جانے دو۔ اور پھر کبھی مجھ سے اس پیرا میں گفتگو کی جرأت نہ کرو۔ میں تم کو علامت نہیں کرتا
 کیونکہ علامت سے زیادہ تم کو رحم کی سختی ہو۔ بہر حال مجھے یقین ہے کہ میری نصیحت تمہارے بہتر
 جذبات پر اثر انداز ہوگی۔ اور تم سکون و تنہائی میں غور کر کے مندم کر دو گی کہ جو کچھ میں نے کہا
 وہی واجب اور صحیح ہے۔"

تھانواب آپ کس طرح کی باتیں کہہ رہے ہیں؟" گو نہ نے پوچھنا شروع کیا کہ اگر خدا نے
 آپ کو طاقت سحر عطا کی ہوتی تو میں کہتی اور ساحر مہلادوں اپنی غلامی سے آزاد کر۔ جن اثرات نے
 مجھے تیری ذات سے وابستہ کر رکھا ہے۔ ان کو مٹا دے۔ میرے دماغ سے عہد فاضی کی یاد کو
 کر دے۔ اور اس تصویر کو جو میرے سینہ پر نقش ہو چکی ہے۔ ہر ذکاں کے لئے تلف کر دے۔ اب بھی
 اگر آپ ایسا کر سکتے ہیں تو کیجئے پھر بے شک ہمارا ایک دوسرے سے جدا ہونا ممکن ہے۔ پھر
 میں وعدہ کروں گی۔ کہ اگر تم کبھی آہستہ اس پیرا میں گفتگو نہ ہو گی میں جانتی ہوں کہ میری امید
 یاس سے منشا ہے۔ میری راحت پر مجھ سے بہت کھٹکھٹا فاصلہ رکھتی ہے۔ مگر کیا کروں۔ دل کے
 ماتحتوں مجبور ہیں۔ جذبات نے یہ بے بس بنا رکھا ہے۔ اس مجبوت کو جو آپ کے لئے اس دل میں ہے
 نہ مٹا سکتی ہوں۔ نہ مٹا سکتی گی۔ خدا کے لئے میرے سامنے ادب و تہذیب کا ذکر نہ کیجئے کیونکہ
 وہ بھی نصیحت ہو گئے۔ جب آپ دیکھا۔ ہمارا ان کے احسانات کا بھی ذکر نہ کیجئے۔ کیونکہ میں

دستی ان کے باراجبان سے سبکدوش نہیں ہو سکتی۔ خداوند اس لئے یہ کہتے ہوئے اس کی آواز
 پکی ہو گئی۔ اور اچھپنے وہ پراسرار حیثیت اختیار کر لی۔ جس کا منشا مشریدہ محبت کے فہم سے بالاتر
 تھا۔ اس لئے کہ میں نے ان کی تعلیمات کا بدلہ محبت گناہ سے دیا ہے۔ میں نے ان کی نیکیوں کو بینہ
 نظر انداز کرنے کی کوشش نہ کی ہے۔۔۔“

”مگر سگوند“ مشریدہ محبت نے اب نگاہیں سختی اور لہجہ میں درستی پیدا کر کے کہا: ”مجھ
 حالت میں تمہارا اپنے جذبات پر قابو پانے کی کوشش کرنا لازم ہے میرے دل میں تمہارے
 لئے محبت نہیں۔ اور نہ ہوگی۔ مجھ پر تم کچھ اثر پیدا کرنے کی امید رکھتی ہو۔ تو دل اس کا اندر میں
 آنا غیر ممکن۔ دوسرے وہ تیرا ظلم تھا۔ جسے انہوں نے کتنا بھی نرم دل ہو۔ برداشت نہیں کر سکتا
 سخت گوئی میری حالت کے خلاف ہے۔ مگر مجبوراً کہتا ہوں کہ اگر تمہارا اصول وعدے سے بڑا تو
 مجھے بھی اس کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ سو جو۔ اگر وہ باتیں جو اس وقت ہمارے درمیان ہوئی
 ہیں۔ تمہاری بلکہ دھارانی انداز کے کاغذوں کیسے نہیں تو کیا وہ ایک لمحہ کے لیے بھی تمہیں اپنے
 ٹخنوں رکھنا گوارا کریں گی؟ اس پر سوجھ بوجھ اور دانائی کی راہ اختیار کرو۔۔۔“

”دانائی! سگوند نے حالت جوش میں کہا۔ اس وقت اس کی آنکھیں جگمگا رہی تھیں
 اور صورت سے معامہ ہوتا تھا کہ وہ ان الفاظ کو داخل تغیر سمجھ کر بہت مضطرب ہے۔ کیا قدرت
 کی آواز دہانے کا نام داناؤں ہے؟ کیا نام ممکن بنانے کو داناؤں کہتے ہیں؟ آپ نے مجھے اپنے
 جذبات پر قابو پانے کی ہدایت کی ہے۔ مگر آپ ہی کہتے۔ کیا آپ کے الفاظ جلدی ہوگی کو ٹھنڈا
 کر سکتے ہیں؟ کیا آپ کے ایسے نفسی فضاں پہاڑ کے مٹو بہ کاہاؤ کرنا ممکن ہے۔ اگر نہیں تو
 یاد رکھئے قلب انسان کے شعبوں کو فرو کرنا بھی اسی طرح غیر ممکن ہے۔ آپ مجھ کو داناؤں کا سبق
 دیتے ہیں۔ مگر نہیں سوچتے۔ کہ آپ کے اپنے الفاظ اس حیا سے کہتے ہیں۔ آپ مجھ کو
 جبر کا طعنہ دیتے ہیں۔ مگر نہیں جانتے کہ میں ایک بے بس عورت کیا جبر کر سکتی ہوں۔ جس اس کا
 نام ہے کہ آپ مجھے انہونی باتوں کی تلقین کر رہے ہیں۔ آپ نے میرا دماغ دبا دیا کیا تھا۔ آپ
 نے پوچھا تھا کہ تم اپنے دل میں کیا امیدیں رکھتی ہو؟۔۔۔ میں نے میری بات کو بیچ میں قطع کر دیکھے اس
 وقت میری باری ہے۔ آپ کو میرا بیان چپ چاپ سنانا چاہئے۔ اندر اباد سے رخصت ہو کر
 میں نے بہت دنیا دیکھی ہے۔ سیر و سیاحت نے میری آنکھیں کھل دی ہیں۔ اور میں کئی باتوں کو
 جن سے پہلے نا آشنا تھا۔ بالکل ہی نئے رنگ میں دیکھ رہی ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ ہمارے درمیان

فاصلہ عظیم ہاں ہے۔ مجلسی خلافت کی تبلیغ جو ہم دونوں کو عداوت کی پہلے پہل نہیں ملتی۔ اس لیے اطمینان فرمائے کہ میں بھی آپ سے شادی کی خواہش نہ کرتا ہوں۔ مجھے فقط آپ کی دایمی ہونے کی آرزو ہے۔ آپ کے پاس رہتے ہوئے میرا دل بکھیر گیا ہو۔ میری مجلسی حیثیت کو کتنی بھی دلیل بھیجے بغیر حال میں ہمیشہ آپ کے قدموں میں رہنا چاہتی ہوں۔ یا اس کے علاوہ یہ کہ آپ اندر اسے قطع تعلق کر لیں۔۔۔

مسٹر ریڈ کلف کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ اور اس نے جوش سے کہا۔ ”سگوندہ...“
 ”ذرا سنے؟“ مہندوستانی خادمہ نے برہنہ ہاتھوں سے جوش سے کہا۔ اور ساتھ ہی اضطراب سے فرش زمین پر ٹھوکر ماری۔ ”آپ کو میرا اب حال سننا ہوگا۔ آپ میری گفتگو کو قطع نہ کر سکیں گے جیسا میں کہہ رہی تھی۔ آپ اندر اسے قطع تعلق کر نہیں۔ اور اس سے شادی کا جو وعدہ کیا ہے اسے منسوخ کر دیں۔ اندر اب ہمارا بی بی ہے۔ اور بہت عرصہ سے وہ خود بخود ہی ناک ہو گئی۔ کیا یہ رحمت اس کے لیے کم ہے؟ کیا اپنی خادمہ کے لئے وہ اتنی سی رعایت بھی گوارا نہیں کر سکتی۔ بلا و مدد میں مسٹر ریڈ کلف اگر آپ کو اندر سے دل محبت ہوتی۔ تو میں میری آپ کو اس اشارہ پر مجبور نہ کرتی نہیں میں آپ کی حالت قابل رحم سمجھتی۔ کیونکہ عشق کے آوارہ گروں کو خود اچھی طرح سمجھنی ہوں۔ پس جو کچھ میں آپ سے چاہتی ہوں۔ وہ نہ کچھ ایسا ہے۔ نہ قربانی۔ خود آپ کو دیاری غزوہ جاد کی پروا نہیں ہے میں جانتی ہوں آپ اس بادشاہت کی آرزو نہیں رکھتے۔ جو اندر سے شادی کے حاصل ہو سکتی ہے۔ دیکھئے میں آپ کے مزاج کو اچھی طرح سمجھتی ہوں۔ پھر آپ ہی اوصاف سے کہتے۔ میرا سوال کیا ہے۔ محض یہ کہ جس سے آپ کو محبت نہیں۔ اس شادی نہ کیجئے۔ بلکہ اسے اپنی کنیز اور باندی بنانا منظور فرمائے جس کے سبب میں ہر وقت آپ کی تصویر پرستی ہے۔“

”سگوندہ جو کم کہتی ہو وہ غیر ممکن ہے۔۔۔ میرا یہ فیصلہ ہے۔“ مسٹر ریڈ کلف نے جواب دیا
 ”میں نے تمہیں سمجھانے کی بہت کوشش کی۔ مگر تم نہ سمجھیں۔ ناچار وہ بات کہنی پڑتی ہے۔ تو تلخ نگہ چمکی ہے۔ تم اس وقت جنگلیں چلی جاؤ۔ کیونکہ مجھے اس طاقت کو مل دینا منظور نہیں بل آؤں گا تو تمہارے اس وقت کے طرز عمل سے اس بات کا فیصلہ کر دوں گا۔ کہ اس معاملہ کا حال ہمارا بی بی سے بیان کروں یا چپ رہوں۔ اس کے باوجود سگوندہ“ ریڈ کلف نے دفعتاً نرم ہو کر کہا۔ ”میں پھر کہتا ہوں۔ تم مجھے اپنا دشمن نہ سمجھو میں تمہارا دوست ہی رہنا چاہتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ میں تمہارا لئے ہر ممکن رعایت کی کوشش نہ کر رہا ہوں۔۔۔“

تعارف کیجئے آپ غلط کہتے ہیں۔ ”سگوند نے پرجوش اجنبی میں قطع کلام کر کے کہا۔ ”یہ صحیح نہیں ہے۔ آپ نے میرے لئے کسی رعائیت کی کوست ش کی ہے۔ اس لئے برعکس آپ کا ہر لفظ میرے دل کو مجروح اور سینہ میں ناسور پیدا کر رہا ہے۔ شاید آپ سمجھتے ہیں کہ دنیا میں یہ قطع گواری قریں ذکی احمس ہوتی ہیں۔ ایک غریب ہندوستانی عورت سے جتنی سخت کلامی کی جائے۔ وہ ہے۔ شاید آپ سگوند کو عصمت سے محروم نیکی سے خالی اور پاپا عزت سے گرا ہوا خیال کر رہے ہیں۔ مگر یہ آپ کی غلطی ہے میری عصمت نصیب کا اور عزت محفوظ ہے۔ ماں آپ کی خاطر... اس محبت کی خاطر جو مجھے آپ سے ہے۔ مجھے عزت و عصمت تک قربان کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ یہ عشق صادق۔ ایسی پرزور محبت اس جمع کے احکام سے جو آپ صادر کر رہے ہیں۔ وہ بکتی ہے؟ کیا آپ اس کو ذلیل و حقیر سمجھ کر اس طرح کہیں سکتے ہیں؟“ یہ کہتے ہوئے اس نے ایک فحشی بھول پادوں رکھ کر اسے وحشیانہ جوش سے ہمال کر دیا۔

”سگوند تم نہ سمجھو گی۔“ مسٹر ریڈ کلف نے پریشان ہو کر کہا۔ اور وہ رخصت ہونے کے لئے تڑپا۔ مگر سگوند نے وہ دھڑکاس کا بازو پکڑ لیا۔ اور رستہ روک کر کہنے لگی۔ ”نہیں اس ملاقات کا خاتمہ یوں نہ ہو گا۔ آپ نہیں جانتے۔ عورت کی سچی محبت کو ٹھکرا کر اس کی تحقیر و تذلیل کی انتہائی صورت ہے۔ یاد رکھیے۔ یہی پرجوش محبت آپ کی بے اعتنائی سے خوفناک نفرت میں بدل سکتی ہے۔ میں اس مرد ملک کی رہنے والی نہیں ہوں۔ جو آپ کا وطن ہے۔ میری رگوں میں تیز مشرقی خون بہتا ہے۔“

”سگوند تمہارا اصرار بے جا اور فضول ہے۔“ مسٹر ریڈ کلف نے قطع کلام کر کے کہا۔ ”بھلا تمہاری عجب کوئی مغربی عورت ہوتی۔ تو میں یہی بتانا اس کا راز کسی ناٹک کے موجدین نظر انداز کر چکی ہوں۔ یا اس نے کوئی عشقیہ ناول پڑھ کر اس کی وہستان برتنل کرنے کی غٹائی ہے۔ غم سے میں اتنا ہی کھپنا چاہتا ہوں کہ اس ملاقات کا اب خاتمہ ہونا چاہیے۔ میں نے پیشتر کہا تھا۔ کہ سخت گوئی میری طبیعت کے خلاف ہے۔ مگر تم اس پر مجبور کرتی ہو۔ تم مجبور کرتی ہو کہ...“

سگوند دو قدم پیچھے ہٹ کر مسٹر ریڈ کلف کے چہرہ کو اپنا نظروں سے دیکھنے لگی۔ کہ اس کے خیالات کا صحیح اندازہ مشکل تھا۔ معلوم ہوتا تھا۔ اس کی پرجوش محبت اب تیز نفرت میں بدلا جا رہی ہے۔ اور وہ آتش شوق جو اس کی آنکھوں میں اب تک چمک رہی تھی۔ عنقریب نامرئی کی طرح شعلہ افشاں ہو گی۔ مگر نہیں اس کے چہرہ کی سخت فوراً ہی سرج وادیت کے آثار میں بدل گئی

بنیابرہ اب تک اس امید کا سہارا لئے ہوئے تھی جسے انسان انتہائی حالت میں بھی ہاتھ سے دینا نہیں چاہتا۔ وہ اس خیال سے چپ ہو گئی کہ مبادا جوش میں کوئی بے جا لفظ سننے سے نکل جائے اور واپس لینا ممکن نہ ہو۔ اس وقت ہندوستانی خادمہ کے چہرہ پر متضاد جذبات ظاہر ہو رہے تھے اور پٹکلف کے لئے اس کے دل کا حال جاننا غیر ممکن تھا۔

یہ ایک آنکھوں کی جھپک درو سے بدل گئی۔ اور اب وہ نرم اور زستہ لگی۔ مسٹر پٹکلف نے ہمیشہ کی مصیبت اور دائمی اذیت میں مبتلا نہ کیجئے، کیا آپ کے پاس میری حوصلہ افزائی کا ایک ٹکڑا بھی نہیں ہے؟ انہوں نے آپ کو کتنے سنگدل ہیں کہ کسی کی منتیں بھی اثر پیدا نہیں کرتیں۔ اگر آپ کو میری محبت پر شبہ ہو۔ اگر آپ میرا امتحان لینا چاہتے ہوں۔ تو کوئی مشکل سے مشکل کام میرے سپرد کیجئے، میں اس کے لئے تیار ہوں۔ اُن نے کہا آپ کے دل میں ذرا بھی رحم نہیں ہے؟ آپ کے سامنے ایک عورت خونا ک غار کے دہانہ پر کھڑی ہے۔ اب یہ آپ کے اختیار میں ہے۔ چلیے اس کو غم کے تحت الزلے میں گرا دیں۔ چاہے راحت کی بھڑکی تک پہنچا دیں۔ آہ ادا ملے جل رہے ہیں دیوانی ہوئی جاتی ہوں۔ خدا را مجھ پر رحم کیجئے۔۔۔“

اس نے مسٹر پٹکلف کے قدروں میں روزانہ نو ہونے والی باتوں سے جہاں کو دیا۔ اور تسکیناں ایسے لگی۔ اس وقت اس کی حالت بہت ناز تھی۔ اس کا مسٹر پٹکلف کے دل پر بہت اثر ہوا۔ اس نے جھجک کر اُسے اٹکھنے میں مدد دی۔ اور کہا۔ ”غریب سگوندہ تمہاری حالت قابلِ رحم ہے۔ مگر میرے پاس رحم کے سوا اور کچھ نہیں۔۔۔“

”آہ۔ کیا ایسی بزدل محبت جو مجھے ملے ہے۔“ خادمہ نے اپنے لفظوں پر زور دیتے ہوئے کہا۔ ”محض رحم سے تسکین پاسکتی ہے؟ مسٹر پٹکلف میری نذر محبت کو قبول کرو۔ یہ بھی نہیں تو مجھے اپنی داسی بنانا منظور کرو۔ انکار کرو گے تو مایہ رکھو۔ یہ تنقیر میرے سینہ میں ساپ کا نہر پیدا کر دے گی۔۔۔“

”سگوندہ اب میں تم سے کوئی بات کہنا نہیں چاہتا۔“ مسٹر پٹکلف نے فیصلہ کن لہجہ میں کہا۔ ”اُس فقرہ نے ثابت کر دیا کہ تمہاری سرشت میں برائی ہے۔ ایسی بے باک عورت جیسی تم ہو کوئی بات غیر ممکن نہیں۔ پس اب میرا فرض ہے کہ سب حال تمہاری مالکہ سے کہہ دوں۔۔۔“

سگوندہ نے دیکھا کہ بات بگڑ گئی۔ جمعٹ ادب سے دوزخ ہو کر کھٹنے لگی۔ ”صاحب خدا کے لئے ایسا نہ کیجئے۔ میں نہیں جانتی میرے منہ سے کیا نکل گیا۔ جو کچھ میں نے کہا وہ بے خبری کی حالت

میں تھا۔ سچ چلنے میں نے قصہ اکبریٰ بر اکلہ استعمال نہیں کیا۔
 اس صورت میں تم کو معاف کرتا ہوں۔ " مسٹر ریڈ کلف نے کہا مگر شرط یہ ہے کہ آئندہ تمہارے
 کسی لفظ یا فعل سے یہ ثابت نہ ہو۔۔۔"
 میں سمجھ گئی۔ "سگوند نے قطع کلام کر کے کہا اور اس غصائے سے کہ آپ کی شکہ گزار
 ہوں۔"

اتنا کہ کردہ آہستہ سے لٹکے سیدی کھڑی ہو گئی۔ اب اس کے چہرہ پر غیر معمولی سکون ظاہر تھا
 اسی حالت میں اس نے کہا۔ "الوداع مسٹر ریڈ کلف اگر میرے منہ سے کوئی بے جا لفظ نکلا ہو۔ تو
 اسے معاف کیجئے اور بھول جائے۔ میں اپنے جوش پر بہت ناظم ہوں
 "سگوند میں تم کو معاف کرتا ہوں۔" مسٹر ریڈ کلف نے جواب دیا۔ خدا تم کو نیک ہدایت
 دے اور حالت سکون میں تم اپنی بہتری سوچنے کے قابل ہو۔"
 سگوند نے ادب و انکسار سے سر جھکا لیا۔ اور ایک طرف چلے گئی۔

جبنا قدم چل کر اس کے چہرہ کی رنگت بدل گئی۔ اگر اس وقت مسٹر ریڈ کلف اس کی
 موٹی سیاہ آنکھوں کی تیز چمک دیکھ سکتا۔ تو اسے معلوم ہو جاتا کہ سگوند کا علم و انکسار محض بناوٹ
 تھا۔ اس کے جذبہ منہ بعد وہ تیز چمکی نہ بلکہ کچھ بھلی طرف نظروں سے چھپ گئی۔ مسٹر ریڈ کلف تو
 کھڑا پہلے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر وہ بھی اس جگہ سے رخصت ہو گیا۔

باب - ۱۱۰ بر کر میب ران عمل میں

جھپٹتا ہر چکا تھا۔ سگوند نہ بلکہ میں جا کر اپنے کمرہ میں داخل ہو گئی اور تنہائی میں اپنی حالت پر غور
 کرنے لگی۔

"مجھے پہلے ہی اس بات کا اندیشہ تھا۔" اس نے اپنے دل سے کہا۔ "مدت سے یہ خیال ہوا
 روح تھا۔ کہ وہ میری محبت کو حقارت سے نظر انداز کر دے گا۔ ہر وقت یہ خوف دامگیر رہتا
 تھا کہ میں اس کے چہرے کو مومن نہ کر سکوں گی۔ آج وہ سب اندیشے صحیح ثابت ہوئے ہیں
 نے کوشش کی۔ اور مار گئی۔ اب دوسری کوشش حماقت میں داخل ہو گئی۔ مگر انیس اب میرا

مستقبل کیا ہے ؟ دہی صورتیں باقی ہیں ۔ یا اس داغِ محبت کو سینہ میں رکھوں ۔ یا اس کی حقاقت یاد کر کے جو فناک انتقام لوں ۔ مگر محبت کا داغ سینہ میں رکھنا مشکل ہے ۔ وہ اس سانپ کی طرح ہے ۔ جو دل کے پاس چھپا ہوا ہر وقت اسے چاٹ رہا ہے ۔ وہ گرم سرخ گوشتوں کی اس بھٹی کی مانند ہے ۔ جس کی تانٹ شب در در جگر اور سینہ کو کباب کرتی رہے ۔ نہیں یہ زندگی مجھ سے برداشت نہ ہوگی ۔ البتہ انتقام ... اس میں بڑی لذت ہے ۔ اور میں جو انتقام لوں گی ۔ تو آپک سے نہیں ۔ دونوں سے لوں گی ۔ یعنی اس سے بھی جس کی بدولت یہ حالت پیش آئی ۔“

اپنی جگہ سے اٹھ کر اس نے تین چار مرتبہ مکرو کا طواف کیا ۔ سیاہ تریں اور اسے سینہ میں بیجان کر رہے تھے ۔ مگر نیکی کا آخری احساس انہیں دہانے کی کوشش کرتا تھا ۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اُسے کلیمٹ بیکلف سے سچی محبت تھی ۔ اپنی تحقیر کو یاد کر کے وہ اُسے موت کا مستوجب سمجھتی تھی ۔ مگر اس محبت سے اس کے ہر میں ہاتھ رنگا بھی نہ چاہتی تھی ۔

کھڑکی دیر اس سنسن و پنج میں رہ کر اس نے یکایک اپنا ارادہ مضبوط کیا اور کہنے لگی مجھے ایسا ہی کرنا چاہیے گا ... مجھے ایسا ہی کرنا چاہیے ۔ ایسی محبت جو مجھے اس سے بھٹی اس کی حقاقت کے بعد جو مجھ سے کی گئی ۔ ہمارا انتقام چین نہیں پاسکتی ۔ بس میرا کام وہ صورت پیدا کرنا ہے جس سے وہ اندر اسے شادی نہ کر سکے ۔ میں اس کی داسی بن کر رہتی ۔ میں اس کے قدموں میں دل زانو ہونا باعثِ عزت سمجھتی ۔ مگر جب اس نے میری سب التجاؤں کو نفرت سے رد کر دیا ۔ تو اب میں بھی یہ گوارا نہیں کر سکتی ۔ کہ اُسے کسی اور کے آغوشِ محبت میں دیکھوں ۔ وہ کبھی گولنا ؟ جس سے مجھ ویرینہ نفرت ہے ۔ نہیں میں یہ حالت برداشت نہیں کر سکتی ۔ میں ضرور اس سے انتقام لوں گی ۔ اور یا انتقام لوں گی کہ دنیا دیکھے ۔ اس کام میں میری طرف سے دُرا بھی کمزوری ظاہر نہ ہوگی ۔ میں اسی پہلے استقلال سے کام لوں گی جس سے اندراپ خنجر کا وار کرتے ۔ وقت لیا تھا جس سے چروا یا خانہ کا زہر ملا سانپ اس کے پانگ پر رکھتے دنت لیا تھا ۔ اس وقت اگر حالات میرے خلاف ثابت ہوئے یا میری کوششیں کامیابی کا درجہ حاصل نہ کر سکیں تو اس کی وجہ میری کم چمکی نہ تھی ۔ میں نے اس وقت بھی دلیری سے کام لیا تھا ۔ اور اب بھی ایسا کروں گی ۔“

کرہ کے وسط میں کھڑی ہوئی سگوندہ اپنے دل سے اس طرح باتیں کر رہی تھی ۔ مفرقہ مصمم کر کے اس نے اپنے آپ سے ایک آخری سوال پوچھا کیا مجھ میں وہ ذہنی طاقت وہ دلیری

موجود ہے۔ جو اس کام کے لئے درکار ہوگی؟ اس کا جواب بھی اس کو بصورت اثبات ملا۔
 ”بس اب میں سیدھی کسی مجسٹریٹ کے پاس جاتی ہوں۔“ اس نے اپنے آپ سے کہا۔ ”دارفوا
 ہونا چاہئے۔ تاخیر ٹھیک نہیں۔ آہ کرٹینا ایشن۔ تم نہیں جانتی ہو۔ کس لئے میں نے اس قہر سے
 انگریزی سیکھی تھی۔ تم نہیں جانتی ہو۔ کس لئے میں اس شوق سے پرنے اخبار دیکھا کرتی تھی۔ وہ علم جو
 میں نے تم سے حاصل کیا تھا۔ اب کارآمد ہوگا۔ میں بہت جلد اپنا عمل شروع کر دوں گی۔ اگر سب سے
 پہلا کام یہ ہے کہ میں کرایہ کی گاڑی میں بیٹھ کر کسی مجسٹریٹ کے پاس جاؤں۔
 وہ کمرے جا رہی تھی۔ کرایہ میں اپنی صورت دیکھ کر ترک گئی۔

”نہیں ہے اس لباس میں مجسٹریٹ تک رسائی نہ ہو۔“ اس نے اپنے دل سے کہا۔ میں سن چکی
 تھوں۔ اس ملک میں انفرادی تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔ ایسی ملاقات کے لئے لباس کی موزونیت
 ضروری ہے۔ میری جی انڈر لباس فافزہ پہن کر کسی انفر سے ملنے جاتی۔ تو ہر روزی پوش نوکر اور بکے
 جھکے اور دروازہ کھولنے کو تیار ہوتا۔ اور اسے اعلیٰ احکام تک پہنچے۔ میں ذرا بھی دقت پیش نہ
 آتی۔ مگر میری حالت کتنی مختلف ہے۔ اول میری حیثیت ادنیٰ دوسرے وہ دراستان جو مجھے
 بیان کرتی ہے۔ اتنی حیرت خیز کہ کوئی بمشکل اس پر یقین کر سکتا ہے۔ عجب ہنیں ہر شخص اس کو
 مذاق سمجھے۔ حیران ہوں کیا کروں۔“

وہ پھر غور کرنے کے لئے بیٹھ گئی۔ اور تھوڑی دیر سوچ کر اپنے آپ سے کہنے لگی
 ”میں اگر ایسا کروں تو اس کے بعد کیا پھر اس منگلہ میں واپس آنے کی جرات کر سکوں گی؟
 کیا یہ خبر فوراً منہ پر نہ ہو جائے گی۔ کہ اطلاع میری ہی دی ہوئی ہے؟ اس کے علاوہ میرے اس
 کام پر دو تین گھنٹے ضرور صرف ہوں گے۔ پس گھر والوں کو میری عدم موجودگی کا ضرور علم ہوگا۔ پھر
 جب میرا دار اس پر جس نے میری محبت کو حضرات سے نامنظر کیا تازل ہوا۔ تو اذرا اوجھ
 چلے گی۔ کہ اس کا محک کون ہے۔ اس لئے مجھے ہنس گھر اور اس کی مالکہ کو ہمیشہ کے لئے اوداع
 کہنا چاہئے۔ اور اس میں ہرچ بھی کیلئے۔ انتقام کی خاطر کونسا کام ہے جو انسان نہیں کرتا۔ مگر اس
 صورت میں مجھے خالی ہاتھ نہ جانا چاہئے۔ اور لباس بھی ایسا پہننا چاہئے جس سے کسی مجسٹریٹ
 تک رسائی حاصل کرنے میں سہولت ہو۔“

یہ سوچ کر سنگتہ کا اطمینان ہو گیا۔ اور وہ کسی بہانہ کرہشت میں داخل ہوئی۔ اس کچہ
 وہاں انی اندہ اور کرٹینا گھنگھٹاؤں میں اس کے تھوڑی دیر بعد کچن ایشن پہننے سے ملے آیا تو

سکونہ نہ سمجھا۔ کہ اب میرے لئے بہت اچھا موقع ہے۔

دن کے وقت اندرانے وہی نیم شرقی۔ نیم مغربی لباس پہنا ہوا تھا جس کا ذکر پیشتر ہو چکا ہے۔ مگر تھوڑی دیر پیشتر جیسا اس کی عادت تھی۔ اس نے اسے شام کے لباس میں تبدیل کر لیا اور دن کا لباس اُٹار کر اپنے کمرہ میں ایک صوفے پر رکھ دیا۔ سکونہ نے اس کمرہ میں جا کر وہی لباس خود پہنا۔ پھر چارائی کے زیورات میں سے بعض جو زیادہ قیمتی تھے۔ نیز اس کے ڈسک میں سے جو غیر مفضل تھا۔ بہت سے نوٹ اور طلائی سکے نکال کر اپنے پاس رکھ لئے۔ اس کام سے فارغ ہو کر اس نے چہرہ پر نقاب اوڑھی۔ اور چپ چاپ بنگلہ کے صدر دروازہ کی راہ سے باہر نکل گئی۔ رات کی تاریکی چاروں طرف پھیل چکی تھی۔ مگر چونکہ مطلع صاف تھا۔ اس لئے تاروں کے اُجلے میں ہر چیز اچھی طرح نظر آتی تھی۔

دروازہ سے نکل کر سکونہ باغ کی راہ سے ایک طرف کوہلی مگڑے یہیں چوڑا گرم ایک اور شخص کا حال بیان کرتے ہیں۔ جو اس ناگ میں نمایاں حصے رہا ہے۔ ہمارا اشارہ برکر کی طرف ہے جس دن کا حال لکھا جا رہا ہے وہ ان دو فعات کے بعد جو برکر کو جو فیض کارنامی اور جیک سمڈے سے پیش آئے تھے۔ دوسرا دن تھا۔ اس روز شام کے چار بجے برکر دوبارہ ہمارا فی انداز کے بنگلہ کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے جیک سمڈے کا دیا ہوا یہودی لباس پہنا ہوا تھا۔ اور اس کے پردہ میں اس کی اصل شخصیت اس خوبی سے چھپی ہوئی تھی۔ کہ کوئی تیز نظر جاسوس بھی اس کو پہچان نہ سکتا تھا۔ باغ میں ہر طرف درخت اور جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں۔ ان کے سایہ میں برکر آسانی سے بنگلہ تک پہنچ گیا۔ اور درختوں کے ایک کج میں جو غارہ کے پاس تھا۔ چھپ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد اس نے اندرا کو ایک اور آدمی کے ساتھ جیسے وہ پہچانتا تھا بلوغ میں سیر کرتے ہوئے دیکھا۔ یہ وہی شخص تھا۔ جس نے دو برج میں اس کا بزور تعاقب کیا۔ اور جس کی گرفت سے وہ دریا میں کود کر بال بال بچا تھا۔ یہی وہ شخص تھا جسے ایک رات پہلے اس نے سٹر چب کے دروازہ پر کھڑے دیکھا تھا۔ برکر اس کی صورت پہچانتا تھا۔ مگر اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ اسی کا نام کلینٹ ریڈ کلف ہے۔ ہمارا فی اندرانے اس وقت تک وہی نیم شرقی نیم مغربی لباس پہنا ہوا تھا۔ جس کا ذکر پیشتر ہو چکا ہے۔ اور جسے برکر اس سے پہلے روز بھی دیکھ چکا تھا۔ درختوں کے سایہ میں چھپے ہوئے اس سیاہ کار بدصفت نے جلدی ہی معلوم کر لیا۔ کہ اندرا اپنے ساتھی کی طرف انداز محبت سے دیکھتی۔ اور اس سے پیار کی باتیں کر رہی ہے۔ ایک بار پھر اس پر وہی اثر غالب ہونے

لگا۔ جو اندر اکا حسن عالم اشوب اس سنگدل کے سینہ میں بھی پیدا کر سکتا تھا۔ اور جس نے ایک ن پیل عین اس وقت جب شکار نشانہ کی زد میں تھا۔ اس کا بازو ناکارہ کر دیا۔ مگر آج یہ اثر جلدی ہی نازل ہو گیا۔ کیونکہ درختوں میں چھپے ہوئے بر کرنے ان فائدہ عظیم پر غور کیا۔ جو ڈیوک آف مایج مونٹ کے حکم کی تعمیل سے حاصل ہونے لگے تھے۔ وڈ برج کے واقعہ کی بدولت اس کے دل میں سٹر ریڈ کلف کے خلاف بھی بھرت غصہ تھا۔ پس اس نے سوچا کہ ڈیوک کی اس فرمائش کو پورا کر کے جو اس نے اندر اکا کے قتل کے لئے کی تھی۔ ایک بیٹھہ دو کاج والا حساب ہو گا یعنی اصلی کام بھی ہو جائے گا۔ اور میں اس شخص سے بھی انتقام لے لوں گا جو بے وجہ میرے درپے آ رہا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آج اس کے دل میں وہ فصد بھرم وہ حوصلہ عظیم جو ایسے خطرناک کاموں کے لئے ضروری ہوتا ہے پیدا ہو گیا۔

مگر وہ اندر اکا پر اس وقت تک وار کرنا نہ چاہتا تھا جب تک ایک مرد اس کے ساتھ تھا ڈھٹا۔ کہ وہ اس کا محافظ نہیں تو مددگار ضرور ثابت ہو گا۔ پس اس نے اس وقت کا انتظار کرنا بہتر خیال کیا۔ جب یہ شخص چلا جائے۔ اور اندر اکا اکیلے ہو۔ وہ باغ کے گھنے درختوں میں چھپا ہوا اور ہر طرح محفوظ تھا۔ اور یہ بھی خیال تھا کہ جب تاریکی اچھی طرح پھیل گئی۔ تو کسی کو میرا اس جگہ چھپا ہونا معلوم نہ ہو گا۔

بہشتی سے عین اس وقت ایک گھٹنے باغ میں آ کر اس مقام کے پاس جہاں وہ پوشیدہ تھا۔ اور دوسرے بھونکنا شروع کر دیا۔ اس کی آواز سن کر بر کر مارے خوف کے کانپنے لگا۔ وہ ڈرا کر ایسا نہ ہو۔ اس ذریعہ سے کسی کو میری موجودگی کا حال معلوم ہو جائے۔ حالت جوش میں اس نے اس منجوس شے کو جو اس کی کوششوں کو ناکام بنانے کے درپے تھا۔ بے شمار گالیاں دیں۔ اور کئی بار سوچا کہ یہ کم بخت درختوں کے سایہ میں قریب آجائے تو یہ لمبا شکاری چاقو سب سے پہلے اس کے پیٹ میں گھونپ دوں۔ مگر وہ پرے ہی رہ کر دوسرے بھونکنا رہے طے کہ اس کی آواز جہاں انی اندر اکا سٹر ریڈ کلف کے کانوں تک بھی پہنچ گئی۔ اس کے بعد جب وہ دونوں اس مقام کے پاس آئے۔ تو ایک لمحہ کے لئے بر کر کو خوف ہوا۔ مبادی یہ معلوم کرنے کی کوشش کرے کہ کتا کس لئے بھونکتا ہے۔ مگر اس نے محض گتے کو مٹانے پر اکتفا کیا۔ آخر جب کتا بھی بہت گیا۔ اور وہ دونوں بھی چلے گئے تو بر کرنے اطمینان کا سانس لیا۔

اس کے تھوڑی دیر بعد ریڈ کلف جہاں انی اندر اکا سے رخصت ہوا۔ اور یہی وہ موقع تھا جب سگوندے اسکی وہ ملاقات ہوئی جس کا حال پیشتر بیان کیا جا چکا ہے۔ اس اثنا میں بر کر بہت ستر

دخون میں چھپا ہوا چپ چاپ کھڑا تھا۔ ازجواب جرم کے لئے وہ گھنٹوں انتظار کرنے کا عادی تھا۔ اس لئے اب بھی آسانی سے مایوس ہو کر واپس جانے کا ارادہ نہ رکھتا تھا۔ اس کے علاوہ چونکہ شہر کے بازاروں اور شراب خانوں میں بھی ہر وقت پولیس کا کھنکا لگا رہتا تھا۔ اس لئے اس ٹھونڈے جگہ میں چند گھنٹے اور پیچھے رہنا کسی طرح باعثِ رحمت نہ تھا۔

مگر وقت گزرتا گیا۔ شام کی تاریکی رات کی سیاہی میں بدلنے لگی۔ اور اندر اوپس نہ آئی۔ اس کے ٹھوڑی دیر بعد آسمان پر بارے بھی نکل آئے۔ بہر حال چونکہ موسم خوشگوار اور مطلع صاف تھا، اس لئے تاخیرِ عظیم کے باوجود ہرگز نے ٹھوڑی دیر اور انتظار کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

یہ ایک ٹھوڑے فاصلہ پر کپڑوں کی سرسراہٹ محسوس ہوئی۔ اس نے دم روک کر آواز سنی سرسراہٹ قریب ہو گئی۔ اور اس کے ٹھوڑی دیر بعد ایک عورت کی ڈھیلی سکرٹ سبز گھاس پر گھسٹی نظر آئی۔ اس نے زیادہ غور سے دیکھا۔ اور سنا کہ یہی دائیں ہاتھ میں چاقو کو مضبوط پکڑ لیا لباس اندرا کا تھا۔ یعنی وہی نیم مشرقی نیم مغربی لباس جو بہارانی نے اس شام کو اور اس سے ایک دن پہلے پہنا ہوا تھا۔ اور گو اس وقت چہرہ نقاب کے پردہ میں چھپا ہوا تھا۔ تاہم یہ امر بیشک شبہ سے بالاتر تھا۔ کہ جانیوالہ اندرا ہی ہے۔

اس کے بعد جو کچھ ہوا۔ اس کا بیان مختصر ہے۔ وختوں کی شاخوں پر، ذرا سی جنبش۔ نقاب پوش عورت کے منہ سے ہلکی چیخ اور طرفہ العین میں قاتل کا چاقو بد نصیب نقاب پوش کے سینہ میں کھپ گیا۔ عورت کے منہ سے ایک مدھی کر اہٹ نکلی اور وہ دھڑام سے فرش زمین پر گر پڑی عین اس وقت ہر کو دخون کے سایہ کی کسی پاؤں کی چاپ سنائی دی۔ اس نے چاقو کا پھسل بڑے زور سے کھینچا۔ پھر رات کی تاریکی میں ایک طرف کو بھاگ نکلا۔ اور باغ کو طے کر کے باڑ چھانڈ کر باس کے کھیتوں میں گود گیا۔

اس کے بہت دیر بعد وہ لمبا چکر کاٹ کر ایڈمڈ روڈ کے قریب لندن میں داخل ہوا۔ تو رات کے دس بجے تھے۔ رستہ چلتے ہوئے اس نے اپنے دل سے کہا۔ ڈیوک سے ملنے کا وقت گیارہ بجے منقر ہوا تھا۔ اس لئے میرے پاس ابھی کافی وقت ہے۔ اور ایک دو منٹ کی دیر بھی ہو جائے۔ تو امید ہے اس کو اعتراض نہ ہوگا۔

یہ ایک خیال آیا کہ اس نے ایک بڑھے یہودی کی شکل بنا رکھی ہے۔ اس لئے بانادوں میں تیز چلنا باعثِ اشتباہ ہوگا۔ پس فوراً چال مدہم کر دی۔ اور اپنے آپ سے کہنے لگا۔

”کہتے شرم کی بات ہے کہ اس مہذب شہر میں انسان اپنی چال بھی نہیں چل سکتا۔ داد بھی تہذیب ہے!“

مٹھوڑی دور آگے اس نے ایک نانائی کی دکان میں گھڑی دیکھی۔ تو سارے دس کاغذ ہتھ چڑکے بہت دیر سے کھایا پیا کچھ نہیں تھا۔ اس لئے پیٹ کا وہ مہین ضروری تھا۔ اسی خیال سے وہ ایک اونے شراب خانہ میں داخل ہوا۔ جسے وہ مدت سے جانتا تھا۔ مگر اس کو یقین تھا۔ کہ اس لباس میں میرا کوئی قدیم شناسا بھی پہچان نہ سکیگا۔

شراب خانہ کا کمرہ کثیف دھوئیں سے بھرا ہوا تھا۔ اور پانچ چھ بدعاش صورت آدمی اطمینان سے بیٹھے ہوئے شراب اور تبا کو پی رہے تھے۔ برکریہودی قوم کے لوگوں کی طرح ڈرتے ڈرتے ایک کونے میں دب کر بیٹھ گیا۔ اور وہیں سے اپنے لئے روٹی۔ پنیر اور ہیر شراب طلب کی۔ مگر ان کو کھاتے ہوئے اس نے اپنا منہ اس طرح چھپائے رکھا کہ حاضرین میں سے کوئی اسے دیکھ نہ سکتا تھا۔ خود اس نے ان لوگوں کو چھپی نظروں سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا ان میں دو تین ایسے ہیں۔ جنہیں وہ ذاتی طور پر جانتا ہے۔ مگر یہ موقع ان سے گفتگو کرنے کا نہیں تھا۔ حاضرین نے بھی اس کی طرف نظر تجسس سے نہیں دیکھا۔ کیونکہ شراب خانہ میں ہر وضع کے لوگ جمع ہوا کرتے تھے۔ برکریہ کے آئے پر مٹھوڑی ادیب کے لئے گفتگو رک گئی تھی۔ اب اس کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا۔

”مگر ٹوپی“ حاضرین میں سے ایک نے دوسرے سے کہا۔ ”آخر یہ کام ہوا کیسے؟“
 ”ارے بھائی اس میں مشکل ہی کی تھی۔“ شخص مذکور نے جواب دیا۔ ”اس نے بڑھے کو انی شراب پلائی کہ میرا کاموش نہ رہا۔ اس کے بعد جو ماتھے آیا لے اڑا۔“
 ”یہ بات تو تم نے پہلے ہی بیان کی تھی۔“ پہلے آدمی نے کہا۔ ”مگر یہ کیونکر معلوم ہوا کہ وہ برکریہ تھا... اور سے پوچھنا۔ اس بڑھے یہودی نے ایک دم کتنی شراب پی ہے۔“

”کیونکر معلوم ہوا۔ یوں کہ صبح جب بڑھے کو ہوش آیا۔ تو اسے سب واقعات یاد آ گئے اور اس وقت خیال آیا کہ اس عیار و دست نے کس ہوشیاری سے اس کے روپیہ کا حال معلوم کیا تھا۔ اس وقت یہ بھی خیال آیا کہ اس کی زبان ناقص تھی۔ اور وہ ماتھے تل کر کہتا تھا کہ حضور میں نے پہلے اس کو نہیں پہچانا۔ مگر وہ بھی سچا تھا۔ اس نے یہی سمجھا کہ ایک معزز آدمی کی دوستی حاصل ہو گئی ہے۔ اس کے دل میں ذرا بھی شک و شبہ پیدا نہیں ہوا۔“

”کیوں مگر ٹوبی نہیں یہ حال کیونکر معلوم ہوا؟“ حاضرین میں سے ایک اور نے پوچھا۔
 ”میری وہ اصل اس شخص چپ کی خادمہ سے دوستی ہے۔ بس اسی نے سب مال مجھ سے بیان کیا
 تھا۔“ اسی سے معلوم ہوا کہ ایک شریف آدمی جو کارنامی یعنی اس بڑے سے ملنے جایا کرتا ہے۔ کل رات
 جس وقت چپ کے مکان پر پہنچا۔ تو برکروٹوں سے رخصت ہو رہا تھا۔
 ”میرا خیال ہے پولیس میں معاملہ کو ملے میں لے چکی ہے۔“
 ”یقیناً لے چکی ہوگی۔“ ٹوبی نے جواب دیا۔ بہر حال کام بڑی ہوشیاری سے ہوا۔ یہ شخص کارنامی
 کسی گرجا کا محور ہے۔ اس لئے اپنے متعلق یہ خبر شہر تک نہ گئی۔ کہ میں کثرتِ شراشرینی
 سے بیہوش ہو گیا تھا۔ اور اس طرح محض اپنی حماقت سے روپیہ کھو دیا۔“
 ”بھئی! اللہ پر کر پڑا ہی عیار نہ نکلا۔“ حاضرین میں سے ایک اور نے کہا۔ ”کیسا بھیس بدلا،
 بدلا ہوگا۔“ وہ شخص جس کا نام ٹوبی تھا۔ انما زحافات سے کہنے لگا۔ ”میرے سامنے آئے
 تو دیکھوں کیسے چسپا رہتا ہے۔“

برکروٹ اس عرصہ میں کھاپی کر فارغ ہو چکا تھا۔ اور گو اس نے اپنے خلاف کئی ایک دعوئے
 سنے تھے۔ تاہم اس کا بہت کم اندیشہ تھا۔ کہ ٹوبی اس لاف و گمناف کے باوجود یہودی کی بھیس میں
 اس کو پہچان سکے گا۔ شہر اب نے اسے تازہ دم کر دیا تھا۔ اور وہ دل ہی دل میں یہ سوچ کر خوش ہو رہا
 تھا کہ جو شخص اپنی تیز نظری پر اتنا بھر دوسرے کھتا ہے۔ میں اسی کی آنکھوں میں خاک ڈال کر نکلا جا رہا
 ہوں۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر وہ آہستگی سے چلتا ہوا باہر کی طرف ہولیا۔ اور گو ٹوبی نے اس کی طرف
 قدرے غور سے دیکھا۔ تاہم اس کی نگاہ سے کسی طرح کا ٹک وشت نہ ہوا نہ ہوتا تھا چنانچہ برکروٹ کا بیٹا
 پر سرور بڑے اطمینان سے چلتا سراٹھ خانہ سے رخصت ہوا۔

اب اس نے پمپلیک کی طرف میلنا شروع کیا۔ اور آخر اس وقت کہ پاس کے ایک گرجا
 نے گیارہ بجائے۔ ایک تنگ مہذبی لگی میں داخل ہوا۔ گلی کے ایک جانب دیوار مٹی جس سے پچھ
 ایک عالی شان مکان واقع تھا۔ دیوار پر دوہے کی نوکدار سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔ اور گھنے سایہ دار
 درختوں کے پتے اس دیوار پر دو نو جانب پھیلے ہوئے تھے۔ ان درختوں کے سایہ میں ہر کرنے ایک
 آدمی کو زندہ لاپرواہی سے مٹھا رہیٹے اور ٹپکتے دیکھا۔ یہ شخص ڈیوگ آف مارج مونٹ تھا۔ برکروٹ
 پاس جا کر سلام کیا۔

مگر وہ ایک آف مارج مونٹ برکروٹ اس نے بھیس میں نہ پہچان سکا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے اسے

گوئی آوارہ گرد یہودی بچہ گرفتار سے کہا۔ تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟ اس پر جب برسرے ہلکا
گمراہانہ تہمت لگایا۔ تو ڈیوک اس کی آواز سن کر چونک گیا اور بولا۔ اوہ۔ کیا یہ ممکن ہے! کیا تمہیں نے
یہ نیا بھیس ملا ہے؟

یہ خادم حضور کا وہی ادنیٰ انگھوڑا رک رہے۔ اس نے بھراطمینان میں جواب دیا۔ البتہ
لباس وہ نہیں جو آپ نے دیا تھا۔۔۔

پچھلے یہ بتاؤ اس کام کا کیا ہوا۔ جو تمہارے سپرد کیا گیا تھا؟ ڈیوک نے فکر سے پوچھا۔
”سرکار کے حسب منشا ہو گیا۔“ بر کرنے جواب دیا۔

”کیا سچ؟“ اور یہ کہتے ہوئے ڈیوک کے لہجہ میں امید و بیم کا ایک عجیب اشتراک نظر آتا تھا
”بالکل سچ۔“ بر کرنے انداز فخر سے جواب دیا۔ ”نہ ہوتا تو بندہ کے یہاں مرنے کی حاجت کیا
پڑتی۔ کیا آپ ہی نے فیصلہ نہ کیا تھا کہ جس رات خوشخبری لاؤ۔ تو ٹھیک کیا رہے۔ بچے یہاں اس مقام
پر ملے۔“

”ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔“ ڈیوک نے جلدی سے کہا۔ اور اس وقت اس کے سینہ میں تنفس
عذبات پیدا ہو رہے تھے۔ کچھ اس بات کی خوشی تھی۔ کہ ایک جانی دشمن سے نجات حاصل ہو
گئی۔ کچھ خوف بھی دامن گیر تھا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ یہ نیا جرم میرے لئے تازہ مشکلات پیدا کر دے۔
”مائی لارڈ! بر کرنے آخر کا کہا۔“ میں نے اپنا کام کر دیا۔ اب حسب وعدہ انعام دے کر معذور
فرمائے۔۔۔“

”سنو۔ یہ جگہ ایسے معاملات طے کرنے کے لئے موزوں نہیں۔“ ڈیوک نے قطع کلام کر کے کہا۔ تم
گھوڑا، فاصلہ دے کر میرے پیچھے چلے آؤ۔“
اتنا کہہ کر راج مونت پیچھے مڑا۔ اور بلگرہ یوسکوٹر کی طرف چلنے لگا۔ مگر رستہ میں حقوڑی
حقوڑی دیر کے بن پیچھے مڑ کر دیکھ لیتا تھا۔ کہ برک ساتھ آتا ہے یا نہیں۔

باب - ۱۱۱

مغل نقص۔ انعام

اس رات ڈیوک آف راج مونت کے حضور فلک بوس واقع بلگرہ یوسکوٹر میں عظیم مشن جلسہ دعوت کا

استہام تھا۔ ڈیوک آف مارج مونٹ کی میگم ڈچس لیوینیا حسین و فلیق عورت تھی۔ اور گویہ اس واقعہ ہے کہ اس غریب نے ڈیوک سے شادی کر کے ایک دن بھی چین نہ پایا تھا۔ تاہم مرنیک عورت کی طرح وہ سمجھتی تھی کہ میری جگہ اپنے شوہر کے قدموں میں ہے۔ ڈیوک نے جو خوناگ سائنس اس کے خلاف کچھ عرصہ بشیر قصر اوک لینڈس میں رکھی تھی۔ اس کے لئے وہ اسے دل سے معاف کر چکی تھی۔ گویا واقعہ کی یاد کو دل سے محو کرنا اس کے لئے بھی غیر ممکن تھا۔ بہر حال چونکہ طبعاً فیاض اور عالی ظرف خاتون تھی۔ اس لئے اپنے طریق عمل سے اس نے ڈیوک کو یہ جاننے کا کبھی موقعہ نہیں دیا تھا کہ اس واقعہ کی کک اب تک سینہ میں باقی ہے۔ وہ اس سے سچی محبت کرتی تھی۔ اور غامبی زندگانی میں کسی کو یہ جاننے کا موقعہ نہیں ہوتا تھا۔ کہ میاں بی بی میں کسی طرح کی کشاکش باقی ہے۔ اسی ظاہر داری کو قائم رکھنے کے لئے وہ مختلف اوقات پر اس قسم کی شاندار دعوتوں کا استہام کرتی تھی۔ جو اس کے بند مجلسی رتبہ کی وجہ سے لازم تھا۔ اور ڈیوک بھی اسے ناؤ سے کام لیکر یہ اس کی فطرت میں داخل ہو چکی تھی ایسی مصروفیتوں پر اظہار پسندیدگی کیا کرتا تھا۔

موجودہ زمانہ میں وہ اس طرح کے جلسوں کا خصوصیت سے شائق تھا۔ کہ نہ وہ چاہتا تھا دورست اجاب یہی سمجھیں کہ اس کے اوقات فرصت زیادہ تر ان مجلسی عصر و فیتوں میں ہی بسر ہوتے ہیں۔ قاعدہ ہے کہ جو شخص جرم کرنا یا کسی کو اقدام جرم پر انگسالتھے۔ وہ اپنی طرف سے ہمیشہ اس بات کا پورا خیال رکھتا ہے کہ کسی کے دل میں اس کے صحیح انجمل کا مستحب پیدا نہ ہو۔ اس غرض کے لئے وہ اس قسم کے ثبوت فراہم کرنا چاہتا ہے جن سے معلوم ہو کہ اس کے خیالات اور باتوں کی طرف سے کوئی غم نہ ہو۔ یہی وجہ تھی کہ جس وقت ڈیوک آف مارج مونٹ حقیقت میں اس ہوناگ جرم کا نتیجہ معلوم کرنے کو مجبور تھے تھے جس کا ان کا شکاب اس نے بر کر کے سپرد کیا تھا۔ وہ بظاہر لوگوں پر یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا تھا کہ اس کا وقت طلب عیش و راحت میں بسر ہوتا ہے۔ اور اپنے محل واقع بلگر ہو سکوتر میں اجاب کی خاطر مدارات سے بل بھی کی فرصت نہیں ہوتی۔

جیسا ہم نے بیان کیا ہے۔ شب زکوہ کو مارج مونٹ برس میں ایک ایسی ہی بڑھکت دعوت کا استہام کیا گیا تھا۔ اور فیشن۔ قول اور خوبصورتی کے ساتھ گونہ نمائندے شریک جلسہ تھے۔ محل کے ایک حصہ میں رقص و سرود کی محفل گرم تھی۔ دوسرے میں تماش اور گنجفہ کا شغل جاری تھا۔ اور ایک اور میں شیشہ کی برہی پہنے تھے۔ انہوں کے زعفر میں گھری ہوئی تھی۔ ڈچس آف مارج مونٹ ہر چند اپنے دل میں شہر کی پسندیدگی۔ لاپرواہی۔ انتہا یہ کہ اس کے تعاضل سے ہر وقت آرزو و پریشان رہتی تھی۔ تاہم اس

دنت ہاؤز کی خاطر خیر خیر نظر آتی تھی۔ اور ڈیوک نے بھی جہاں تک ممکن تھا اپنے صمیم جذبات کو چھپا رکھا تھا یہی وجہ تھی کہ جب محل کے روشن اور آراستہ کمروں سے گزرتا ہوا وہ ہاؤز کی انفرادی تواضع کا فرض انجام دیتا۔ جب وہ اخلاق آمیز تبسم پیدا کر کے ہر کسی سے پوچھتا کہ آپ کو کسی چیز کی ضرورت تو نہیں۔ تو لوگ ایک دوسرے کی طرف پر مئی نظروں سے دیکھتے اور دبے لفظوں میں کہتے تھے جدا ہونے ڈیوک کو مدت دراز سے کبھی اتنا خوش نہ دیکھا تھا۔

گیارہ بجے سے تھوڑی دیر پہلے وہ اس مجلس طرب سے تھوڑی دیر کے لئے رخصت ہوا۔ اور اوکھاپہن کر محل کے معتبی دروازہ کی راہ سے اس مقام کی طرف ہوا۔ جہاں ہرگز سے جائے ملاقات مقرری تھی۔ اس ملاقات کا حال پیشتر درج ہو چکا ہے۔ اس کے بعد اب دو نوٹس کے پیچھے چلتے۔ بلگرہ پکڑنے والے محل کی طرف جا رہے تھے۔

پچھلے ڈیوک آف مینچسٹر ایک بند دروازہ کے سامنے رکا۔ جو محل کی معتبی دیوار میں بنا ہوا تھا۔ اور اسے کچھنی سے کھول کر ہرگز کا انتظار کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ جب وہ پاس آیا۔ تو ڈیوک اسے ساتھ لے کر اندر داخل ہوا۔ اور دروازہ کو بند کر کے کئی کمروں اور غلام گرد مشینوں کو کھٹے کرنا لوگوں سے آٹھ بجاتا کتب خانہ میں جا پہنچا۔ چونکہ ڈیوک نے محل کے ہر حصہ میں روشنی کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس لئے اس کمرہ میں بھی شمعیں جل رہی تھیں۔ کمرہ میں ہوائے سرد کے جھونکے رومکے کے لئے کھلے کپڑوں کے سامنے پردے لٹکے ہوئے تھے۔ مگر اب جس وقت پانچ موٹے ہرگز کو ساتھ لے کر کمرہ میں داخل ہوا۔ تو ایک عورت۔ جو پہلے سے اس جگہ موجود تھی۔ جھٹ پر وہ میں چھپ گئی۔ ایک لمحہ کیلئے اس کے لباس اور پردہ کی سرسراہٹ ہوئی۔ مگر آواز اتنی ہلکی تھی۔ کہ ڈیوک اور اس کے ساتھی وہ نونے نہیں سنی۔ اسی بے خبری میں ڈیوک نے اندر جا کر دروازہ بند کیا۔ اور ایک کرسی پر بیٹھ کر انداز فکر سے کہنے لگا۔ "اب بتاؤ وہ واقعہ کیونکر ہوا؟"

"سرکار والا اس کا حال بہت مختصر ہے۔" ہرگز نے جواب دیا۔ "پہر حال اطمینان فرمائیے کہ کام آپ کے حسب منشا ہو گیا۔ کل میں دن بھر اس بنگلہ کے باغ میں چھپا رہا۔ مگر وار کرنے کا موقع نہ ملا۔ کچھ اس عورت کی خوبصورتی کا بھی میرے دل پر اثر ہوا۔ یہاں تک کہ... آپ کے کیا پردہ ہے... ایک بار تو میرے اس شکل میں بھی فخر نہ آئی تھی۔ اس کے بعد کل رات بعض حالات نے مجھے تبدیل لباس پر مجبور کیا۔ اور اب میں آپ ہی سے پوچھتا ہوں۔ ان دو نو بیسیوں میں کونسا بہتر سمجھتا ہے؟"

ڈیوک نے اس پر بیکار تفصیل کو سن کر ہلکے سے بے صبری کا اشارہ کیا۔ اور کہا "خدا کے لئے یہ بکن

چھوڑ دو۔ اور سیدھی طرح معاملہ کی طرف آؤ میرے پاس وقت کم ہے۔۔۔

”بہت اچھا۔ بہت اچھا“ برک نے جلدی سے کہا۔ آج سہ پہر کو میں بھڑاسی بنگلہ میں گیا۔ دیکھا تو وہ عورت حسب معمول سیر کر رہی تھی۔ مگر اس وقت اس کے ساتھ ایک مرد تھا۔ میں اسے متنبہ کرنا بہتر سمجھا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد وہ تنہا باہر آئی۔ اس وقت میں نے جھٹ اپنا شکاری چاقو اس کے سینہ میں گھونپ دیا۔ اور داد دیجیے یہ کام اس بھرتی سے کیا کہ اسے کر لہنے تک کام قہ نہیں دیا۔

”سچ کہتے ہو؟“ ڈیوک نے فکر سے بے چین ہو کر پوچھا۔ کہیں مجھے دھوکا تو نہیں دیتے؟۔۔۔ مگر ٹھیکر دیکھو! اس بیان کی تصدیق کیونکر ہو؟

”جیسے جی چاہتے کریجیے۔“ برک نے لاپرواہی سے جواب دیا۔ ”خواہ اپنا آدمی بھی کر معلوم کر لیجیے خواہ کل تک انتظار کیجیے۔ یقین ہے سب حال کل کے اخباروں میں نکل جائے گا۔“

”مگر اس کام کو یقین ہے کہ وارکاری تھا؟“ ڈیوک نے پوچھا۔

”اس سے بھی ایک درجہ آگے۔“ برک نے کہا۔ اور پھر جاقون نکال کر کہنے لگا۔ ”دیکھیے اس کا پھل کتنا لمبا ہے۔ اور میں نے اسے مٹھی تک اس کے سینہ میں گھونپ دیا تھا۔ دیکھیے دیکھیے اس پر اب تک اہم کے نشان باقی ہیں۔ اور وہ رمال بھی حاضر ہے جس سے میں نے اسے چلتے چلتے پکڑ لیا تھا۔“

”بس ہو گیا۔“ ڈیوک نے اس خوفناک شہادت کو دیکھ کر نفرت سے منہ پھیرنے ہوئے کہا۔

”یہ عورت لیدھی اندور۔۔۔ یا جو کچھ بھی اس کا نام ہے۔ اتنے رپورات پہنا کر لی تھی جن سے کسی اچھے جوہری کی دکان بھر جائے۔“ برک نے سلسلہ بیان جاری رکھ کر کہا۔ ”میں میرے ہی میں آئی۔ کان میں سے چند ایک آثارے جلوں۔ مگر جیسے ہی میں نے وار کیا۔ بنگلہ کی طرف سے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ اور چونکہ اس نے مجھے دیکھ کر ایک ہلکے سیج ماری تھی۔ اس لیے خیال ہوا شاید کوئی نوکر اسی آواز کو سن کر آیا ہے۔ اس لیے میں نے زور کا خیال چھوڑ کر بڑی دقت سے جاقون نکالا۔ اور پھر جتنی تیزی سے ممکن تھا۔ بھاگ نکلا۔ بس یہی سارا حال تھا۔ جو میں نے بیان کر دیا۔ اب لائے سیر لٹام۔“

ڈیوک اپنے صیب سے مڑھوں اور نوٹوں کا بھر اسو ابڑہ نکالا چاہتا تھا کہ پردہ کے پیچھے مڑھوں ہوئی جس سے دونوں جنک گئے۔ مگر برک سے زیادہ ڈیوک آف اپنی موت خوف زدہ نظر آتا تھا۔ چہرہ بے رنگ۔ آنکھیں بے نور اور ماتھے پاؤں بے طاقت تھے۔ حالت فکر میں چپ چاپ سوچتا رہا کہ یکمی آواز مٹی۔ پھر جلدی سے آہ مار کر کھڑکی کی طرف گیا۔ اور حالت جوش میں پردہ کو ایک

طرف ہٹا دیا۔ ایک ہلکی چیخ کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی ڈیوگ نے ایک عورت کو بے ہوشہ بالکل بچا پٹا دھچکا پھینک دیکھا۔ برکے منہ سے بے اختیار کلمہ جو سن نکلا۔ اور اس کا ماتھے پھر ایک بار شکاری چاقو کی طرف بڑھا۔ مگر عورت ڈیوگ کے قدموں میں درزاؤں ہو گئی۔ اور ماتھے جو ڈھک رہے تھے لگی۔ خدا کے لئے رحم کر دو۔ رحم کر دو۔ آپ لوگوں کا باز ہمیشہ میرے دل میں محفوظ رہے گا۔“

اس کی نکال دھتے خوف عظیم ظاہر ہوتا تھا۔ وہ کچھ تو اس ہولناک داستان کو سن کر اور کچھ برکے کی ڈراؤنی صورت سے بے حد کھڑکی ہوئی تھی۔ ڈیوگ آف مائج مونٹ کا رنگ فوق ہو گیا۔ معلوم ہوتا تھا۔ دنیا بھر کی آفتیں اس کو زفرہ میں لے رہی ہیں۔ اس کے صانع میں تاریکی پھیلنے لگی۔ نظر دھندلی ہو گئی۔ اور وہ دیکھ کر اس طرح چند قدم پیچھے ہٹا۔ گویا ضرورت سے زیادہ شراب پی گیا ہے۔

عورت نے برکے کی طرف سہمیں نظروں سے دیکھا۔ پھر ڈیوگ کے پاس جا کر منت آمینو لہجہ میں لکھنے لگی۔ خدا کے لئے اس نہ فنا کر آدمی کو رخصت کر دیجئے۔ میں نے کچھ نہیں سنا... اور جو سنا ہے۔ اُسے کسی پرندہ پر نہ کر دوں گی... میں بچا کہتی ہوں۔ آپ کا راز ہمیشہ میرے دل میں رہے گا۔“

اس کا لہجہ مضطرب اور الفاظ اکھڑے ہوئے تھے۔

کچھ اس کی باتوں سے جو بدل پانچ اور کچھ اس نئی الجھن کو سمجھانے کے خیال سے ڈیوگ نے جلدی سے جیب میں ماتھے ڈالا۔ اور ایک ہونڈ اور کبھی نکالی۔ یہ دو چیزیں برکے کو پیش کر کے اس نے کہا۔ ”جاؤ ابھی رخصت ہو جاؤ۔ اس ہونڈ میں میرے لئے وعدہ سے بہت زیادہ انعام ہے۔ اسی رستہ چلے جاؤ۔ جدیر سے آئے تھے۔ اور جتنا جلد ممکن ہو۔ لندن چھوڑ کر انگلستان کی حد سے باہر نکل جاؤ۔ ویر خطرناک ہے۔“

یہ الفاظ ڈیوگ آف مائج مونٹ نے جلدی سے کھو گئے۔ لہجہ میں کہتے تھے۔ اس کے ساتھ ہی کتب خانہ کا دروازہ کھول کر اس نے برکے کو اپنے ماتھے سے باہر دھکیل دیا۔ بدعاش نے ہونڈ کا وزن جانچا۔ اور اسے ٹول کر بھی دیکھا۔ معلوم ہوا۔ اس کا ایک حصہ طلانی سکوں اور دوسرا بنک نوٹوں سے پُر تھا۔ اب اس کے لئے ٹھیکرنا بے سود تھا۔ سلام تک کے بغیر رخصت ہوا اور نوکروں سے آکھنچا کر عقبی دروازہ کی راہ سے باہر نکل گیا۔

اس کے جانے پر کتب خانہ میں فقط ڈیوگ آف مائج مونٹ اور وہ عورت باقی رہ گئے۔

جس نے پس پردہ سب باتیں سن لی تھیں۔ مگر جس کا نام تک ڈیوک آف پارچ مونٹا کو معلوم نہ تھا۔
تمنا رہا جانے پر ڈیوک نے دروازہ کو اندر سے مقفل کر لیا۔ اور اس کے بعد اس عورت
کی طرف دیکھا۔ تو چہرہ انتہا درجے درد اور آواز فرط خوف سے کھوکھلی تھی۔ کہنے لگا۔ ”اب جاؤ
تم کون ہو۔ اور یہاں کیوں آئی ہو؟“

عورت بظاہر غمناک و لیر تھی۔ ہر کر کے جاتے ہی زیادہ مطمئن ہو گئی۔ اور اوسان ہمال
کر کے کہنے لگی۔ ”مائی لارڈ۔ میں نے سب حال سن لیا۔ مگر اطمینان رکھئے کہ آپ کا راز میرے سینہ میں
محفوظ رہے گا۔“ پھر اپنی خوشنما سیاہ آنکھوں کو ڈیوک کے چہرہ پر جا کر اس نے کہا۔ ”شرط یہ ہے کہ آپ
بھی اس راز کی حفاظت کے بدلے قدرے قلیل انعام سے دریغ نہ کریں۔“
”متکدر ہے“ ڈیوک نے جلدی سے کہا۔ ”اگر یہ معاملہ تمہاری ذات تک ہے۔ تو یقین
دلاتا ہوں کہ جیسا ملے گا۔“

”اس صورت میں ہمارا معاملہ جلد طے ہو جائے گا۔“ عورت نے کہا۔ ”مگر سب سے پہلے دروازہ
کھول دیجئے۔ کیونکہ آپ کے نوکر میں سے ایک کو میرے یہاں ہونے کا علم ہے۔ کیا عجب وہ اتفاقاً
اوپر آجائے۔ اس صورت میں دروازہ بند ہونے سے بدگمانی ہوگی۔“
”اتنا کہہ کر وہ اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گئی۔ اور ڈیوک بھی دروازہ کھول کر اس کے پاس جا
بیٹھا۔ بظاہر وہ اس کے بیان کو پوری توجہ سے سننے کے لئے تیار تھا۔

اب تک پریشانی میں ڈیوک نے اسکی صورت اچھی طرح دیکھی تھی۔ مگر اب اسے غور سے دیکھنے
کی ہمت ملی تو اس نے معلوم کیا کہ اس کی عمر قریباً ۳۰ سال قاصت و راز اور صورت مقبول ہے۔
چہرہ خوشنما۔ بالکل سیاہ۔ آنکھیں مڑالی اور خط وخال سے جذبات بہیمیہ کا اظہار ہوتا تھا
اس کی نگاہ میں بھی ایک عجیب بیناکی نظر آتی تھی۔ اس نے وہ قص کا دلکش لباس پہنا ہوا تھا
جس سے معلوم ہوتا تھا کہ ڈیوک کے ہاؤس میں سے ایک ہے۔ اور کسی نامعلوم طریقہ پر اس مگرہ
میں چلی آئی ہے۔

کہنے لگی ”ہیں اپنا سب حال آپ سے مفصل عرض کرتی ہوں۔ مگر اس کا پھر ایک بار
یقین دلاتی ہوں کہ میری طرف سے ہر طرح مطمئن رہئے۔ صرف اس خیال سے کہ ہم ایک دوسرے
سے بہتر واقف ہو سکیں۔ میں اپنے حالات بے کم و کاست بیان کرتی ہوں۔ ایک زمانہ میں میرا
گاہد فوج کے ایک افسر سے اعلق تھا۔ بعد ازاں ایک مالدار بیروٹ کے پاس رہنا ہوا جس کا

پچھلے دنوں اپنے دیہاتی مکان مستقل رہسگٹ میں انتقال ہو گیا ہے۔ میری شادی ہو چکی ہے مگر ایک ایسے بڑھے کموسٹ نے جو عمر میں میرا باپ بلکے دادا ہونے کے لائق ہے۔ ہم غریب ہیں۔۔۔

”آہ یہ بات ہے۔ تو میں تم کو مالدار بہت مالدار بنادوں گا۔“ ڈیوگ نے جلدی سے کہا تیس

باس دوست کی کمی نہیں۔ مگر آگے کہو۔“

”کچھ ایسی تجاویز میرے پیش نظر تھیں۔“ عورت نے سلسلہ داستان جاری نہ کر کہا۔

”مجھ سے کافی روجہ حاصل ہو چکی امید تھی۔ مگر بد قسمتی سے وہ سب ناکام رہیں۔ میں اپنے دوستوں کے پاس جنہیں آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔ یعنی سر جیمز اور لیڈی و امر کے ماں بھینرے کو لندن بھی آئی۔

ان سے میری ملاقات برائٹن میں ہوئی تھی۔ مگر وہ میری زندگی کے نزدیک پہلو سے بالکل واقف نہیں ہیں۔ آج شام کو آپ کی بیگم صاحبہ نے انہیں دعوت دی۔ تو وہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے آئے

بعض وجوہ سے ہمیں یہاں آنے میں دیر ہو گئی۔ اور آخر اس وقت پہاں آئے۔ جب آپ کسی کام کئے گئے باہر جا رہے تھے۔ آپ کی غیر حاضری میں بیرڈنٹ کے فرزند کبتان و امر نے شرکت رقص کے لئے میرا تعارف ایک ادھماں سے کرایا۔ جو اتفاق سے وہی فوجی افسر نکلا جس سے چند سال پیشتر میرا تعلق رہ چکا تھا۔“

”یعنی کون؟ ڈیوگ نے جلدی سے پوچھا۔

”کرنل ٹریسیلین۔“ عورت نے جواب دیا۔

”اور تمہارا کیا نام ہے؟“

”سنٹر آکٹن۔“ اس نے کہا۔ ”خیر جب اس طرح مجھے اتفاقاً کرنل ٹریسیلین کے پیش کیا گیا۔ تو میں نے اداں جمال رکھ کر دل میں سوچا۔ کہ وہ خود اپنی نیک نامی کے پاس سے میرا ملازمتی پر ظاہر نہ کرے گا۔ اس نے بھی مجھ سے وہی برتاؤ کیا۔ جو ایک اجنبی کو دوسرے سے کرنا چاہئے۔ اس سے میرا اطمینان ہو گیا۔ اس نے مجھے بازو پہن کیا۔ مگر کمرہ رقص میں سے جانے کی بجائے ایک اور حصہ میں لے گیا۔ جہاں ہم دونو اکیلے تھے۔ اس جگہ اس نے بناڈٹ ترک کے میری طرف کڑی نظروں سے دیکھا۔ اور اندازہ سخت سے محاط کیا۔ معلوم ہوا۔ یہ شخص میرے ہندوئی سر ایدگر بورلے کو ماننا ہے۔ چونکہ سر ایدگر اپنی دلہن سمیت ان دنوں لندن میں مقیم ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ کرنل نے اس کی زبانی میرے خلاف کئی ایک بھی بُری باتیں سنی ہیں۔ بہر حال اس وقت ٹریسیلین نے ناراضی کے لہجہ میں مجھے فوراً کمرہ رقص سے چلے جانے کا حکم دیا۔ اور کہا۔ کہ اگر

نہ جاؤ گی۔ تو میں تمہارا دُعا سب پر فاش کر دوں گا۔ چونکہ پیشتر ہمارے تعلقات قریبی رہ چکے تھے اس لئے اس کا طرز عمل یقیناً نیا صحنہ سے بعید تھا۔ میں نے اسے بہت ہکھایا۔ مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ آخر کار میں نے التباہی کی۔ کہ کم از کم سر جیمز اور لیڈی فامرے میرا حال ظاہر نہ کیا جائے۔ مگر چونکہ وہ ان کا بھی دوست تھا۔ اس لئے زیادہ۔ سے زیادہ اسی قدر وعدہ کر سکا کہ اگر تم مکمل تک ان کے مکان سے جلی جاؤ۔ تو بہتر ہے میں اس عرصہ میں تمہارا حال ان سے نہ کہوں گا۔ اس گفتگو کے بعد میں دہاں سے جلی آئی۔ اور ایک نوکر مجھے یہاں چھوڑ گیا۔ اس جگہ میرا ارادہ اس وقت تک ٹھہرنے کا تھا جتنے کہ سر جیمز و امرا در ان کی نیگم و پس جانے کو تیار ہوں۔ نوکر سے میں نے نام نہاری طبع کا عذر کیا اور کہا تم مجھے ایک عیالہ کروا میں بھادو۔ مگر اس کا حال میرے دوستوں سے نہ کہنا۔ کہ میں ان کا عیش منسی کرنا نہیں چاہتی۔ اب آپ کا نوکر ان کی گاڑی لانے گیا ہوا ہے۔ پہلے گاڑی آئے گی۔ ذرا وقت رات کے دو بجے کے لئے تھا۔ مگر اب مجھے اس نوکر کی واپسی کا ہر لمحہ انتظار ہے۔

اور تمہارا شوہر کہاں رہتا ہے؟ ڈیوک آف مایچ مونٹ نے پوچھا۔

”ہاؤس میں“ مسٹر آگسٹن نے جواب دیا۔ ”مگر مجھے اس کی ذرا بھی پروا نہیں۔ میں تو خدا سے چاہتی ہوں کہ اس سے ہمیشہ کے لئے نجات ہو جائے۔ بہر حال میں نے آپ کو ان حالات سے واقف کر دیا۔ جو میرے اس کمرہ میں آنے کا باعث ہوئے تھے۔ مگر مجھے یہاں آئے بہت دیر نہ ہوئی تھی۔ کہ دروازہ کھلا۔ اور آپ لوگوں کی آواز سنائی دی۔ میں ڈری کہ اگر کوئی یہاں آگیا۔ تو مجھ سے کئی طرح کے سوالات پوچھے جائیں گے۔ اس لئے آواز سن کر کھڑکی کے پردہ پر چھپ گئی۔

”مجھ پر آپ کو میرے لباس یا پردہ کی سرسراہٹ بھی سنائی نہ دی۔“

”خیر یہ تو ہوا۔ اب بتاؤ میں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں؟“ ڈیوک نے پوچھا۔

”بسیہ کی میرے ماں پر دانا نہیں ہے۔ جتنی دولت چاہو۔ دے سکتا ہوں۔“

”مگر پھر تم نے یہی بھی کچھ حال اور بیان کرنا چاہتی ہوں۔“ مسٹر آگسٹن نے قطع کلام کر کے کہا۔ ”میں نے اپنے بڑے شوہر سے محض اس لئے شادی کی تھی۔ کہ آئندہ عزت کی زندگی بسر کر سکوں گی۔ مجھے اپنی چھٹی بہن سے بہت محبت تھی۔ اور میں اس کی خاطر نیک بننے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن جیسا میں نے پیشتر بیان کیا ہے۔ بعض وجوہ سے وہ تجویز جو میں نے سوچی بعض خاک میں مل گئیں۔ اور وہ بہن جس کی مجھے خاطر منظور تھی۔ ہمیشہ کے لئے مجھ سے جدا ہو گئی۔ اب میں اپنے بڑے شوہر کے پاس واپس جانا نہیں چاہتی۔ نہ باعزت زندگی کی

قتل تمام رکھنے کی خواہش ہے۔ ہسٹل سے رخصت ہوتے وقت میں نے اپنا ارادہ مصمم کر لیا تھا۔ سر جیمز فاربر نے کچھ مدت پیشتر مجھ کو ان آنے کی دعوت دی تھی۔ میں بھی اس خیال سے یہاں چلی آئی۔ کلاس شہر میں عیش و آرام کی زندگی کے بہت موقع ہیں۔ دیکھ لیجئے میں سب حال صاف صاف عرض کر رہی ہوں۔ کیونکہ میں نہیں چاہتی ہمارے درمیان کوئی راز باقی رہے۔

”تمہارا خیال بہت اچھا ہے۔“ ڈیوک نے جواب دیا مگر دل میں ایک ایسی بے حیا عورت سے تعلق نہ بنے پخت فخر نہ تھی جیسا بنی مصیبت پر ناز تھا۔ اور بعض حالات سے واقف ہو کر ان سے سنبھلا کر فائدہ اٹھانے کو تیار تھی۔

”بس مائی لارڈ میری داستان ختم ہوتی ہے۔“ مسٹر آگنڈن نے کہا۔ ”اب میں ریاض افلاس کی زندگی سے تنگ آگئی ہوں۔ اور اگر زندگی سے کسی مالدار آدمی سے تعلق پیدا کر کے آرام کی زندگی بسر کر دوں۔ لندن آنے سے میرا مقصد حلقہ فیشن میں قدم رکھنا تھا۔ یہاں حالات غیر معمولی مستحکم بن چکے ہیں۔“

”مسٹر آگنڈن“ ڈیوک آف بائچ مونٹ نے جواب دیا۔ ”سب کام تمہارے حسب منشا ہو جائیں گے۔ سر جیمز اندریڈی دامر کے مکان سے چلی آؤ۔ میں قبل دوپہر تمہارے نام ایک رقعہ بھیجوں گا جس میں لکھا ہوگا کہ میں نے تمہارے رہنے کے مکان پر انتظام کیا ہے۔ وہاں تم حسب خواہش راحت و آرام کی زندگی بسر کر سکو گی۔ مگر یاد رہے۔ یہ راز جو تم کو معلوم ہوا ہے۔“

”ہمیشہ محنت و زحمت“ مسٹر آگنڈن نے فقرہ دہرا کر کے جواب دیا۔ ”لیتہ اس کا آپ بھی وعدہ کریں کہ آپ ہمیشہ مجھ سے فیاضانہ سلوک کریں گے۔“

اس وقت کتب خانہ کا دیوارہ کھلا۔ اور نوک نے اطلاع دی کہ سر جیمز دامر کی گاڑی جو مسٹر آگنڈن نے طلب کی تھی۔ آگئی ہے۔

ڈیوک آف بائچ مونٹ بڑے اخلاق سے اسے گاڑی تک چوڑے گیا۔ ان کی آنکھوں میں ہلکی سی کچھ باتیں ہوئیں جس کے بعد گاڑی رخصت ہو گئی۔

لیکن ہر چند اس گنہگار حسینہ کو گاڑی تک لے جاتے ہوئے ڈیوک کے بشرہ سے سکون و اطمینان ظاہر ہوتا تھا۔ تاہم اس کا دل سخت بے چین تھا۔ اس کا اضطراب کو کم کرنے کے خیال سے ہی وہ تھوڑی دیر کے لئے پھر کتب خانہ میں واپس گیا۔ مگر سینہ میں وہ آگ مشتعل ہو چکی تھی جس کے شعلوں کو فرو کرنا سہل نہ تھا۔ خیال آیا کہ وہ جرم جو برک کی وساطت سے ہوا تھا۔ بالکل بے سود و

کہو نامی ایک عورت کے قابو سے نکل دوسری کے قبضے میں پڑ گئی۔ پھر اس ہتھیلے عورت میں اس نے مسٹر گنڈن کی فطرت سے جو اچھٹ حاصل کی تھی۔ اس سے ظاہر تھا کہ آئندہ اس کے تقاضے کتنے شدید ہوں گے۔ اور وہ گہری سخی سے حکومت کیا کرے گی۔ بد تقصیب دیوک نے صبح حالات کو نظر انداز کرنے کی بہت کوشش کی۔ مگر ناکام رہا۔ رہ رہ کر یہ خیال بے چین کرتا تھا کہ میرے جیوں نے میرے لئے وہ حال تیار کیا ہے۔ جس سے نکلنے کی ہر کوشش بیچھے اور زیادہ سختی سے اس میں اکھڑا رہی ہے۔ سب حالات سوچ کر وہ تپ لرزہ کے مریض کی طرح کانپنے لگا۔ اس وقت وہ اپنی حالت پر اس قدر متاسف تھا کہ اگر کوئی دو جہان کی دولت لے کر لے پھر وہی زندگی جو وہ بنیٹا تھا کھینڈن کی حیثیت میں بسر کیا کرتا تھا۔ اور جب افلاس و تنگدستی کے باوجود اس سے ملنے جرم کی آواز سے پاک تھے۔ وہیں دسے سکتا۔ تو وہ اس سودے کو خوشی سے منظر کر لیتا۔

بڑے جبر سے جمع خاطر کر کے۔ ان خوفناک درمچ غرضائیشوں کو جو دل میں پیدا ہوئے تھے خارج کرنے کی تاحد امکان کوشش کرتے ہوئے وہ کتب خانے سے نکل کر اس حصہ مکان کی طرف چلا۔ جہاں۔ قص و سرود کی محض گرم تھی۔ یہاں اس نے دکھاوے کے لئے حاضرین کی خوش بختی میں حصہ لینے کی کوشش کی مگر جس طرح شکم سیر آدمی کو امان نعمت بھی بد ائیت اور بے مزہ معلوم ہوتے ہیں۔ اسی طرح دیوک کے لئے ہر قسم کی خوشیاں بے مزہ بارے تھیں۔ تیرہ ہفتہ کی دماغ میں چھائی پیدا کرتی تھی۔ جہاں کی خوش گھیاں طبیعت کو پریشان کر رہی تھیں۔ اور قمر طہمت حسدوں کا جال لگتا۔ آتش فخر اب کو دوبارہ لگنے کا موجب تھا۔ اس کے منہ سے بے عمل باتیں نکلتی تھیں۔ کبھی بار بار وہ بے وجہ ہنسنے لگتا تھا۔ حالت جوش میں خون ٹپکتا ہوئے سینہ کی طے حرکت کرتا تھا۔ پھر وہ سجا کی سرخنی چھائی ہوئی تھی۔ اور ذہنی حالت کی اذیت ناقابل بیان تھی۔

اس کے زہرہ چہرہ پر جوش کی سرخنی صورت کو اور زیادہ بھیا ایک بنا جی تھا۔ مگر جہاں کو اپنے انہماک میں اس طرف توجہ دیتے کہا موقوفہ نہیں تھا۔ انہیں کیا سہ اہم نیرمان کی دماغی حالت کیسی افسوسناک ہے۔ وہ اس کے چہرہ کی سرخی کو کثرت شراب نوشی پر محمول کر کے اس خیال سے مسکرتے لگتے تھے۔ کہ حضرت کسی ملکہ حسن کی عظمت میں ضرورت سے زیادہ پی کر بہک رہے ہیں۔ آخرات کے ساٹھے بارہ نیچے تھے۔ کہ دیوک آف مایج مونٹ کرہ رقص سے تاش کھیلنے کے کمرہ کی طرف چلا۔ مگر باہر نکلا ہی تو کہ نوکر نے چاندی کی طشتی پر رکھا ہوا ایک ہندو خط پیش کیا۔ ناناہ کا پتہ خوشنار ناناہ تحریر میں لکھا ہوا تھا۔ مگر خروں کی بگڑی ہوئی سافت رائتہ کے جوش و

اضطراب کا پتہ دیتی تھی۔

یہ خط کس نے بھیجا ہے؟ ڈیوگ نے جس کا گتہ گلا ضمیر ہر بات میں سامانِ خوف پیدا کر دیتا تھا گھبرا کر لوچھا۔ غالباً اس ذریعہ سے وہ اس بات کا اطمینان کرنا چاہتا تھا کہ یہ خط کسی نئی مسعیت کا پیش خیمہ تو نہیں ہے۔

”حصہ رچھے اس کا حال معلوم نہیں۔“ نوک نے عرض کیا۔ ایک اور سڑا عمر کا آدمی جس نے سادہ لباس پہنا ہوا تھا۔ اور صورت سے کسی اچھے خاندان کا دارد غر یا بکا دل معلوم ہوتا تھا۔ اسے چہرہ ڈر گیا کہتا تھا اسے اپنی رفعت میں حصہ رچھے کے حال کو دیا جائے۔

ڈیوگ کے لئے خط کی پڑا سڑا آمد اور زیادہ باعثِ اضطراب ہوئی۔ اور بے اختیار اس کا بدن شدتِ خوف سے کانپنے لگا۔ خط ہاتھ میں لے کر وہ ایک خالی کمرہ میں گیا۔ جہاں اس نے دھڑکتے ہوئے دل اور کانپتی ہوئی آنکھوں سے غمانِ جاگ کیا۔ سب سے پہلے اس کی نظر افسر کے نام پر پڑی مگر اسے دیکھتے ہی آنکھیں جل اٹھیں۔ منہ سے خوفناک چیخ نکلی۔ رونے میں چل گیا۔ اور وہ لڑکھڑک کر فرشِ زمین پر گر جاتا تھا کہ دایاں ہاتھ ایک کرسی کی ٹیٹ پر جا لگا۔ کرسی کا سپارہ لے کر وہ کسی قدر سمجھلا اور پھر نفاست اور ضعف جانی سے اس پر بیٹھ گیا۔ مگر اب اس کا چہرہ کتنا بے یار تھا۔ اب دوسرا روم کی وہ سرخی بھی چہرے پر دق کی طرح صحت کی بجاہدتِ خان کا نشان بھی زائل ہو گئی ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ گئے۔ اور منہ سے ہلکی کراہنے کی آواز نکلی۔ اس وقت کو رفع کرنے کے لئے بڑا نکمبھوں کے سامنے چھا گئی تھی۔ اس نے پیشانی پر ہاتھ پھیرا۔ اس کے بعد خدا کا مضمین بڑھا دفعتاً رقعہ ہاتھ سے گر گیا۔ اور وہ بیہوش ہو کر نہیں۔ نگر و غور سے منسوب ہو کر کرسی کی پیچ پر جھک گیا۔

اور اس برص میں پانچ مونٹ ہوس کے زرد لگا رکروں میں قصہ دسرود کی محفل اسی طرح گرم تھی۔ ذمی عزت مرد اور جھوٹ عورتیں اسی طرح ایک دوسرے سے مہنی لٹٹھا کر رہے تھے۔ اور کھانے کے کمرہ میں بیشمار دودی پوش خادم تن دی سے سامانِ اکل و شرب آہستہ کرنے میں مصروف تھے۔ کافوری شیشوں کی روشنی فری بردوں سے چھن کر باہر چوک تک پہنچتی اور رستہ چلنے والوں کی نگاہوں کو خیرہ کرتی تھی۔ اور کئی بے کس اور بے خانان محتاج اس راہ پر پھرتے ہوئے ڈیوگ کے فلکِ دس محل کے سامنے کھڑے ہو کر اس جگہ کو نڈک طرف نظر صرست سے دیکھتے اور لمپے دیوں سے کہتے تھے نکاش ہم کجا ڈیوگ آت پانچ مونٹ ہوئے یا

لیکن اگر درست قدرت نے انہیں طاقت غیب والی عطا کی ہوئی۔ اگر وہ اس محل کی چار۔
دیوادی کے اندر کا حال جان سکتے۔ اگر ان کو معلوم ہوتا کہ اس قصر عالی شان کا ملک جسے ترقی و دولت
و ثروت کی خواہش نہیں۔ نہ اس کے پاس مرد جاہ کی کمی ہے۔ حسرت و یاس کی تصویر بنا۔ بارالم
سے منسوب ایک کرسی پر بت کی طرح بیٹھا ہے۔ یوں اگر کوئی روحانی آدمی ان کو اس کی صمیم
ذہنی حالت سے خبردار کر سکتی۔ تو ان کی زبان سے دعا و نثار جو ادھر لکھے گئے ہیں۔ ہرگز ادا نہ ہوتے
بلکہ وہ بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہو کر کچے دل سے کہتے۔ "شکر ہے کہ ہم ڈیوک آف مابج مونٹ
نہیں ہیں۔"

باب ۱۱۲۔ زخمی سگوندہ

آئے اب پھر تھوڑی دیر کے لئے مہارانی اندرا کے ہنگامہ پر چلیں۔

جس وقت سگوندہ مہارانی کا لباس پہن کر باغ کی طرف روانہ ہوئی۔ تو اندرا دیرین منزل
کے ایک آراستہ کمرہ میں کرسیوں اور کرسیوں کے پاس بیٹھی تھی۔ موسم گرم اور جا بس تھا۔ آٹھ گھنٹہ
میں کرسیوں اندرا کا اشارہ پا کر کھڑکی کھولنے کے لئے اٹھا۔ مگر جیسے ہی اس نے کھڑکی کا دروازہ کھولا
باغ سے ایک دبی ہوئی چیخ کی آواز سنائی دی۔ جو کرسیوں کے علاوہ مہارانی اور کرسیوں کے کالوں
تک بھی پہنچی۔ وہ اسے سننے ہی اٹھ کر کھڑکی پر گئیں۔

کرسیوں کے سب سے پہلے کھڑکی سے باغ میں کودا۔ اس کے بعد اندرا اور کرسیوں بھی دروازہ
کھول کر اسی طرف ہوئیں۔ رات کا اندھیرا اس طرف چھا چکا تھا۔ مگر تاروں کی مدھم روشنی پر چرچر
کو نمایاں کر رہی تھی۔ کرسیوں نے تماشا اس طرف دوڑا۔ جدھر سے چیخ کی آواز سنائی دی تھی۔
مگر تھوڑی دیر گئی۔ کدکھا غوارہ کے پاس باغ کی روش پر کوئی یہوش پڑا ہے۔ کرسیوں نے
جھک کر دیکھا۔ تو اسے مہارانی کا لباس پہچان کر بہت حیرت ہوئی۔ اتنے میں اندرا اور کرسیوں بھی
آگئی تھیں۔ انہیں بھی اس لباس کو دیکھ کر تعجب ہوا۔ سکران کی حیرت اس وقت اور بڑھ گئی۔ جب
کرسیوں کے نقاب ہٹانے پر معلوم ہوا۔ کہ یہ تو سگوندہ ہے۔

کرسیوں نے ہمیں اس کے پاس دوزانہ ہو کر سر کو سہارا دیا۔ اور اٹھایا۔ مگر یہ دیکھ کر کہ اس کے

ہر دن سے خون کی بارش ایک دھارا بہ رہی ہے۔ سبک منہ سے کلمہ خون نکلا رہا تھنے میں دار و نہ مارک اور دوسرے نوکر بھی موقعہ پر جمع ہو گئے تھے۔ مارک کو فوراً ڈاکٹر کی طرف بھیجا گیا۔ اور چند آدمی سگوندہ کو اٹھا کر بنگلہ میں لے چلے۔ وہ اب تک بیہوش تھی۔ مگر زندگی کے آثار باقی تھے۔ معلوم ہوا اس کی دائیں چھاتی میں گہرا زخم آیا ہے۔ اور دم میں سے خون بہ رہا ہے۔ نوکر دس نے اسے ایک کمرہ میں لٹا دیا۔ اور مہارانی کی دو خواہاؤں نے جلد جلد اس کے کپڑے اتارنے شروع کئے۔ اس وقت انڈرا اور کرشنا دہس پاس کھڑی رہیں۔ مگر کرسچن پاس ادب سے باہر چلا آیا۔ اور آخر ڈاکٹر کے آنے پر اس کے ساتھ کمرہ میں داخل ہوا۔

تحقیقات سے معلوم ہوا کہ سگوندہ کا زخم اگرچہ گہرا اور خطرناک ہے۔ تاہم ہلک نہیں پھر بھی موجودہ حالت میں ڈاکٹر کے لئے یہ کہنا بہت مشکل تھا۔ کہ وہ اس زخم کے اثر سے بچ جائیگی نہیں بہر صورت جو تاہم ایسے موفوں پر عمل میں لائی جاتی ہیں وہ فوراً شروع کر دی جائیں۔ اور جتنی جلدی دیر میں سگوندہ کی مرہم ٹی کا عمل مکمل ہوا۔ اس کے بعد ڈاکٹر نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی۔ کہ زخم کیونکر آیا۔ مگر نوکروں میں سے کوئی اس بارہ میں نسلی بحث جواب نہ دے سکا۔ غام خیال یہ تھا کہ دار کو دے والا حقیقت میں مہارانی انڈرا کی جان لینا چاہتا تھا۔ کیونکہ سگوندہ نے اسی کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اور اس کا چہرہ نقاب میں چھپا ہوا ہونے کی وجہ سے نظر نہیں آتا تھا۔

کپڑوں کی تلاشی لینے سے ایک بات اور بھی معلوم ہوئی جس کا ذکر ڈاکٹر نے نہیں کیا گیا بلکہ مہارانی نے کرسچن کرشنا اور نوکروں کو بھی حکم دیا۔ کہ وہ سب اس بارہ میں خاموش رہیں۔ خیال یہ تھا کہ اگر سگوندہ بچ گئی تو وہ غالباً اس نئی دریافت کے متعلق کوئی معقول وجہ بیان کر سکے گی۔ اگر مرگئی تو مہارانی کو جو طبعاً فیاض تھی۔ اسے بدنام ہوتے دیکھنا منظور نہ تھا۔ دریافت جس کا ذکر کیا گیا ہے یہ تھی۔ کہ جامہ تلاشی پر سگوندہ کے کپڑوں سے مہارانی کے کئی ریور اور بے شمار طلائی سکے برآمد ہوئے۔

زخمی عورت کی مرہم ٹی کے بعد ڈاکٹر یہ کہہ رخصت ہو گیا۔ کہ میں ایک دو گھنٹے تک دو تیار کر کے واپس آؤں گا۔ اس کی غیر حاضری میں مہارانی کو کرسچن اور کرشنا نے۔ اس خوفناک موقع کے متعلق اظہار خیالات کا موقع مل گیا۔

میرادل کہتا ہے کہ یہ دار و نمونہ نے آپ کے لئے سوچا تھا۔ کہ کرشنا نے مہارانی کا ہاتھ لینے ہاتھ میں لے کر محبت سے چومتے ہوئے کہا۔ شکریہ خدا نے آپ کی زندگی بچائی۔ مگر اس ہونٹ

اس کی نیت فاس نہیں۔ مبالغہ کو نظر انداز کر دیا۔ اور آپ کے کانوں تک پہنچانا ضروری نہ تھا۔ گو اب یہ سوچیکہ بہت افسوس ہوتا ہے کہ کیوں میں نے اس کا ذکر آپ سے نہ کر دیا۔۔۔

”بیاری کر سٹیا کسی سندریت کی ضرورت نہیں۔“ ہمارائی نے کہا۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں تم نیک دل اور فیاض ہو۔ اس لئے تم سب سے بچے قطعی بدگمانی نہیں۔ سگوندہ کی حرکات پر اسرار ضرور ہیں۔ تاہم سروسٹ میں اس کی نیت پر بھی شک نہیں کرتی۔ کیونکہ بارہا ان کے نیک کام بھی شکوک صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ خصوصاً ایسے حالات میں کہ ان کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی گئی ہو۔

اتنا کہہ کر ہمارائی نذر ابھر چپ ہو گئی۔ اور غصہ دیکر میں گہری خاموشی رہی۔

یہ ایک کر سٹیا نے کہا۔ ”نیک دل باغی کیا آپ کو یاد ہے۔ ایک بار مسٹر ریڈ کلف نے آپ کے نام خط لکھا تھا جس کی نسبت آپ نے فرمایا تھا کہ اس میں بعض خطروں کا ذکر کیا گیا ہے۔۔۔“

”مجھے یاد ہے۔“ اندر نے کہا۔ ”اور اس وقت اسی خط کا مضمون سوچ رہی تھی۔“

”آہ یاد آگیا۔“ کر سٹیا نے یہ ایک اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا۔ ”اس معاملہ میں ایک فرض بھی مرنجیم دینا باقی ہے۔ اس ہونا کہ واقعہ کی پریشانی میں میں بالکل ہی بھول گیا۔ کہ میں اس واقعہ کی اطلاع پولیس کو بھی دینی چاہئے۔۔۔“

”تسلیم رکھو کہ اسکی اطلاع پولیس کو بھیج دی گئی ہے۔“ ہمارائی نے قطع حکام کر کے کہا۔ ”تاہم تم نے نہیں سنا میں ڈاکٹر سے اسی مضمون پر گفتگو کر رہی تھی۔ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اس واقعہ کو ضرورت سے زیادہ مشہور نہ کیا جائے۔“

”اس صورت میں امید ہے افسران انصاف بہت جلد یہاں آجائیں گے۔“ کر سٹیا نے کہا۔ ”پس لازم ہے میں جا کر مسٹر ریڈ کلف کو بلاؤں۔ ہمیں ان کے مشورہ کی ضرورت ہوگی۔“

اس وقت کسی نے صدر دروازہ پر دستک دی۔ اور واروڈ مارک نے آکر بیان کیا

کہ ایک نفعانہ دار پولیس کے سپاہی کو ساتھ لے کر آیا ہے۔ اور آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ ہمارائی نے حکم دیا۔ ”انہیں آنے دو۔ مگر اس جگہ ہم ناظرین کو بھیڑ ایک باریک دھار لانا چاہتے ہیں۔ کہ عوام کو اب

تک گھبراہٹ انداز کی صحیح مجلس حیثیت کا علم نہ تھا۔ یہی سمجھا جانا تھا کہ وہ کوئی بالدار ہندوستانی خاتون ہے۔ اس میں شک نہیں کر سٹیا اور واروڈ مارک اس کے سب حالات سے واقف

تھے۔ تاہم اوردوں کے سامنے وہ بھی مسے ہمارائی کے خطاب سے مخاطب نہ کہتے تھے۔

افسر پولیس سپاہی کو ساتھ لئے اس کمرہ میں داخل ہوا جس میں اندر کر سٹیا کے

پاس بیٹھی تھی۔ اور کہنے لگا "تیس ستر کلاڑس کی زبان... یہ اس ڈاکٹر کا نام ہے جسے بلایا گیا تھا۔
... معلوم ہو رہا ہے کہ آپ کے بنگلے میں ایک عورت پر قاتلانہ حملہ کیا گیا ہے کہ بعض وجوہ سے آپ
اس واقعہ کو مشہور کرنا نہیں چاہتے۔ بہر حال اس معاملہ کی تحقیقات کرنا ہمارا فرض ہے۔ اور
ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس بارہ میں جو واقعات ہبیا کر سکتے ہوں ہم سنا جائیں۔"

ہمارا بی نے ان سے سگونی کے زنجی اور بیوکس پائے جانے کا سب حال بیان کیا۔ اور
کہا اس کے ساتھ اور بھاتی کے درمیان گہرا نرم آبلے۔ اس کے بعد کہ سچن نے بیان کیا کہ زنجی عورت
کو بنگلے میں لے جانے کے بعد میں نے اس جگہ کی جہاں دار ہوا اچھی طرح دیکھ بھال کی تھی۔ مگر کوئی
دھار دار آجس سے دار کیا گیا تھا نہیں ملا۔ بعد ازاں پولیس کے آدمی خود اس جگہ کو دیکھنے گئے اور
کر سچن بھی ان کے ساتھ ہو گیا۔ لیکن گلاب چاند محل آباد تھا۔ اور اس کی روشنی چاروں طرف پھیلی
ہوئی تھی۔ تمام داروغہ مارک احتیاطاً ایک دستی لائٹس سے کران کے ساتھ ہو گیا۔ پولیس کے آدمیوں
نے دیکھ لیا کہ اس پر اور دش کے پاس پاس بھاری بوٹوں کے نشان بنے ہوئے تھے۔ اس سے
معلوم ہوا کہ قاتل درختوں کے اس جھنڈ میں چھپا ہوا تھا۔ جس کے پاس حملہ کیا گیا۔ یہ لوگ ان درختوں
کے نشان پر چلتے اس آہنی بارڈر تک گئے۔ جو بنگلے کے گرد اگر دوڑی ہوئی تھی۔ مگر نشان بارڈر کے دوسری
سائب کسبت میں بھی تھے۔ جس سے ثابت ہوا کہ نرزم اسے پھاڑ کر دوسری طرف نکل گیا ہے۔ اس
سے آگے گھبت رہی ہوئے۔ یہ نشان ایک ٹرک تک پہنچتے تھے۔ مگر اس جگہ سافروں کی آمد
درفت سے ان کا سرخ مسٹ چکا تھا۔ سب حال معلوم کرنے کے بعد تھانہ دار اور سپاہی بنگلہ پر
واپس آگئے۔

تھانہ دار نے صاحبہ کی کارروائی پوری کرنے کے لئے ہمارا فی اندر اسے کہا۔ کیا آپ کو کسی
آدمی کے خلاف شک ہے۔ جو آپ کی ہرزوستانی خادہ یا آپ کے کسی طرح کا انتقام لینے کے لئے
یہ جرم کر گیا تھا۔

صاحب اگر میں اس آدمی کا نام بتاؤں گی۔ تو یقین فرمائے کہ اس کے خلاف قانونی کارروائی
عمل میں لانا بیدار انسانیت نہ ہوتا۔ "ہمارا بی نے قہقہہ کلام کر کے کہا۔ "مگر کیا جیسے اس معاملہ کے
متعلق بعض واقعات ایسے ہیں جن کا انکشاف اس روز کو اور پیچیدہ بنا دے گا۔ میں اس جرم کے
بعض حالات سے واقف ہوں۔ گولان کی بنا پر ابھی تک۔ یہ نہیں کہہ سکتی کہ قاتل کون تھا۔ آخر
میں آپ کے میری دوستانہ گزارش ہے۔ کہ اگر اس معاملہ کو زیادہ مشہور کیا گیا۔ تو پھرین سمجھ جاتا

کاروشنیں تاجن کی بددلت یہ منہ جل ہو سکتا ہے۔ اور کل ہو جائے گا۔“
 ”بازو آپ کہتی ہیں، شاید درست ہو۔“ تھانہ دار نے کہہ لیکن اگر زخمی عورت مر گئی۔ یا ہم نے
 کسی شخص کو شہید میں گزار کر لیا۔ تو بصورت اول اسے تحقیقات مرگ کی عدالت میں اور بصورت آخر
 صاحب مجسٹریٹ کے روبرو آپ کو وہ سب حالات بیان کرنے پڑیں گے جن کا اس وقت آپ نے
 ہم لفظوں میں ذکر کیا ہے۔“

”میں اس نکتہ کو اچھی طرح سمجھتی ہوں۔“ اندرانہ جواب دیا۔ ”اور اس ملک میں بہتے ہوئے بچے
 اس کے قواعد و ضوابط پر عمل کرنے سے بھی انکار نہیں۔ تاہم بعض امور ایسے ہیں...“
 ”جن کے متعلق تھانہ دار نے تسلی کنیز بھیج دی تھی۔“ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ آپ کی خاطر ہم
 پوری رازداری سے کام لیں گے۔ آپ خود ہی اچھی طرح سمجھ سکتی ہیں کہ اپنی سرکاری حیثیت میں ہم کوئی
 ایسا فعل کرنے کی بجائے جس سے عمل انصاف میں رک پید ہوئی ہے۔ اُسے ناحما مکان مدد دینے کی
 کوشش کریں گے۔ اس لئے کیا آپ بتا سکتی ہیں...؟“

”میری رائے میں بہتر ہو کہ دوست آپ مجھ سے زیادہ سوالات نہ پوچھیں۔“ ہمارا انہوں نے
 قطع کلام کر کے کہا۔ ”جو کچھ مجھ کو بیان کرنا تھا کر دیا۔ اس سے زیادہ کے لئے میں ابھی تیار نہیں ہوں۔“
 ”مجھ بھی ایک بات ایسی ہے جس کی آپ کو بہر حال توضیح کرنی ہوگی۔“ تھانہ دار نے کہا۔ ”یہ
 یہ کہ جب دارہو اتوا خود مدینے آپ کا لباس پہنا ہوا تھا۔“

واضح ہو سٹر کلارک سن نے ان کپڑوں کا حال افسران پولیس سے کہہ دیا تھا۔ گو سگرن کے
 زیورات اور طلائی سکے پرانے کا حال۔ ڈاکٹر کو معلوم تھا۔ اور نہ پولیس کو۔

”میں یقین دلاتی ہوں کہ اس معنی کا حل اب تک مجھ کو بھی معلوم نہیں۔“ اندرانہ نے کہا۔ ”لیکن
 خواہ اس نے غلطی سے میرے کپڑے پہنے یا کسی خاص مقصد کے لئے۔ بہر حال اس غلطی کی اس کو
 کافی سزا مل گئی ہے۔“

”گو یا آپ اس پر کوئی الزام عائد نہیں کرتیں؟“ افسر نے پوچھا۔

”کیا میں؟“ اندرانہ قدرے غصہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ ”بالکل نہیں۔“

اس موقع پر کہ جن نے تھانہ دار کے کان میں آہستہ سے کہا۔ اب اس ملاقات کو ختم کیجئے اور
 اس کے ساتھ ہی نیچکے سے دم پونڈ افسر نہ کوڑ کے ٹاٹہ پر رکھ دیے۔

”بہت اچھا۔ بہت اچھا۔“ تھانہ دار نے ہنسی گرم ہونے پر انداز اطمینان سے کہا۔ اور اس

نے وہ رقم حبیب بی ڈال لی۔ اطمینان رکھئے۔ ہم بے وجہ کسی کو دق کرنا نہیں چاہتے۔ اور جب تک آپ کی طرف سے مزید ہدایات موصول نہ ہوں گی۔ ہم اس بارہ میں کوئی نئی کارروائی اپنے طور پر نہ کریں گے۔ اس کے بعد بخانہ دار اور سپاہی رخصت ہو گئے۔ من کے چلے جانے پر ہمارا بیٹے نے کہیں سے کہا کہ اب تم جا کر سب حال میٹرڈیکلف سے کہہ دو۔ میں نوکر کو حکم دیتی ہوں۔ وہ تمہارے لئے گاڑی تیار کر کے لے آتا ہے۔

آخر رات کے دس بجے تھے۔ جب کرسمس گاڑی میں بیٹھ کر بنگلہ سے رخصت ہوا۔ میٹرڈیکلف مارٹر سٹریٹ والے مکان ہی پر تھا۔ جب اس نے سب حال سنا۔ تو پہلے بہت پریشانی ظاہر کی۔ پھر گاڑی میں بیٹھ کر کرسمس کے ساتھ بنگلہ پر آگیا۔ رستہ میں کرسمس نے اس واقعہ کے مفصل حالات بیان کئے۔ اور میٹرڈیکلف نے خصوصیت سے وہ باتیں دریافت کیں۔ جو افسران پولیس سے ہوئی تھیں اس کے بعد دو فوجپ ہو گئے۔ اور بنگلہ پر پہنچنے تک کوئی بات نہیں ہوئی۔

اس اتنا میں سگوندہ بدستور بیہوش پڑی تھی۔ ڈاکٹر دوا تیار کر کے لے آیا تھا۔ اس نے سگوندہ کی حالت دیکھ کر بیان کیا کہ زخم اگرچہ گہرا ہے۔ تاہم کسی طرح کا فوری خطرہ دیرین نہیں۔ کرسمس رات کے واقعات سے بہت مضطرب ہو گئی تھی۔ اسے ہمارا بیٹے آرام کرنے کے لئے اپنے کمرہ میں بھیج دیا۔ اور آپ سگوندہ کے سرٹوٹے بیٹھی رہی۔ بیہوش خاوم کو کیا خبر کہ وہی عورت جس کے میں کلیمٹ ریڈکلف سے انتقام لینے کے سلسلہ میں درپے تھا دیکھی۔ اس نکرہ جانکاہی سے میری تیلہ داری کر رہی ہے۔ میٹرڈیکلف کے تنے پر ہمارا بیٹے کی اس سے تھوڑی دیر باتیں ہوتی ہیں۔ بظاہر وہ فوجا جانتے۔

ختم۔ کہ یہ جو ناک جرم کس کے ایلے ہے۔ اور اس کا نشانہ کون تھا۔ یہ سمجھنا ذرا بھی دشوار نہ تھا۔ کہ معاملہ کی تہ میں ڈیوک آف ماریج مونٹ کا ماتھ کام کرتا ہے۔ مگر سوال یہ تھا کہ واکس نے کیا۔ اور وہ کون تھا۔ جو اندرا کے بدلے سگوندہ کی جان لینا چاہتا تھا۔ اس سے پیشتر میٹرڈیکلف نے جو حقائق بیان کئے تھے۔ ان سے انداز کو معلوم ہو چکا تھا۔ کہ یہ کام میٹرڈیکلف کا نہیں ہے۔ اس لئے اس نے افسران پولیس سے کہا تھا۔ کہ میں سرورست کسی کا نام نہیں لے سکتی۔ میٹرڈیکلف کا اپنا خیال بھی یہی تھا۔ کہ یہ کام سٹیونپ کا نہیں۔ کیونکہ جو واقعات اس نے قصر ادک لینڈس کے پورہ خانہ میں عجیب کر دیکھے تھے۔ نیز قلب انسانی کے مدوجز کا جو حال اس کو معلوم تھا۔ اس کی بنا پر وہ اچھی طرح سمجھتا تھا کہ سٹیونپ کتنا سیاہ کار ہو۔ بہر حال ایسے انتہائی جرائم پر آسانی سے آمادہ نہیں ہو سکتا۔ صاف ظاہر تھا کہ ڈیوک آف ماریج مونٹ کے کسی اور شخص کو اپنا آلہ کار بنایا ہے۔ اور

اس نے ہمارائی اندرا کے دھوکے میں سگونہ پروا کر لیا ہے۔ لیکن موجودہ حالات میں اس جرم کو ڈیوک کے حالات ثابت کرنا مشکل تھا۔ اسی لئے اندرا نے پوئیس کے روبرو ڈیوک کا نام لینا بھی نامناسب سمجھا تھا۔

”اندرا“ آخر کار مسٹر ریڈ کلف نے ہمارائی کام کا تھا اپنے ہاتھ میں لے کر محبت سے دہاتے ہوئے کہا۔ ”یہ ہونا کب وار جس سے تم بال بال بچی ہو۔ بھن اس لئے تم پر ہونے والا تھا۔ کہ تم اراہ عنایت و فیاضی میرے معاملات میں غیر معمولی دلچسپی لے رہی ہو۔ بہر حال شک ہے کہ قادر مطلق نے اپنی حکمت کا طے بہتیں خطرہ سے محفوظ رکھ کر ایک اور کو اس دار کا نشانہ بنایا میری رائے میں وہ وقت ابھی دور ہے۔ جب ہم اس شخص کا نام تمام کھلائے سکیں گے جس کے ذکر سے ہی نفرت اور کراہت ہوتی ہے۔ پھر بھی اس کی کوششوں کو منسوخ کرنے اور اس کے دل میں کوئی تازہ خوف پیدا کر کے آئندہ ایسی قائمہ حرکتوں سے روکنے کے لئے ہمیں ضرور کوئی تدبیر کرنی چاہئے۔“

”ہاں پیارے کلیمنٹ“ اندرا نے جواب دیا۔ ”ایسا کرنا ضرور ہی ہے۔ گو میرے خیال میں معاملات کی انہیں رفتہ رفتہ گھٹتی طور پر خود ہی رفع ہو گی۔ جیسا کچھ عرصہ سے ہو رہی ہے اور اس کے بعد۔۔۔“

”اندرا جو تم کہتی ہو تھیکا ہے۔“ ریڈ کلف نے قطع ہمام کر کے کہا۔ ”مگر جیسا میں نے بیان کیا تھا ہمیں اس دوران میں بعض اندرونی تدابیر اختیار کرنا بھی لازم ہے۔ سگونہ کے جو حالات مس الیٹن کی زبانی معلوم ہوئے ہیں۔ یعنی کس طرح ایک رات اس نے اسے اخبار پر پڑھتے دیکھا۔ اور ایک بار وہ وہی پاؤں اس کے سامنے تھارے کرہ خواب میں داخل ہوئی۔ یہ باتیں کئی طرح کے مشابہات پیدا کرتی ہیں۔ اور اس عجیب واقعہ کی روشنی میں جو میرے اور سگونہ کے درمیان پیش آیا تھا۔ میں ایک حد تک ان کا مطلب بھی سمجھ گیا ہوں۔ اس واقعہ کو میں ہرگز ظاہر نہ کرتا۔ مگر آج کے حالات نے اس کے ذکر پر مجبور کر دیا ہے۔“

”یہ کہہ کر مسٹر ریڈ کلف نے اس گفتگو کا سب حال بیان کیا جو اس کے اور سگونہ کے درمیان ہوئی تھی۔ اس کے اقرار محبت۔ اظہار جوش اور آفریں انتقام کی دھمکی کا ذکر کیا۔ اور بتایا کہ اس سے پہلے بھی بعض موقعوں پر مجھے اس کی نگاہ میں ایک عجیب بھیاں تک روشنی نظر آتی تھی۔ اندرا اس بیان کو نفرت اور حیرت کے ساتھ سنتی رہی۔ مگر چونکہ طبعاً عالی ظرف اور فیاض تھی۔ اس لئے اس کے دل میں خادہ کی طرف سے کسی طرح کا جوش رقابت یا غصہ اور ناراضی پیدا نہیں ہوئی۔“

اس نے سب حال سن کر فقط اتنا کہا، ”ادراں واقعات سے تم کیا نتیجہ اخذ کرتے ہو؟“
 یہی کہ سگوند میرے ملازمت و اقتدار ہو چکی ہے۔ ”سٹرپرڈ کلف نے جواب دیا، ”خبر نامہ
 کے پرانے پہنچے دیکھنے سے اس کا مدعا زمانہ گذشتہ کے دن حالات کو جاننا تھا جو اسے معلوم نہ تھے
 میں خیال ہے وہ مجھ بس میں لانا اور قابو میں رکھنا چاہتی تھی۔ میں اس کی فطرت اچھی طرح سمجھتا ہوں۔
 چونکہ میں نے اسی محبت قبول نہیں کی۔ اس لیے اب وہ مجھ سے سخت تر نفرت کرتی ہے۔ پہلے نرمی سے
 کام نہ لانا چاہتی تھی۔ اب سختی پر آمادہ ہے۔“

ہمارا ہی کے چہرہ پر درد و اذیت کے آثار نمودار ہوئے۔ کہنے لگی، ”آہ کسے خبر تھی کہ سگوند
 ایسی رو بہ خصال ثابت ہوگی۔ پہلے کلیمٹ میں سخت ناامیہ ہوں کہ محض میری لاپرواہی سے اسکو
 تمہارے حالات سے واقف ہوئے کا موقع ملتا۔ نہ میں ان اخباروں کو اس لاپرواہی سے نہ مکتی نہ
 اسے ان کو دیکھنے کا موقع ملتا۔ وہ۔ میں کتنی بے وقوف تھی۔ کاش مجھے پہلے سے علم ہوتا۔۔۔“
 ”اندو اقم ناخق رنج و ملال ظاہر کرتی ہو۔“ سٹرپرڈ کلف نے محبت سے اس کا ماتھ دباتے ہوئے
 کہا۔ ”تم نے جو کیا۔ میری بہتری کے لئے تھا۔ اور دیگر لوگ اور سلطان کا اپنا ماتھ ہمارا، دگا رہے۔ اسی نے
 اپنی شکست کا ماتھ سگوند کو خبریافت نہ دیا۔ کیونکہ واقف میں وہ میرے یا تمہارے خلاف کوئی
 شرارت کرنے کے لئے ہی جا رہی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے اپنی جبین تمہارے زیروں اور طغائی
 سکوں سے بھری اور پہنے کپڑوں پر تمہارا لباس پہنا۔ اس جبین کی تبدیلی کے متعلق میری دور میں
 نہیں۔ یادہ اس ذریعہ سے اپنی شخصیت چھپانا چاہتی تھی۔ یا اپنے کسی فعل سے تمہیں بدنام کرنے کا
 ارادہ رکھتی تھی۔ مگر خدا کا انصاف دیکھو کہ پہنا تمام اٹھاتے ہی اس کو اتنی سخت سزا مل گئی۔“
 ”مگر کسے خیال آسکتا تھا کہ یہ عورت ایسی ناسپاس ہوگی۔“ اندر نے حسرت سے کہا میں اسے
 ماننا سچا مستعد اور وفادار سمجھتی تھی۔ مجھے اس سے دلی محبت تھی۔ اسی لیے میں اس سے کوئی بات چھپا کر
 نہ رکھتی تھی۔“

تہہ حال اب وہ بستر نقابت پر دراز ہے۔ ”سٹرپرڈ کلف نے کہا۔ اور سر دست یہ کہنا شکل
 ہے کہ اس سے جیتی اٹھے گی یا نہیں۔ ابھی بھی تو کمال صحت یا بلی کے لئے بہت عرصہ رکار ہو گا۔ گیا
 سر دست وہ مجھے یا تمہیں کئی طرح کا حاضر نہیں پہنچا سکتی۔ اندر میں نے ایک سے زیادہ موقوفوں پر
 محسوس کیا ہے کہ قادر سلطان خود آپ ہماری مدد کر رہے۔ اب اگر سگوند اس زخم کاری سے جا بزر
 نہ ہوئی۔ تو سمجھنا چاہئے۔ کہ ایک سانپ تھا جسے خدا نے اپنی حکمت کامل سے ہمارے رستہ سے

ہٹا دیا۔ اور اگر پتہ لگئی تو امید کرنی چاہئے۔ کہ وہ ایک مدت تک کسی طرح کا جزر و پسینہ کرنے کے قابل نہ ہوگی اور اس عرصہ میں وہ آپہنچے رشتوں کو سلجھانے کی کم کوشش کر رہے ہیں۔ دور ہو جائے گی۔ پھر میرے لئے انکشاف راز کا اندیشہ بھی باقی نہ ہوگا۔ لیکن یہ باتیں وقت چاہتی ہیں۔ فوری ضرورت کے لئے ہمیں کوئی ایسا کام کرنا چاہئے۔ جو ہماری حفاظت اور سلامتی کے لئے ضروری ہو۔

پیارے کلیمنٹ! ہم اپنی اذیتوں سے نرم ہوجاتے ہیں۔ کچھ بھی ہو پر ہمارے لئے آئندہ کوئی بات ایسی نہ کرنا جو ہمارے لئے نازک یا ہمارے فوائد کے خلاف ہو۔ تم ابھی طرح جانتے ہو۔ یہ کہتے ہیں کہ اس نے ریڈ کلفٹ کی اہم سچی محبت سے دیکھا۔ اگر تم پر ذرا آہ آئی تو میں بھی اپنی جان پر کھیل جاؤں گی۔

ہمارا خیال ہے کہ ان نقطوں کا سطرید کلفٹ کے دل پر گہرا اثر ہوا۔ اور وہ تقریباً ہولی آواز سے کہنے لگا۔ "مادر میں جو تمہارے احسانات سے آریہ ت سبکدوش نہیں ہو سکتا ایسا خود غرض نہیں ہوں کہ اپنے لئے تمہاری سلامتی کو خطرہ میں ڈالنا پسند کروں۔ بس کوئی ٹینک تدبیر بہت جلد عمل میں لانی چاہئے۔۔۔ آہ میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوا ہے۔ تم ذرا قلم دوات لے کر بیٹھ جاؤ۔ اور جس طرح کہتا ہوں کہو۔"

ہماری نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اور اسی کمرہ میں ایک میز کے پاس جس پر سامان نوشتہ رکھا ہوا تھا۔ بیٹھ گئی۔ سطرید کلفٹ آہستہ آہستہ کمرہ میں ٹہلنے لگا۔ اور اسی حالت میں اس نے حسب ذیل مضمون لکھا۔ اس کو لکھاتے ہوئے اس کے چہرے کی رنگ بدلی۔ اور اس کی صورت سے کئی طرح کے جذبات کا اظہار ہوا۔

صاحب! تم نے مجھے قتل کرانے کی کوشش کی۔ مگر میں بچ گئی۔ اور ایک بد نصیب عودت میری بجائے اس دور کا نشانہ بنی۔ تم یہ سن کر چونک جاؤ گے۔ تمہاری صورت سے خوف و اضطراب ظاہر ہوگا۔ اور تمہارا گہنہ گار ضمیر فوراً کہے گا۔ کہ قادر مطلق کا اپنا مادہ میری حفاظت اور تمہاری تخریب کے درپے ہے۔ تم یہ بھی معلوم کرو گے۔ کہ لندن اپنے پہلے گناہوں اور سابقہ جرموں کے خیالہ سے بچنے کے لئے خواہ کتنی کوشش کرے بے سود ہے۔ سب باتیں تم آپ محسوس کرو گے۔ مگر جو کچھ میں نہیں بتانا چاہتی ہوں۔ یہ سے کھالوں کا جال تار عنکبوت کی طرح تمہارے گرد بڑی مضبوطی سے کسا جا رہا ہے۔ اب میں نہیں کہتی۔ کہ تم اپنے گناہوں اور جرموں کا اقرار کر کے باقی عمر ان کی تلافی کی کوشش میں بسر کرو۔ یہ بھی کہتی ہوں۔ کہ اپنی غلطیوں پر خود ہی نادم اور شرمندہ ہو۔ کیونکہ میں جانتی ہوں

میں رتبہ فاعلیٰ کو حاصل کرنے کے لئے تم نے بہتر تم کے جرم و گناہ کا بوجھ اپنے سر پر لیا۔ اس سے آسانی
 و سستہ ہو رہی نہیں ہو سکتے۔ لیکن خبردار آئندہ مجھ پر طاقت آزمائی نہ کرنا۔ کیونکہ میں تمہاری سب
 باتوں سے آگاہ اور بہتر تم کی چالوں کے مقابلہ کے لئے تیار ہوں۔ آئندہ میرے خلاف ذرا بھی
 حرکت نہ کرو گے۔ تو وہ عمارت کے حالات جو مجھ کو معلوم ہیں۔ بے کم و کاست دنیا پر ظاہر کر دیں گی۔ اور
 وہ ملاحظہ جس نے مایک یا گارموقتہ ہدف اور کینڈس کی خوابگاہ میں خنجر خونخوار دکھایا تھا۔ مکرور یا
 کی اس شخص چاہے کہ جس کے پردہ میں لاکھوں گناہ چھپے ہوئے ہیں۔ تا تا کر کو دے گا۔ وہ ملاحظہ تمہارے
 اصلی حالات کی تفصیل لکھ کر ملک مندرجہ نام پر بھیجے گا جس کے بعد دنیا میں تمہارا کہیں ٹھکانہ نہیں ہو
 سکتا۔ اس نے سنبھار اور غور کر دو کمینہ خطرناک مقام پر کھڑے ہو۔ اپنے گناہوں کو یاد کر کے
 ڈرہ۔ کانپو اور یاد رکھو کہ اگر تم کسی کو صغیر ہستی سے محو کرنے کی کوشش کرو گے۔ تو وہ بھی تمہارے
 خلاف ایسی تدابیر اختیار کرے گا جس سے تم روکے نہیں۔ بلکہ زلیل و سوار غراب و خستہ۔ تباہ
 و برباد ہو کر خود اپنے ہاتھوں اپنی زندگی کا خاتمہ کرنے پر مجبور ہو گے۔ یہ میری آخری تنبیہ تھی۔ اس
 سے فائدہ اٹھانا، اٹھانا، اٹھانا، اٹھانا، اٹھانا۔

جس وقت، ہمارا سرسری ٹیگٹ کھف کے کھڑے اسے پر یہ سطر پر تحریر کی گئی تھی۔ اس کے ساتھ
 کہ کسی بار عرض ہوئی۔ اور سرسری ٹیگٹ کے چہرہ پر بھی بے دریغ کئی رنگ ظاہر ہوئے۔ یہ عبارت
 کھلنے کے وقت اس کی آواز گہری اور تجذیب تھی۔ اور برج میں دو تین مرتبہ اس نے حالت ادبیت
 میں اپنے ہاتھ سے پیشانی کو دبا دیا۔ معلوم ہوتا تھا ان الفاظ کے بیان و تحریر سے کلیمینڈ ٹیگٹ کھف
 اور ہمارا ان اندھا دونوں کے دل میں بعض خوفناک واقعات کی یاد آ رہی ہو رہی تھی۔ آخر مضمون
 ختم ہوا۔ تو اندھا نے رختہ کو تکرار کے ایک ہفتہ دینا کہہ دیا۔ اور اس پر ڈیوگ آف پیر کا پتہ
 لکھا۔ اس کے بعد اس نے پرہیزا کیسٹ کیا تھا۔ ایک آدھ اس خط کو بھیجنے کا ہے؟

میرے سر پر ایک ایسا کرناہتھت ضروری ہے۔ "ٹیگٹ کھف نے جواب دیا۔ بہتر ہو یہ
 خط دار و درخشاں کے خواب کو دیا جائے۔ اور تم اسے کہ دو کہ آج ہی رات اسے بلکہ دیکھو کہ
 وہ اسے مکان میں پہنچا دے۔ مگر یہ بتاتے کہ خط کہاں سے آیا ہے۔ اس کے جواب کا انتظار
 کرے۔"

اسی طرح کیا گیا۔ اور اس کے تھوڑی دیر بعد سرسری ٹیگٹ کھف کی سجن ایشٹن کے ساتھ میرا
 کہ جگہ سے رخصت ہوا۔

باب ۱۱۳

غور کی محبت

اس خط کا بد نصیب ڈیوک آف مارچ مونٹ پرچو اثر ہوا۔ اس کا حال ناظرین کو پہلے معلوم ہو چکا ہے جس عبارت کے کھینے اور کھولنے سے ہمارا دل اور ریڈ کلف کے دل میں لاتعداد خوفناک واقعات کی یاد تازہ ہوئی۔ اور مختلف جذبات نے ان کے چہروں پر جاگندہ اشارات پیدا کئے تھے۔ اسکے مستطالعہ کا ڈیوک کے دل پر جو اثر ہو سکا تھا۔ وہ اور زیادہ تفصیل کا محتاج نہیں۔ قریباً نصف گھنٹہ وہ شدت حیرت و خوف سے بت کی طرح بے حرکت بیٹھا رہا۔ سنہ کھلا اور گاہ و معذلی ہو گئی تھی۔ نہ لاکھ پاؤں پر دم نہ سر میں ہوش و حواس۔ اب معلوم ہوتا تھا کہ وہ نیند میں کوئی بے جا خواب دیکھ رہا ہے۔ کیا ایک عالم اضطراب میں کرسی سے اٹھ کر اس نے اپنے لاکھ کی تفصیل کو زور سے پیشانی پر مارا، گو یا اس ذریعہ سے دماغی پریشانیوں کا فائدہ کرنے کے لئے کاسہ سر کو ٹوڑ دینا چاہتا تھا۔ اس وقت جیسی پریشانی جیسی ادیت جیسی تکلیف اس بد نصیب شخص نے محسوس کی۔ اس کا اندازہ تخیل انسانی سے بعید ہے۔ لوگ کئی باتوں کو ادیت کی انتہائی صورت قرار دیتے ہیں۔ اور ہر طرح سے تو قماش گاہ عالم میں ہر فرد پر مختلف ادوات میں مختلف قسم کی ذہنی تکلیفیں برداشت کر کے اپنی کہ سب سے زیادہ خوفناک سمجھا کرتا ہے۔ لیکن جو عذاب جہنم جو زہرہ گداز تکلیف بد نصیب ڈیوک کو اس وقت محسوس ہوئی۔ وہ شاید کبھی کسی شخص نے برداشت نہ کی ہوگی۔ اس کا کچھ اندازہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی جس کو سزا کے موت کا حکم سنا یا جا چکا ہے۔ اس وقت کا انتظار کر رہا ہے۔ جب اسے پھانسی پر لٹکایا جائے گا۔ ایک اور آدمی ہسٹنرگ پر دراز ہے۔ حکیم اور ڈاکٹر پر اب اسے چیکے ہیں اور وہ جانتا ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت سمجھ دستہ اس سے محنت نہ کر سکتی۔ ایک تیسرا آدمی زور کے رن میں بکھرا ہوا اکیلا دشمن کا مقابلہ کر رہا ہے۔ اس پاس گولیاں کسب شدنی ہوئی گذتی ہیں۔ دشمن کی جمیٹ سیاہ بادل کی طرح محیط ہے اور وہ جانتا ہے کہ انتہائی شجاعت اور بہادری ظاہر کر کے بھی زندہ واپس نہیں جاسکتا۔ اب اگر ان تینوں شخصوں کی ذہنی تکلیف کو جمع کر کے اسے کئی گنا ترقی دی جائے اور اس کے مجموعہ سے وہ عنصر لطیف جو ہر سہ حالات میں موجود ہے خارج کر دیا جائے تو جو باقی بچے وہ بھی اس خوف کے مقابلہ میں جو اس وقت ڈیوک آف مارچ مونٹ کو محسوس

ہوتا تھا۔ صبح اور آقبل ذکر لگا۔ لوگ ابرہہ، فرسلیہ، داربلہ، اور انکرین کے حکمرانوں کو بہت خوریز اور ہوناگ بیان کرتے ہیں۔ مگر امید دیم اور سکین و ہراس کی جو خوفناک جنگ اس وقت ڈیوک آن بالچ ہونڈ کے دماغ میں بوری ہی تھی۔ جو اذیت و تکلیف اس وقت اس بد نصیب کی روح کو محسوس ہونی تھی۔ ان حکمرانوں کی تفصیل اس کاشائے تک ظاہر نہیں کر سکتی۔

مگر اس پریشانی میں بھی وہ اپنی حالت پر غور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ سوچتا ہے۔ اب پہلے کیا کرنا چاہئے۔ آپ حیران ہو کر پوچھتے ہیں۔ کیا ایسے خوف و ہراس میں غم و ادراک باقی رہ سکتا ہے؟ کیا فرات، صعیبوں کے، اس بزرگعلیم کی تحفل ہو سکتی ہے۔ جو ڈیوک کے سر پر ہوتا؟ شاید۔ بہر حال جیسا ہم نے لکھا تھا۔ وہ اپنی جگہ سے چونک کر اٹھا۔ اور اپنا ماتہ بڑے زور سے پیشانی پر مار کر بے قدم اور ہوا دھڑلایا۔ مگر ٹانگیں کسی عادی میچوڈ کے اعضا کی طرح لاکھڑائی تھیں۔ دماغ خیالات کی رہنمائی سے معذور تھا۔ درد سے کراہتا اور سر آہیں بجاتا پھر وہیں بیٹھ گیا۔ نگاہیں دوبارہ اس رقعہ پر پڑیں۔ جو ماتہ سے چھوڑ کر فرش زمین پر گر پڑا تھا۔ ڈیوک نے جھک کر اسے اٹھایا۔ اور پھر پڑھا۔ واقعی یہ حالت خواب نہیں۔ مگر حقیقت تھا۔ رقعہ کا مضمون وہی تھا۔ جو گرم سرخ لہجہ کے بیا کردہ نشانات کی طرح اس کے دماغ میں جم چکا تھا۔ رقعہ کو ماتہ میں لے لے کر پڑھا اور کاغذ کا ایک سراشی کی لہ سے لگا دیا۔ کاغذ جلنے لگا۔ تو ڈیوک نے اسے آتش دان پر بھجوا دیا۔ اسے راکھ ہوتے دیکھ کر اس نے پہلے ہلکا اطمینان کا سانپ لیا۔ پھر اپنے آپ سے کہنے لگا۔ اب مجھے سب باتوں پر غور کرنا چاہئے۔

خیانات ختم کرنے کے لئے دونوں کنڈیاں میز پر ٹیک کر اس نے اپنا زوچہ کھلے ہاتھوں میں اس طرح چھپا لیا۔ کہ انگلیاں بند آنکھوں کو دہائے ہوئے تھیں۔ بظاہر اس کا خیال تھا۔ کہ خارجی چیزوں سے دھیان ہٹ کر باطنی غور و فکر کا بہتر موقع مل سکتا ہے۔ اس کو کون دسکتا کی حالت میں اس نے غور کیا۔ کہ یہی حیثیت اس جرنیل کی طرح ہے۔ جو ایک چھوٹے شہر میں محصور ہو۔ دشمن بے تھوڑے بڑھا آتا ہو۔ اس کی خدائیں اور مدد سے سامنے دکھائی دیتے ہوں۔ مگر گیس کھڑی رہی ہوں۔ اور تو پھر آگ آگ لگے۔ ماہو۔ اور اس حالت میں وہ بد نصیب نہ جانتا کہ آخری ہلکے بھگوا۔ دشمن کے آلات حرب کیا ہیں۔ اور اس کے مقابلہ کی کوئی صورت ممکن ہے۔ اس محصور جرنیل کی طرح ڈیوک بھی جتنا زیادہ اپنی حالت پر غور کرتا۔ ہی قدر دماغ کی برہنہائی بڑھتی اور خیالات کی الجھن بڑھتی کرتی تھی۔

”اندا کو کئی باتیں معلوم ہو گئیں۔“ اس نے اپنے دل سے کہا۔ بلکہ عجیب ہیں وہ سب حالت سے واقف ہو چکی ہو۔ بہر حال اس میں تو کسی طرح کا شک نہیں رہا۔ کہ وہ میرے اکثر معاملات سے خبردار ہے۔ پھر وہ کس لئے تامل کرتی ہے؟ کیوں آخری وار کرنے سے ڈرتی ہے؟ ایسا تو نہیں کہ اس کے نزدیک یہ باتیں ابھی تک محض شک کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور وہ ان کے بارہ میں ثبوت جمع کرنے کی کوشش کر رہی ہے... مگر وہ کون ہے؟ کیوں میرے کاموں میں اتنی دلچسپی لیتی ہے؟ اور وہ مجھے میں نے چند مرتبہ خواب کی طرح دیکھا ہے۔ کیا پتہ چلے گا ابھی تک زندہ ہے؟ افسوس! میں کتنا بے وقوف تھا کہ آج تک حقیقت کو نظر انداز کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ کیا میں نے ان آنکھوں سے اسکو نہیں دیکھا؟ مگر اس کا اس عورت سے واسطہ؟ کیا وہ اندر اسے ملا ہوا ہے؟ کیا ان میں کسی طرح کا تعلق قائم ہو چکا ہے؟ ایسا ہو۔ تو وہ ضرور اس کے گھر رہتا ہوگا۔ کیا عجیب وہ اس سے شادی کر چکا ہو... یا شاید دونوں ناجائز تعلق ہو۔ اس کا صمیم حال کس کو معلوم ہے۔ مگر کچھ یہ میرا فرض ہے۔ کہ ایک آخری زبردست اور خوفناک وار کروں... میں اسے انصاف کے جو اکر کروں اور... مگر نہیں۔ جلد باری ٹھیک نہیں۔ تعجب کار شیطان ہے۔ مجھے بڑی احتیاط کرنی چاہئے۔ ورنہ میرے وار کا اثر اٹا مجھ پر ہوگا... اور وہ کون ہے جس پر اندر کی سجاوٹ اور ہوا حیرت ہے بر کرنے ایسی غلطی کیوں کی؟ اُن یہ باتیں میرے دماغ میں وحشت پیدا کرتی ہیں۔ سینہ میں آگ سی بھڑکتی ہے۔ دل جلتا ہے۔ سینہ کباب ہوا جاتا ہے۔ رگوں میں خون نہیں پگھلا ہوا سیسہ بر رہا ہے۔ سر میں دماغ نہیں۔ کھولتا ہوا تیل بھرا ہے۔ ہائے! کیا اسی کا نام جہنم کی اذیت ہے! اوحذا اگر اس دنیا میں انسان کے لئے ایسی تکلیفیں موجود ہیں۔ تو بعد مرگ کیا حال ہوتا ہوگا...”

اپنے ہی خیالات سے ڈر کر بے نصیب ڈو لوگ نے چہرہ سے ہاتھ مٹائے۔ اور آنکھیں کھول کر کانپتے ہوئے تملانی ہوئی نظروں سے چاروں طرف دیکھا۔ بظاہر خوف تھا۔ کہیں شیطان ناراض نہ ہو۔ کالباس پہنے چہنی شکوہ کے ساتھ پاس نہ کھڑا ہو۔

”تازہ مصیبت اس عورت نے پیدا کر دی ہے۔“ اس نے پھر ایک بار اپنے دل سے باتیں کرتے ہوئے کہا۔ ”اس ناہنجار مسٹر آکٹن کو بھی اسی وقت نمودار ہونا تھا۔ سو چتا ہوں کیا روپیہ کے لالچ سے چپ رہے گی؟ میرے خیال میں یہی طریقہ ممکن ہو سکتا ہے۔ مگر آہ! کیسے بھیا تک خطرے کتنے عجیب حالات۔ چھ زخمیں لے رہے ہیں۔ میں پتہ چلے گا ایک بار وہ خانہ

میں گھر پہنچا ہوں۔ فقط ایک چٹکاری۔ ایک ہلکا سا شرارہ اُسے آگ لگا دکھا کر مجھے ہم کر سکتا ہے... پھر کیا عجیب و وحشیانہ... اب اس کا اشارہ بر کر کی طرف تھا... اتفاقاً یکڑا دلالت۔ اور سب حائل کر دے۔ اس وقت اگر میں حقارت و نفرت سے اس کا بہانہ نہ کرنے کی کوشش نہ کر دوں۔ تو وہ آسانی سے کہہ سکتا ہے کہ میری گواہ سنراکت ٹن ہے۔ اسے تلاش کر کے اس کی شہادت حاصل کرنی پائیے اُٹا اُٹا..."

یہ ایک کہہ کا دروازہ کھلا۔ اور جس آت پانچ مونٹ داخل ہوئی حسین و خلیق یونینا اس وقت اکیلی تھی۔ یونینا خواص میں سے کوئی اس کے ساتھ نہ تھی۔ وہ دڑتے دڑتے جکڑ کر آگے بڑھی۔ اس کا چہرہ فکر و تشویش ظاہر کرتا تھا۔ وہ قدم چاکر وہ اپنے شوہر کی بھلیا بنگہ نزد صورت دیکھ کر دروازہ میں پکڑ پڑی ہوئی تھی۔

ڈیوک نے اسے دیکھ کر جمعہ خاطر کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔

"پیارے بیوی۔ یونینا نے آہستہ سے اس کی طرف آتے دیکھا۔ آخر کس غرض کا واقعہ بنے نہیں۔ تمنا پریشان کر رکھا ہے؟..."

"واقعہ... خوشام آؤ! ڈیوک نے ترس و خوف و ترسے بناوٹی غصہ کے لہجہ میں کہا۔ کیا کہتی ہو!..."

"میرے شوہر ناراض نہ ہو۔" بیگم نے اپنا نازک سپید ہاتھ ڈیوک کے بازو پر رکھ کر اس کے چہرہ کی التجائی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "سچ تو میں یہ وقت تمہاری خوشی اور بہبودی کے لئے کوشش کرتی ہوں۔ میں کبھی ایک لمحہ تمہاری بہتری سے غافل نہیں رہی..."

"بے شک" ڈیوک نے انداز حقارت سے ہنس کر کہا۔ "اور شاید اس وقت بھی یہ کہنے آئی ہو کہ میں تمہاری پہلی خواہش ان کر چکی ہوں۔ مگر یہ بات تم اس سے پہلے بار بار کہہ چکی ہو۔ پھر کیا اب مجھے وہ کہنا کہ تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہئے؟"

"نہیں۔ پیارے شوہر" ڈیوک نے جس کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ جو اب دیا۔ بیچے ایسی باتوں کی تمنا نہ ہے۔ حتیٰ اب ہے میں اس کی بھی غائب نہیں کرتی کہ تم میرے سامنے لہجہ انکار اختیار کرو۔ کیونکہ یہ فخر قدرت نے میرے ذمہ ڈالا ہے۔ جو تمہاری منسوختہ بی بی ہوں تم کہنے منگول جنہ میں ان عددوں کو نہیں بھول سکتی۔ جو میں نے بروقت شادی کر جا میں کے رکھے ہیں۔ اور عورت کا کام اپنے شوہر کی فرمانبرداری اور اطاعت گزاری ہے..."

”خیر ان فضائل باتوں کو جانے دو۔“ دیوگ نے قطع کلام کیے کہا میں تم عورتوں کی چاہیں خوب سمجھتا ہوں۔ اپنے فرضوں کا ذکر کر کے تم جتاننا چاہتی ہو کہ مجھ پر ابر حیثیت مرد کو جس نے فرض عائد ہوتے ہیں۔“

”یارے سیو میں نے یہ لفظ ہرگز اس نیت سے نہیں کہے تھے۔“ حسین د خلیق د جس نے روتے ہوئے کہا ”تھیں معلوم تم اتنے بڑگان کیوں ہو؟ پیارے میں الفتا کرتی ہوں اپنی داسی کی نسبت غلط خیالات کو دل میں جگہ نہ دو۔ میں تمہاری ادسے کمینہ ہوں۔ اور اپنی جان تلک کو تم پر نشانہ کرنا فرض جانتی ہوں۔ یقیناً نہ ہو تو جس طرح چاہو امتحان لے لو۔ ماں تمہیں آرزو اور پریشان دیکھ کر میرا دل مضطرب ہوتا ہے۔ سچ کہو۔ تم اتنے غمگین کیوں ہو؟ تم اپنا سب مال مجھ سے کہو۔ کہ میں تسکین کے آب مرو سے تمہارے رنج و اضطراب کی آگ فرد کر سکوں۔“

”مگر تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں غمگین ہوں؟“ دیوگ نے جلدی سے پوچھا ”میں تمہارے لفظوں کا مطلب بالکل نہیں سمجھا۔“

”تیارے تم اپنی حالت کو چہا پانے کی کتنی بھی کوشش کرو۔ تمہاری صورت۔ تمہارا انداز تمہاری نگاہ سبکے دیتی ہے کہ تمہارے دل پر ضرور کچھ بوجھ ہے۔“ د جس نے فقر و طاری رکھ کر کہا ”سچ کہتی ہوں۔ تمہارا آرام مجھے اپنے آرام سے بدرجہا عزیز ہے میں تمہیں ایک لمحہ اوس د پریشان دیکھنا گوارا نہیں کر سکتی۔ تم اپنے غم کو چہا پاتے ہو مگر میں دیکھتی ہوں۔ کہ جب تم ہنستے ہو۔ تو یہ ہنسی مسخوعی ہوتی ہے۔ کچھ کہتے ہو۔ تو منہ سے بے جوڑ الفاظ نکلتے ہیں۔ پھر عقو لسی دیر گزری میں نے ایک نوکر کو دوسرے سے کہتے سنا کہ آقا کے نام ایک خط آیا تھا جس کے بعد ان کی طبیعت بے حد افسردہ اور غمگین ہے۔۔۔“

”اؤ! یہ بات تم نے سن لی۔“ دیوگ نے جھلک کر کہا۔ اور انتہائی مضبوط کے باوجود اپنے جوش کو دبانے سے قاصر رہ کر اس نے زور سے فرض زمین پر ٹھوکر ماری ”اس کے معنی یہ ہیں کہ تم چپ کر میری حرکات و کفایت اور پوشیدہ طرز پر میری گفتگو سننے کی کوشش کرتی ہو۔۔۔“

”تیارے میں اس خط کے لئے معافی چاہتی ہوں۔“ د جس نے منت آمیزہ چہا پانے کہا ”خدا جانتا ہے۔ میں تمہیں ناراض کرنا نہیں چاہتی۔ بار ما جب میں نے تمہارے چہرہ پر رنج و غم کے آثار دیکھے تو بے اختیار دل میں خیال آیا کہ تمہیں صرف میری وجہ سے رنج ہے۔“ لیکن دینا نے نرم لہجہ میں کہا ”مگر آج تمہاری صورت اتنی غمگین۔ تمہارا انداز اتنا عجیب اور تمہاری حرکات اتنی بے ربط ہیں اور

اس چٹھی کے واقف نے کہیں اتنا پریشان کر رکھا ہے کہ میں بڑی کوشش کے باوجود مدد نہ کی۔ اور مجبورتاً دریا نت حال کی جرات کی۔ اس کے لئے میرا پیرم سے معافی چاہی ہوں۔ امید ہے میری نیک نیتی دیکھ کر معاف کر دے گا۔ پیار سے ہیو۔ اس نے ڈیو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دیکھتے ہوئے کہا: اگر میں کسی طرح تمہارے بارام کو ہلکا کر سکوں۔ اگر میرا کوئی لفظ تمہارے رنج و الم کا ازالہ کر سکے تو حکم دو میں ہر طرح کی خدمت کے لئے تیار ہوں۔ یا اگر میری موجودگی ہی بار خاطر ہو۔ تو کہہ دو کہیں اپنا منحوس دہو لیکر کہیں چلی جاؤں۔۔۔

”آہ کیا تم بھی مجھے چھوڑنے کی فکر کر رہی ہو؟“ ڈیو نے اس جوش کی حالت میں جب وہ دیکھتا تھا کہ سارے دوست اشنا ایک ایک کر کے میرا ساتھ چھوڑ رہے ہیں یہ نہ جانتے ہوئے کہیں کیا کہہ رہا ہوں۔ گھٹن پر پہنچ کر تم بھی میرے دشمنوں سے ماننا چاہتی ہو؟“
”خدا نہ کرے۔“ یہ مینا نے برزور لہجہ میں کہا۔ ”یار سے ایسا نہ کہیں۔ ہاں ہے۔ اور نہ ہو گا۔ اگر تمہارے لفظوں سے حلام ہو گیا کہ تمہارے بعض دشمن ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ان کا حال مجھ سے بیان کر دو۔ مجھے بتاؤ ان کی دشمنی کس بنا پر ہے؟ میری محبت کے ہتھان کا یہ اچھا موقع ہے۔ تم دیکھو گے کہ میں تمہارا منی کو بالکل قبول کرتی ہوں۔۔۔“

”اگر ایسا ہے تو پھر تم بار بار اس زمانہ کا ذکر کیوں کرتی ہو؟“ ڈیو نے بے صبری سے پوچھا۔
”پیارے میں نے یہ الفاظ غلط فہمات کے سے نہیں کہہ سکتے تھے۔ لیو مینا نے لہجہ انکار سے کہا: اگر تمہاری ان کی وجہ سے رنج پہنچا ہو۔ تو میں کچھ معافی چاہتی ہوں۔ میرا مطلب فقط یہ ظاہر کرنا تھا کہ میں اب بھی ویسی ہی فرمانبردار و جانثار کینیز ہوں جیسی کبھی تھی۔ اور تمہارے منہ سے نکلا ہوا محبت کا ایک لفظ سابق کی طرح اب بھی مجھے رشتہ مثنویت سے جکڑ سکتا ہے۔“

کہتے ہیں عورت کی محبت میں بڑی طاقت ہے۔ بار بار دیکھا گیا ہے کہ سخت تر گناہ گاراؤ سنگدل آدمی کا دل بھی اس سے متاثر ہو جاتا ہے۔ عورت کی محبت اس راحت بخش مرہم کی طرح ہے۔ جو زخموں کے اندال میں اثر سحر رکھتا ہے۔ خواہ وہ زخم اپنے گناہوں اور جرموں نے ہی پیدا کئے ہوں۔ یہی حالت اس وقت ڈیو کی آن مارج موٹ کی تھی۔ یکایک اس کی طبیعت میں انقلاب عظیم واقع ہوا۔ ایک عرصہ سے اس کی بیگم سے دلی نفرت تھی۔ آج تک وہ اس سے سرو ہری اور تغافل کیا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے وقار رسوائی کو صبر پہنچا سکے۔ تو اس سے بھی روکنے نہ کرتا تھا۔ مگر آج اس کی گفتگو نے ڈیو کے پھر دل کو بھی موم کر دیا۔ اس نے بیگم کی طرف

دیکھا۔ اب تک اس کے رخساروں پر رنج و غم کے آئینہ بیٹے تھے۔ اس وقت باجی مونٹ نے محسوس کیا۔ یہ آنسو میری پھوٹی ہوئی نقاب پر بہائے جا رہے ہیں۔

مجبور ہو کر کہنے لگا۔ "لیونیا یہ شک مصیبتوں اور فکروں کے هجوم نے تجھ کی طرف سے گھیر رکھا ہے۔ مجھے چاروں طرف دشمن ہی دشمن نظر آتے ہیں۔ تم مجھ سے ہمدردی کرتی ہو تمہارا سلوک امید سے بڑھ کر غماشت آمیز ہے۔ سچ جانو میں ان نیکیوں کا مستحق نہیں ہوں۔"

جہاں سے پیارے شوہر "ٹوچس" نے اس کا ہاتھ اپنے ماتحتوں کے کمرے سے نکالتے ہوئے کہا۔ تمہارے الفاظ میرے لئے رنج و رخت کا دو گونہ اثر رکھتے ہیں۔ ان سے ایک طرف خوشی اور دوسری طرف رنج ہوتا ہے۔ غرض اس لئے کہ ان سے محبت اور اعتماد کی بھڑکتی ہے۔ رنج اس لئے کہ تم دشمنوں کے زعم کا ذکر کرتے ہو۔ پیارے وہ دشمن کون ہیں؟ اگر ان کی دشمنی تمہاری کسی خطا سے تعلق رکھتی ہے۔ تو کیا ایک کمزور عورت کی التجا ان کے دلوں پر کچھ اثر پیا نہیں کر سکتی؟ یا اگر ان کی خصومت بے وجہ ہے تو کیا عورت کی فہمائش کچھ کام نہ دے گی؟ اس موقع پر میری خدمات کچھ بھی فائدہ دے سکتی ہوں۔ تو اجازت دو کہ میں اپنی منت و استغاثہ سے ان کو دشمنی سے باز رکھنے کی کوشش کروں۔ کیونکہ سچے پوچھ تو وہ تمہارے نہیں میرے ہی درپے آ رہے ہیں۔ وہ تم پر نہیں بالواسطہ بھی پر سختی کر رہے ہیں۔"

ڈیوک تھوڑی دیر چپ رہ کر کچھ سوچتا رہا۔ پھر یکایک کہنے لگا۔ "لیونیا تم اگر چاہو تو واقعی مجھے بچا سکتی ہو۔ ان تم چاہو۔ تو میرے لئے بہت کچھ کر سکتی ہو۔"

"اُس صورت میں حکم دو۔ اور میں فوراً عمل کروں گی۔" ٹوچس نے زوردار لہجہ میں کہا۔ "تمہاری خدمتگداری میرا فرض منصبی ہے۔ تمہاری پیشانی سے غم کے بادل ہٹانا تمہارے قلب مضطرب کو اطمینان دلانا میری زندگی کا مقصد اول ہے۔ بتاؤ میں کیا کر سکتی ہوں۔ اور میں اس کے لئے تیار ہوں۔ اس کے ساتھ ہی پھر کہتی ہوں کہ اگر تمہاری باتوں سے کسی خطا یا کمزوری کا اظہار ہو تو مت سمجھو کہ میں اپنے وعدہ سے پھر جاؤں گی۔ یا اس غرض کی ادائیگی میں مجھے اپنے ذمہ لے جلی ہوں۔ کوتاہی کروں گی۔"

لیونیا اچھی طرح سوچ کر جواب دو۔ "ڈیوک نے اس کے چہرہ کی طرف بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ "جو شخص کی حالت میں انسان بہت کچھ جانتا ہے۔ جس پر آخر کار حالت سکون میں افسوس کرنا پڑتا ہے۔ میں جانتا ہوں تم دلی انصاف عورت ہو۔ اگر کوئی بات ایسی ظاہر ہو جس سے تمہارے

قلب نازک کو صدمہ پہنچا...

پیارے ان باطل اندیشوں کو دل سے نکال دو۔" ڈچس نے کہا "میں التجا کرتی ہوں کہ میرے خلاف کسی پگھلائی کو دل میں جگہ نہ دو۔ میں اس کام کو اپنی مرضی سے کرتی ہوں۔ اور کسی حال میں اس کی انجام دہی سے پیچھے نہ ہٹوں گی۔ کیونکہ میں جانتی ہوں۔ اس کام کا وعدہ اس مجرت کی بدائی کی صورت میں جو کبھی تمہیں مجھ سے ملے گا۔" خدا آپ دے گا۔

ڈیوک نے بیگم کی طرف زبردستی دیکھا۔ پھر ملکی گہری آواز سے کہنے لگا۔ "لیونینا میں تمہارے اس نئے احسان کو ناریست نہ بھولوں گا۔ اور ممنونیت ایک ایسا جاذبہ ہے۔ جو بہت جلد محبت کی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ خاصہ ہی ڈرتا ہوں۔ کہیں اس محبت میں جو اس وقت تھیر چکا ہے۔"...

"آہ تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں مارے حالات میں گمیری محبت میں اور کسی نہ ہو جائے۔" ڈچس نے فقرہ پورا کرتے ہوئے کہا۔ "نہیں پیارے یہ ناممکن ہے۔ موقعہ دو۔ کہ میں اپنی محبت کی صداقت کو ثابت کر سکوں۔ میں یقین کرتی ہوں تم اس امتحان سے ہر طرح مطمئن ہو گے۔ میں پھر کہتی ہوں کہ تمہارے دلی حالات سے واقف ہونے سے میرا مقصد محض رفع استعجاب نہیں ہے۔ میں تمہاری معتمد بن کر اپنی محبت کا جواب حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ اور یہ جس کتنی بھی گراں ہو۔ مجھے اس کی خریداری سے تامل نہ ہوگا۔ اس لئے اطمینان رکھو کہ تمہارے راز کے انکشاف سے میرے دل کو صدمہ نہیں ہوگا۔ میں اسے عہد مہنی کا بعد لا ہوا واقعہ سمجھا نظر انداز کر دوں گی۔"

"لیونینا میں پھر تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔" ڈیوک نے کہا۔ "مگر درست زیادہ کہنا نہیں چاہتا۔ کل میں سارا حال تم سے بیان کر دینا چاہتا تھا۔ اور یہ بھی بتاؤں گا کہ تم کس طرح میری مدد کر سکتی ہو۔ فی الحال تم مہمانوں کے پاس واپس چلی جاؤ۔ اور تسلی رکھو کہ میں تمہاری فیاضانہ انداز سے فائدہ اٹھانے میں تامل نہ کروں گا۔"

ڈیوک نے اس کا نازک ہاتھ اپنے ماتھے میں رکھ کر کہیں تک اٹھایا۔ مگر اس کی یہ حرکت بناوٹ یا دکھاوے کی نہ تھی۔ نہ وہ ایسے طریقوں سے ڈچس کو اس خدمت کے لئے مجبور کرنا چاہتا تھا۔ جو وہ بالارادہ اپنے ذمہ لیتی تھی۔ نہیں۔ اس کی حالت اس شخص کی طرح تھی۔ جو سخت ترس و خجالت میں گھرا ہوا کسی دوست کی غیبی امداد ملنے پر اس کا حد سے زیادہ احسان مند ہوتا ہے۔ آج تک وہ ایک نہایت ہر کردار شوہر ثابت ہوا تھا۔ مگر لیونینا نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا۔ کہ مرغواہ

کتنا سنگ دل۔ جابر اور محبت گیر مو عورت کی محبت کے بغیر اس کی زندگی دیرانے سہی میں بے
 ہوا کشتی کی طرح ہے۔ زمانہ اثر ہی وہ مرحم عیسے ہے۔ جو دل مجروح کے اندام اور جو صدر شکستہ
 کی بجالی و قنوت کا سامان ہمایا کرتا ہے۔ میں جیسا ہم نے کہا ہے۔ دیو کو نے نگیم کا ہاتھ اپنے ہاتھ
 میرے کرپوں کی طرف اٹھایا۔ مگر لیوینیا زار زار روتے ہوئے ہر اس کے بازوؤں میں گر گئی۔ اور
 تنکیاں لینے لگی۔ اس کی حالتیں ہی سچ و راحت کا ایک عجیب اشتراک تھا۔ راحت کھوئی ہوئی
 محبت کی بازیابی پر تھی۔ اور رنج شور کے لئے تھا جس کے فکر و غم نے اسے دل شکستہ بنا رکھا
 تھا۔ وہ اس کے سینے سے لپٹ گئی۔ اور جب دیو کو نے اس ۲۳ سالہ نازنین کے حسن عالم آشوب
 کو بار اول نظر غور سے دیکھا۔ جب اس کے سہری بال ریشم کی طرح نرم، اور تاروں کی طرح چمکا رہی تھی
 سپید گردن پر لہراتے ہوئے زلف اسے جب اس کی موٹی نیلگوں آنکھیں جو اب تک اشک
 آلود تھیں۔ انداز محبت سے اس کے چہرہ کی طرف اٹھیں۔ تو دیو کو آف پانچ مونٹ پر اچھر
 دل بھی موم ہو گیا۔ اور وہ اس ظلم و ستم کے لئے جو اس نے آج تک سنگم پر روا رکھا تھا۔ دل سے
 پشیمان ہوا۔ اس کے بازوئے اختیار اس کے گرد مپٹ گئے۔ اس نے اسے جھپٹا کر لگایا اور
 شکستہ آواز سے آناہی کہہ۔ سکا۔ لیوینیا کا شہنشاہ اس محبت کے لائق ہوتا۔

وہ جس نے منت ہمیں مجھ میں کہا۔ پیار سے ان گدڑی ہوئی باتوں کا جو اس قدر رنجور
 میں۔ ذکر کرنے سے وہ۔ پھر آواز پر پتھر پتھر شیریں انداز سے سکا۔ اسے کہنے لگی۔ یہ میری محبت کا
 امتحان ہے۔ سچ جانو میرے لئے سوا کوئی کام تجویز کر دے گی۔ میں اس سے پیچھے نہ ہوں گی۔ آہ
 تم نہیں جانتے ہو۔ قدر متا نے عورت کی محبت میں کتنی زبردست طاقت رکھی ہے۔

”لیوینیا میں کل بتاؤں گا۔ کہ تم میرے لئے کیا کر سکتی ہو۔“ دیو کو نے کہا۔ اور اس بارہ
 میں ضروری ہدایت بھی دے گا۔ کہ وہ کام کس طرح ادا چاہئے۔ پس اب جاؤ۔“

وہ جس نے ایک بار پھر اس کی طرف نظر محبت سے دیکھا۔ اس کے بعد کمرہ سے رخصت
 ہو گئی۔

اس کے جانے پر دیو کو تنہا رہ گیا۔ تو اپنے دل سے کہنے لگا۔ مجھے کال یقین ہے کہ وہ
 میری خدمت سے دینے نہ کرے گی۔ اس کو مجھ سے سچی محبت ہے۔ اور اس کی وفاداری پھر یقین
 کیا جاسکتا ہے۔ امید نہیں وہ میرے کسی راز کو ظاہر کرنا پسند کرے۔ جہاں تک ممکن ہوگا میری امداد
 ہی کرے گی۔

جیسا ناظرین نے معلوم کر لیا ہوگا۔ غریب لیونیٹا کو ابھی بے پارعبت کے باوجود اس بات کا بہت کم علم تھا کہ میرا شوہر کس حد تک جرم و گناہ کی دلدل میں بھنسا ہوا ہے۔ وہ اس کے ایک ہی گناہ سے واقف تھی۔ یعنی وہ جب اس نے اپنی بیگم کو ذلیل و رسوا کرنے کے لئے بے وجہ ایک خوفناک سازش کی تھی۔ اور جس کا حال اس داستان میں پیشتر بیان ہو چکا ہے۔ بہر حال وہ اس بات کا مصمم ارادہ کر چکی تھی کہ شوہر کی خدمت گذاری میں خواہ کیسی ہی مشکلات پیش آئیں اور کتنی بھی عجیب باتیں معلوم ہوں۔ میں ادائے فرض سے کوتاہی نہ کروں گی۔ بلکہ وہ اس خیال سے خوش تھی کہ میں اپنی محبت کے اس تازہ ثبوت سے شوہر کے دل سے انھی سب کدوئیں نکال دوں گی اور آئندہ ہماری زندگی امن و راحت و محبت اور خوشی سے بسر ہوگی۔

اگلے دن کے اخباروں میں اس واردات کا جھارانی کے جنگلیں میں ہوئی تھی۔ کچھ حال میں تھا۔ مگر ناظرین کو اس بات سے آگاہ کرنے کے لئے کہ اخبارات کو اس بارہ میں کس قدر حالات معلوم ہوئے تھے۔ ہم اس مضمون کو لفظ بہ لفظ درج کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

اقدام قتل کی پراسرار واردات

کل رات اس خوشنام جنگلیں جو بیڑ وارڈ اور ناٹنگ ہل کے پاس باقی عمارت سے علیحدہ بنا ہوا ہے۔ ایک ایسی واردات ہوئی جس کا صحیح حال اب تک پیدہ راز میں چھپا ہوا ہے۔ سب سے کم اس جنگلیں میں ایک مالدار اور فنی عزت مند وستانی خاتون جو اس ملک میں سیر و سیاحت کی غرض سے آئی تھی۔ رہتی ہے۔ اس کا نام لیڈی اندرا سننے میں آیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے ساتھ ایک خوبصورت ہندوستانی خادمہ بھی تھی جس کا عجیب نام سگونہ ہے۔ کل رات جب یہ عورت ہی باغ میں جنگل سے ملتی ہے سیر کرتی پھر رہی تھی۔ ایک نامعلوم بدعاش نے اس پر کسی تیز چاقو یا ہتھیار آکر سے چاٹا کر دار کیا۔ اس موقع پر بد نصیب عورت کے منہ سے جو چیخ نکلی۔ اس کی آواز لیڈی اندرا کے کانوں تک بھی پہنچ گئی۔ اور وہ ان چند بھانوں کے ساتھ جو اس وقت اس کے پاس تھے دریافت حال کے لئے باغ میں نکلی۔ وہاں جا کر دیکھا۔ تو سگونہ زخمی اور بہ ہوش پڑی تھی۔ یہ لوگ اسے فوراً اٹھا کر جنگل میں سے گئے۔ اور ڈاکٹر کو طلب کیا گیا۔ چنانچہ یہ معلوم کرنا باعث مسرت ہے کہ زخم کاری ثابت نہیں ہوا۔ اور سگونہ کے بہت جلد صحت یاب ہونے کی امید کی جاتی ہے۔ اس واقعہ کی اطلاع پولیس کو بھی دی گئی۔ اور وہ لوگ فوراً موقع پر پہنچ گئے۔ ان کی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ ملزم کے نقش یا ایک خاص مقلم تک نظر آئے ہیں۔ مگر اس کے آگے موجود نہیں۔ لیڈی اندرا

اس بارہ میں کچھ حال بیان نہیں کر سکتے تھے انکی خادومہ پر کس لئے وار کیا گیا۔ سر دوست سدا واقفہ پر دہ راز میں چھپا ہوا ہے۔ مگر امید کی جاتی ہے کہ صحیح حالات بہت جلد ہدیہ ناظرین کے کجا سکیں گے۔

یہ مضمون تہذیبوں کے دن کے اخباروں میں درج ہوا۔ اور اس سے ڈیوک آف مابج منوٹ نے معلوم کیا کہ برک کا وار اندرا کی بی اسکی خادومہ سگو نے پر ہوا چونکہ اسے اس بات کا حال معلوم نہ تھا کہ سگو نے اس موقع پر اپنی ماں کا لباس پہنے ہوئے تھی۔ اس لئے اس نے سوچا۔ کہ برک سے اندھیرے میں کوئی بھاری غلطی ہوئی ہے۔ پھر بھی اس مضمون سے اس کے دل کو یوں اطمینان ہندہ ہو گیا۔ کہ اندرا اس بارہ میں بالکل خاموش ہے کہ اس جرم کا محرک کون تھا اور یہ واردات کس غرض سے عمل میں لائی گئی تھی۔

ڈیوک اپنی بیگم کے ساتھ بیٹھا ہوا ناشہ کر رہا تھا۔ کہ مضمون پڑھ کر اس کے منہ سے کلمہ حیرت نکلا جس سے یوں نیا چمک گئی۔

”غجیب بات ہے“ ڈیوک نے سرسری طور پر کہا۔ اور اس نے اخبار کا وہ مضمون بیگم کو بھی دکھایا۔

”بہت خوفناک واقعہ ہے“ جس نے ساری عبارت پڑھ کر کہا۔ اور پھر کہنے لگی ”مگر پیارے ہونے تم نے اظہار تعجب کیوں کیا تھا؟“

”محض اس لئے کہ جہاں پیاری یونیا“ ڈیوک نے ایک مدت کے بعد لہجہ بحیرت اختیار کر کے جواب دیا۔ جہاں میں تم کو بھیجا چاہتا ہوں وہ یہی جگہ ہے۔ اور تمہیں اسی خاتون اندرا سے ملاقات کرنی ہوگی۔“

”جس کو ان الفاظ سے بہت تعجب ہوا۔ مگر یہ شب بھر بھی اس کے دل میں پیدا نہیں ہوا۔ کہ اس جرم سے جس کلاس مضمون میں ذکر تھا میرے شوہر کا کچھ تعلق ہو سکتا ہے۔ پس کہنے لگی ”بہت اچھا۔ جو حکم دوئے۔ میں اسے سر جینم بجاؤں گی۔“

”یونیفیکل رات میں نے تم سے کہا تھا کہ میں ہر طرف دشمنیوں سے گھرا ہوا ہوں“ ڈیوک نے تقریر جاری رکھ کر کہا۔ ”یہ عورت اندرا بھی اس سے ایک ہے۔۔۔ آہ میں دیکھتا ہوں تمہارا چہرہ پر حسد کی مرنجی پیدا ہوئی ہے۔ مگر اطمینان رکھو۔ اس مشرقی عورت سے میرا تعلق کبھی ایسا نہ تھا جس کے لئے مجھے شرمسار ہونا پڑے۔ بھر بھی میں بیان نہیں کر سکتا کہ وہ کبوں میری دشمن ہے۔۔۔“

نہی میں یہ پوچھنا بھی نہیں چاہتی۔" لیونیا نے کہا: "تمہیں جو کام میرے سپرد رہا ہو۔ ابد اور میں اسے آنکھیں بند کر کے کرنا منظور کروں گی۔"

"کام فقط یہ ہے کہ تم اندر کے مکان پر جا کر اس سے ملو۔ اور اس پر اپنی شخصیت ظاہر کرو۔ یعنی اسے بتاؤ کہ میں ڈچس آف بارچ مونٹ ہوں۔ اس کے بعد..."

"ہاں اس کے بعد؟ لیونیا نے ڈیوک کو رکتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔

"اس کے بعد کہ میں نے اپنے شوہر سے سنا ہے۔ تم اس کی دشمن ہو۔ اسباب خصوصیت بیان نہ کرتے ہوئے مان لینا کہ وہ اپنی سب خطائیں تسلیم کرتا ہے۔ اور پھر کہنا کہ میری اس طرف سے یہ انتہا کرنے آئی ہوں کہ اس نے جو قصور کئے ہیں۔ انہیں بخش دو۔ معاف کر دو۔ لیونیا اس مطلب کے نہیں اس کے سامنے انتہائی انکسار اختیار کرنا پڑے۔ تو یہ کیا کرنا۔ بلکہ ضرورت ہو تو دنیا نو ہو کر ماتہ جوڑ کر یہ بھی کہنا کہ اس کے لئے نہیں۔ تو میری خاطر اس کی خطاؤں سے درگزر کر دو۔"

"آہ۔ کیا ایسی ہی خطرناک بات ہے۔" لیونیا کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ اور اس کے دل میں

اخبار کا مضمون یاد کر کے ایک خوفناک شب پیدا ہو گیا۔ جس نے اس کے چہرہ کی رنگت سپید کر دی

مگر ڈیوک نے سیم کی حیرت و اضطراب کو نظر انداز کر کے تعزیر عادی رکھتے ہوئے کہا۔

"لیونیا تم نے وعدہ کیا تھا کہ میری ہر بات پر آنکھیں بند کر کے عمل کرو گی۔ اپنے اس

عہد کو پورا کرو۔ میں تمہارا احسان مند پہلے ہی ہوں۔ آئندہ اس احسان کے بدلے سچی محبت کا

بھی وعدہ کرتا ہوں۔"

ایک بار ڈچس کے جی میں آئی۔ کہ شوہر سے اس خوفناک شب کا جو اس کے دل میں پیدا ہوا

تھا۔ سب مال کہہ دے۔ مگر کچھ سوچ کر اپنے آپ سے کہنے لگی۔ "تمہیں ناممکن ہے کہ اس نے ایسا

فعل کیا ہو۔ اس کے علاوہ داروکاری پر ہوا ہے۔ اور داروکاری کا ایسے معاملات سے کیا تعلق ہو

سکتا ہے۔"

وہ اس خیال سے بہت فوش ہوئی۔ کہ میں نے اپنے شبہ کو ظاہر نہیں کیا۔ دوا فریشہ

تھا کہ وہ مجھ سے خفا ہو جاتا۔ اس کے علاوہ جب اس نے شوہر کے پرسکون چہرہ کی طرف دیکھا

تو قدرتی طور پر یہی سمجھا کہ میری گمان کی حالت میں صبح نہیں ہو سکتا۔

اچھا تو مجھے اس صورت کے پاس کب جاننا چاہیے؟ اس نے سوال کیا۔

"اسی وقت۔ لیونیا اسی وقت ڈیوک نے جواب دیا۔ ابھی گاڑی تیار نہ کرنا حکم دے

اور اس میں بیٹھ کر اس عورت کے مکان پر جاؤ۔ میری ملنے میں بہتر ہوگا کہ ایک پرزہ کاغذ پر یہ الفاظ لکھ کر ساتھ لے جاؤ۔ کہ دُجس آف بارج مونٹ لیڈی اندرا سے ایک نہایت ضروری کام کے لئے ملنا چاہتی ہے۔ سچے امید ہے۔ اس رقم کے کسی طرح کی رکاوٹ پیش نہ آئے گی۔ البتہ دوسری صورت میں ممکن ہے وہ ملنے سے انکار کر دے۔ مگر لیونیا اس کا وعدہ کر دے کہ جو کچھ اندرا تم سے کہے۔ یا جو الفاظ تم اس کے منہ سے سنو۔۔۔

”میں وعدہ کرتی ہوں۔“ دُجس نے قطع کلام کر کے کہا۔ ”میں وعدہ کرتی ہوں کہ وہ عورت کچھ بھی کہے میں اپنی کوشش پوری مہرگرمی سے جاری رکھوں گی۔“

اتنا کہہ کر لیونیا تبدیل لباس کے لئے اپنے کمرہ کی طرف گئی۔ ایک بار پھر اس کے دل میں وہی خوفناک شبہ پیدا ہو گیا تھا۔ کیونکہ ڈیوک کی نگاہ میں اپنے اندر عجیب طرح کا اثر گہمی تھیں۔ اس کے علاوہ وہ بار بار کہہ رہا تھا۔ کہ اندرا کچھ بھی کہے۔ اس کے الفاظ کی پروا نہ کرنا۔ یہ باتیں دُجس کے دل میں اس شبہ کو مضبوط کر رہی تھیں۔ کہ ڈیوک کا اس واردات سے جو اخبار میں درج تھی۔ ضرور کچھ تعلق ہے۔ مگر وہ اپنے قول پر صادق اور وعدہ کی پابند عورت تھی چن چاں تک ممکن تھا۔ اس سنجیدہ اندیشہ کو دبانے کی کوشش کرتے ہوئے گاڑی میں بیٹھ کر ہمدانی اندرا کے بنگلہ کی طرف روانہ ہوئی رستہ میں اور بنگلہ کے پاس پہنچ کر جو خیالات دُجس کے دل میں پیدا ہوئے۔ ان پر بحث کرنا لا حاصل ہے۔ آخر جب گاڑی اس باغ کے باہر کھڑی ہوئی جہاں شب گذشتہ اقدام قتل کی واردات ہوئی تھی۔ تو وہ بے اختیار کانپنے لگی۔ اور اس نے اپنے دل سے کہا۔ خدا نہ کرے اس دشمنی کا جو اس عورت کو میرے شوہر سے ہے۔ اس واردات سے جو یہاں ہوئی تھی۔ کچھ تعلق ہو۔ یا مجھے اس کے سلسلہ میں اس عورت کی منت والتجا پر مجبور ہونا پڑے۔

گاڑی بان نے دروازہ کھٹکھٹایا اور اس کے صغور ڈی دی بعد و فادار مارو فاد مارک نے اکر اسے کھول دیا۔ اس نے دیکھا کہ سڑک پر ایک خوشنما گاڑی جن میں تاج امارت کا نشان بنا ہوا تھا کھڑی ہے۔ اور ایک حسین عورت اس کے اندر بیٹھی ہوئی اسے ماتھے کے اشارہ سے بلارہی تھی۔

لیونیا نے وہ رفتہ جودہ گھر سے لکھ کر ساتھ لے گئی تھی مارک کو دیا اور کہا۔ مہربانی سے اس کو لہڈی اندرا کے پاس پہنچا دیجئے۔ میں یہیں اس کے جواب کا انتظار کرتی ہوں۔

اس روز کرٹینا انٹین اپنے بھائی کے ساتھ اسامیلا ولسنٹ سے ملنے گئی ہوئی تھی۔ اس لئے دوپہر کے خرب جب لیونیا اپنے شوہر کی گاڑی میں مہارانی کے بنگلہ پہنچی۔ تو اندرا اپنے کمرہ میں

ایکسی ہمتی۔ نہیں سے اس نے لیونیا کو گاڑھی کی کھڑکی میں جھک کر معرنی رقتہ داروغہ مالک کو پیش کرتے دیکھا۔ اور اسے یہ سوچ کر سخت حیرت ہوئی کہ یہ عورت کون ہے جو اس طرح بے وقت ملنے آئی ہے اتنے میں داروغہ مارک وہی رقتہ اور جس کا چھپا ہوا کارڈ لے کر حاضر ہوا۔ اندر آکر خط کا مضمون پڑھ کر بڑی حیرت ہوئی۔ مگر اس نے ضبط سے کام لیکر مارک سے پرسکون لہجہ میں کہا: ”بیگم صاحبہ کی ہمیں بھجود۔“

اندرا کو معلوم تھا۔ کہ جس لیونیا بڑی نیک ہنہا و خوش اخلاق اور شیریں خصال عورت ہے اسکی سیرت اپنے شوہر کے بالکل ہی مختلف ہے۔ پھر بھی اس چند منٹ کے عرصہ میں جو جس آن پلچ موٹ کی آمد سے پہلے گزرا۔ اندر کے دل میں صد خیالات اس بارہ میں پیدا ہوئے۔ کہ اس وقت اسکی آمد کا مدد کیا ہو سکتا ہے۔

اتنے میں لیونیا کمرہ میں داخل ہوئی۔ تو اندر آنے کھڑے ہو کر تعظیم دی۔ مارک رخصت ہو گیا اور کمرہ میں وچس اور ہمارانی اندر دو نوپہ رہ گئیں۔ ہر چند لیونیا کو معلوم نہ تھا کہ یہ خاتون جس سے ملنے کے لئے آئی ہوں۔ شاہی مراتب رکھتی ہے۔ تاہم ایک ہی نظر میں جو اس نے اندر پر ڈالی۔ اس کے دل میں اس کی نسبت اچھے خیالات پیدا ہو گئے۔ لیونیا نے ہمارانی کے حسن عالم آشوب کو حیرت و تعریف کی نظروں سے دیکھا۔ اور دوسری جانب اندرا نے بھی معلوم کر لیا۔ کہ وچس ایک باوقار پر اعتماد اور فرخ حوصلہ خاتون ہے۔ اور جیسا کہ ان اوصاف کی موجودگی میں عموماً ہوا کرتا ہے۔ اس کا دل پاک۔ اصول اعلیٰ اور ذمات ملن ہے۔ ادھر لیونیا کے حسن بھادب نے ان آثار و رد سے ملکر جو اس کی موٹی نیلگوں آنکھوں سے ظاہر تھے۔ نیز اس حلم و انکسار نے جو اس نے اندر کے رد و برا اختیار کیا۔ مشرقی خاتون کے دل میں بے اختیار اس کے لئے جذبہ رفاقت پیدا کر دیا۔

دو نوپہ گئیں۔ تو پہلے وچس نے اس بے جا مداخلت پر عذر خواہی کی۔ اس وقت اسکی تھرائی ہوئی آواز وہنی اضطراب و پریشانی کی منظر ہمتی۔ اور نگاہ سے عجز و انحراف ظاہر ہوتا تھا۔ مگر اندر نے فوراً ہی قطع کلام کر کے کہا: ”بیگم صاحبہ معذرت کی حاجت نہیں۔ رقتہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کسی نہایت اہم معاملہ پر گفتگو کرنے کے لئے تشریف لائی ہیں۔“

تاہم وہ معاملہ واقعی میرے اور ایک اور شخص کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ ”لیونیا نے تھرائی ہوئی آواز سے جواب دیا۔ مگر سب سے پہلے مجھے یہ پوچھنے کی اجازت دیجئے۔ کہ آپ کی

خاوم کا کیا حال ہے؟ یہ کہتے ہوئے اس کی زبان میں قدرے شکست پیدا ہو گئی۔ پھر اس نے کہا۔

”میں نے اس واقعہ کی خبر صریح کے اخباروں میں پڑھی تھی۔“

”بیگم صاحب خاوم کی حالت ابھی تک تشویشناک ہے۔ مہندرانے اپنی موٹی سیلہ انگلیوں سے اس طرح دھس کے چہرہ پر جاکر کہا۔ گویا اس ذریعہ سے اس کے خیالات معلوم کرنا چاہتی تھی۔ وہ بہت بڑھوس پڑی ہے۔ مگر ڈاکٹر کہتا ہے۔ شاید جانبر ہو سکے۔“

یونیٹا تھوڑی دیر اس فکر میں رہی کہ میں اپنی آمد کا مدعا کس طرح ظاہر کروں۔ پھر کہنے لگی۔
”تپ کو میرا عجیب معلوم ہوگا۔ اور شاید اس کا مقصد جان کر اور بھی حیرت ہوگی۔ مگر نیک دل بازوں میں بہت عرض کرتی ہوں کہ میرے شوہر نے آپ کو حشر پہنچایا ہے۔ یا آپ کے خلاف اس نے جو خطائیں کیں ہیں۔ انہیں میری خاطر بخش دیجئے۔“

اندرانے دھس کی طرف اور زیادہ غور سے دیکھنا شروع کیا۔ بھیراں تھی۔ دیوگ نے کس حالت میں کو بیگم کے روبرو ظاہر کیا ہوگا۔ اور وہ کس حد تک اس کے رازوں سے واقف ہو گئی ہے۔ اندرا کو خاموش دیکھ کر یونیٹا سمجھ گئی۔ کہ اس کے دل میں کیا گزر رہی ہے۔ میں کہنے لگی۔ ”معتز خاؤں بچے معلوم نہیں میرے شوہر نے کیا تقصیر کی ہے۔ نہ میں سارے حالات جانتی تھی اور نہ مہند ہوں۔“
”بچے! کیا ہی معلوم ہے کہ اس نے آپ کو کچھ ضرر پہنچایا ہے۔ اور آپ اس کا بدلہ لینے کی فکر میں ہیں۔ آپ کو طاقت انتقام بھی حاصل ہے۔ مگر سچ جانتے۔ میرا شوہر اپنی خطاؤں پر توبہ و تائب ہے۔ وہ سچے دل سے معافی کا خواستہ گار ہے۔ اور میری زبانی اپنے اعمال پر توبہ و تائبی کا اظہار کرتا ہے۔ ممکن ہوتا تو خود آپ کے سامنے آکر التجائے و رحم کرتا۔ مگر اب میں اس کی طرف سے آپ کے قدموں میں دو دانہ ہرک معافی چاہتی ہوں۔“

یہ کہتے ہوئے یونیٹا ہارانی کے قدموں میں بیٹھ گئی۔ اور اندرا کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیکر اسے منت آمیز طریقہ پر دباتے ہوئے التجائی نظروں سے اس کے چہرہ کی طرف دیکھنے لگی۔ ایک ایسی بلند رتبہ خاتون کی طرف سے جس نے اپنی عمر میں کوئی خطا یا تقصیر نہیں کی تھی۔ اتنا انکسار دیکھ کر اندرا کے دل پر گہرا اثر ہوا۔ اور وہ سمجھ گئی۔ کہ دیوگ اس عورت کو صحیح حالات سے بے خبر رکھ کر اسے اپنا آلہ کار بنانا چاہتا ہے۔ اسے اس نیک دل خاتون کی حالت واقعی قابلِ رحم معلوم ہوئی۔

کہنے لگی بیگم صاحب! مجھے سب کھیرے سامنے دونا تو ہونا زیب نہیں دیتا۔ اٹھئے میں

التمنا کرتی ہوں نہ وہ۔ آپ روتی ہیں۔ خدا کے لئے آنسو پونچھ ڈالئے۔ آپ کی اس حالت کا میرے دل پر بہت اثر ہوتا ہے۔“

”محم دق بانو“ یونیانے انکھیں پونچھتے ہوئے تھرائی ہوئی آواز سے کہا۔ ”آپ کی صورت کہہ رہی ہے کہ آپ اس دنیا میں نیکی کا فرشتہ ہیں۔ میں آپ کے انداز سے معلوم کرتی ہوں کہ آپ میری باتچاؤں کی مانند نظر نہ کر رہی ہیں۔ میں نہیں جانتی۔ میرے پر نصیب تو میرے کیا خطائیں کی ہیں۔ بہر حال مجھے یقین ہے کہ آپ اس کی خطاؤں سے درگزر کریں گی۔“

”میدم سچ جانتے۔“ ہمارائی نے صبح شانہ و قار سے قطع کلام کر کے کہا۔ آپ کے منہ پر نہ کچھ بھی تقصیر کی ہو نہ اس کا تعلق میری نیکی یا وقار نہ والی سے نہیں ہے۔“

”نہیں۔“ باذہن ہیں۔ ”وچس نے جلدی سے کہا تیں دیکھتی ہوں نیکی اور عصمت آپ کی صورت سے نمایاں ہو رہی ہیں۔ آپ کی نگاہوں سے آشکار ہیں۔ خدا جانتا ہے میں ایسے شہادت کو دل میں جگہ سے کہ آپ کی تو میں نہیں کر سکتی۔ مگر وہ خطائیں یا تقصیریں خواہ کچھ ہوں میں آپ کے قدموں میں گر کر ان کے لئے معافی چاہتی ہوں۔ میں آپ کے رحم پر ہوں۔ اور آپ کو اختیار ہے۔ جو سلوک چاہیں۔ کریں۔ اگر آپ میرے شوہر کی خطاؤں کو اس لئے بیان کرنا چاہتی ہیں۔ کہ ان سے آپ کی فیاہنی اور درگزر کی عظمت ظاہر ہو۔ تو میں انہیں سننے کو تیار ہوں۔ لیکن اگر آپ ان کا ذکر جوڑ دیں۔ کیونکہ میں جانتی ہوں۔ وہ بیان ضرور سچ ہو گا۔ تو آپ کے رحم و درگزر کی عظمت کو میں پھر بھی تسلیم کر دوں گی۔ اور آپ کو اپنی محسنہ سمجھ کر ہمیشہ دعائے خیر سے یاد کیا کروں گی۔“

”اٹھ بیگم۔“ وچس آف مارچ مونٹ اٹھو۔“ اندرانے تھرائی ہوئی آواز سے کہا اور آنسو کا ایک قطرہ اس کے زلف نام رخساروں پر بہ نکلا۔ خطایا تقصیر آپ کے شوہر کی ہے۔ آپ نے میرے حق میں کچھ چوائی نہیں کی۔ آپ کی پاکبانی اور خلوص نیت آپ کے چہرہ سے ظاہر ہے۔ خدا کے لئے میرے سامنے دونوں ہو کر مجھ کو گناہگار نہ بنائے۔“

”ٹیک دل خافزن میں اس وقت تک آپ کے پاؤں نہ چھوڑ دوں گی۔ جب تک آپ معافی کا وعدہ نہ کریں گی۔“ وچس نے اسی حالت میں بیٹھے ہوئے کہا۔ ”آپ نہیں جانتی ہیں کہ میری آئندہ رحمت کا داند دماہ آپ کی معافی پر ہے۔ میں نے اپنے شوہر کو پریشانی اور مصیبت کی حالت میں دیکھا ہے۔ اس سے بھلا ظاہر حال کے لئے ملتی ہوئی۔ اس لئے کہا چند دن میں میرے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔“

اور ان میں سے ایک اس نے آپ کو ظاہر کیا۔ اس نے مجھے آپ کے معافی مانگنے کے لیے بھیجا ہے اور میں حاضر ہوں۔ اب اگر آپ میری التجا منظور کر کے اسے معافی دینے کا وعدہ کریں تو میں اپنی خدمت کے معاوضہ میں کھولی ہوئی محبت واپس لے سکتی ہوں۔ ورنہ نہیں۔ اب آپ کو معلوم ہو گیا کہ میرے لئے یہ معاملہ کتنا اہم ہے۔ اگر آپ میری التجا قبول کریں۔ تو میں ہمیشہ آپ سے بہنوں کی طرح محبت کروں گی۔ آہ آپ روتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میری التجا رائیگاں نہیں ہوئی۔ اور آپ میری درخواست ضرور قبول کریں گی۔“

”دُجس آف مائچ مونٹاٹھٹے۔“ اندرانے جذبات سے پُر آواز میں کہا۔ ”اور جا کر اپنے شوہر سے کہہ دیجئے کہ آپ کی خاطر میں نے وہ سب باتیں جو اس نے میرے خلاف کی تھیں معاف کر دی ہیں۔“

فہر بان خاتون ”دُجس نے اندرا کا ماتھے لبوں سے لگا کر اٹھتے ہوئے کہا۔ آپ نے میرے زخمی دل پر مرہم کاغذ رکھا ہے۔ آپ کے لفظوں نے میرے سینہ میں سچی راحت پیدا کر دی ہے۔“

”مگ بیگم صاحبہ ہمارا دل نے جلدی سے قطع کلام کر کے کہا۔ ”میرے الفاظ یاد رکھئے۔ میں آپ کے شوہر کی صرف وہ خطائیں معاف کرتی ہوں۔ جو اس نے میرے خلاف کی ہیں۔ ہر باقی سے میرے الفاظ کو اسی پیرایہ میں اس کے کانوں تک پہنچا دیجئے۔“

لیونیا کا چہرہ ان لفظوں کو سن کر پیلا پڑ گیا۔ اور اندرا کو یہ دیکھ کر بہت رنج ہوا۔ کہ اس شرط نے نیک دل عورت کی خوشی کو آدھا کر دیا ہے۔ ”بالو“ دُجس نے مضطرب لہجے میں کہا اس آخری جملہ کا مطلب میں نہیں سمجھی۔ آخر یہ شرط کس لئے...؟“

”میرے الفاظ کا مطلب اور اس شرط کی اہمیت کو آپ کا شوہر تو سمجھ لیگا۔“ اندرانے جواب دیا۔ بہر حال آپ اپنے اپنا فرض ادا کر دیا۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس خدمت کے ادبی کے لئے آپ کا شوہر ضرور آپ کا شکریہ ادا ہو گا۔ میری طرف سے جا کر اسے کہہ دیجئے کہ میں نے اپنے متعلق اس کی سب خطائیں آپ کی خاطر معاف کر دی ہیں۔ یہ آخری الفاظ ضرور کہئے گا۔ کیونکہ دوسری صورت میں میں ہرگز اس کو معاف نہ کرتی۔“

”آہ میں سمجھ گئی۔“ دُجس نے جواب تک فرط حیرت سے خاموش تھی۔ چونکہ اسے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی شخص ادب بھی ہے۔ جس کے خلاف میرے شوہر نے خطائیں کیں۔ لہذا۔ کیا

ایسا ہو سکتا ہے... اور یونینا اپنے فقرہ کو نامکمل ہی چھوڑ کر جذبات کے زیر اثر ایک صوفے پر بیٹھ گئی
خیال آیا۔ وہ دوسرا شخص سگوند کے سوا اور کون ہو سکتا ہے۔ غالباً اسی کی خاطر یہ معافی منسوخ
کی جا رہی ہے۔ ہمارا انداز بھی اس کے خیالات کو سمجھ گئی۔ مگر چونکہ اس کے شبہات کی تردید نہ کر
سکتی تھی۔ اس لئے خود اس کو بیچ ہوا۔ مگر مجبور تھی۔

اب آپ وہیں تشریف لے جاتے۔ اس نے نرم آواز سے کہا۔ اور وہ انفرادی طور پر
کہے اپنے شوہر کے کاؤن تک پہنچا دیجئے۔

ڈچس کچھ اور کہنا چاہتی تھی۔ اس کی خواہش تھی کہ پھر ہمارا فی کے قلموں میں دو لافوں کو اور
زیادہ منت کرے۔ مگر جذبات کے هجوم نے بے بس کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد بے جان کی طرح چپ چاپ
اپنی جگہ پر کھڑی رہی۔ پھر پر جوش بھیج میں کچھ کہنے کی کوشش کی۔ مگر نہ کہہ سکی۔ آخر اسی حالت میں
میں جلدی سے ہمارا فی کا گھر اندازتہ سے دبا کر کمرہ سے رخصت ہو گئی۔

گاڑی میں بیٹھ کر وہ شدت غم سے نہ ٹھال پیچھے جھک گئی۔ اور رونے لگی۔ کیونکہ اسے
یقین ہو گیا۔ کہ جو قاتلانہ وار سگوند پر کیا گیا ہے۔ اس میں ضرور میرے شوہر کا نام ہے۔

لیکن جیسا ناظرین کے معلوم ہے۔ یہ اس کی غلط فہمی تھی۔ کیونکہ اندازے جس کے لئے وہ
معافی کو مسترد کیا۔ وہ سگوند نہیں۔ کوئی اور ہی تھا۔

باب ۱۱

نوائیچہ والا

اب آئے بر کر کے پیچھے چلیں جسے ہم نے ڈوک آف بلچ مونس سے فوٹس اندھروں کا بھرا ہوا اجڑا
لے گا اس کے عالی شان محل سے رخصت ہوتے چوڑا تھا۔ دیوڑھی سے نکل کر وہ پاس ہی ایک اونٹ
شراب خانہ میں گیا جہاں پہلے ہی اس کی آمد و رفت تھی۔ مگر وہ ابھی طرح جانا تھا کہ اس میں بددی لباس
میں وہاں کوئی پہچان نہ سکے گا۔ شراب خانہ میں اس نے بہت سی تیز شراب پی۔ پھر کچھ کھانا
زہر مار کر کئے آرام کرنے کو ایک چارپائی پر بیٹ گیا۔ اب اس کا ارادہ یہ تھا۔ کہ کل صعد مقام سے
رخصت ہو کر کسی ہندو گاہ کو چلے دوں۔ اور وہاں سے جہاد پر سوار ہو کر قرآن چاہوں۔ جہاں وہ اپنی
اپنی زندگی اس سے بسر کرنے کی نیت رکھتا تھا یہ بیان کرنا لافاں ہوگا۔ مگر سونے سے پہلے اس نے

کمرہ کی تنہائی میں ڈیوٹک آف پلیج مرنٹ کا دیا ہوا ہڈہ کھول کر اس بات کا اچھی طرح اطمینان کر لیا کہ ڈیوٹک نے امداد کے معاہدے میں کوتاہ دستی تو نہیں کی۔ مگر ٹوہیں اس سے بہت زیادہ انعام نکلا۔ جس کا ڈیوٹک نے اندر پر قائمانہ وار کرنے کے سلسلہ میں اس سے وعدہ کیا تھا۔

دوسری صبح کو ناشتہ پر برک نے ایک اخبار اٹھا کر دیکھنا شروع کیا۔ تو منگھیزہ ڈاکٹر کی ولادت

کی وہی کیفیت جو پیشتر درج کی جا چکی ہے۔ اس کی نظر سے بھی گزری۔ مگر جب اس نے معلوم کیا کہ اندر کے بدلے ایک اور عورت زخمی ہوئی ہے۔ تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ وہ تھوڑی دیر تک کی حالت میں حیرت چاپ بھڑک رہی تھی۔ لیکن پھر خیال آیا کہ مجھے فقط انعام سے غرض نہیں۔ وہ بیگیا۔ اب اس کی پردہ نہیں کوہا کس پر ہوا۔ کیونکہ مردہ و درخ میں جائے یا جنت میں۔ ملا جھا کو تو فقط حد سے اندیشے سے کام ہوتا ہے۔

بیک ایک ایک اور خیال اس کو بچھین کر نکلے گا۔ جو یہ تھا کہ ڈیوٹک نے یہ بھاری انعام اندر کے قتل کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور اس جرم کی وجہ کچھ بھی ہوں۔ وہ حالات جن کی بدولت اسے قتل کرنا منظور تھا۔ بہر حال اب بھی موجود ہوں گے۔ ایسا ہوتا کہ ان کے دوبارہ اس انعام کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ چونکہ یہ شخص سنگ دل اور ہمسایہ کا رہنے کے علاوہ اشتہار ہے جریض اور زریست بھی تھا۔ اس لئے طبع کے بس میں ہو کر یہ نہیں سوچا۔ کہ بصورت موجودہ میرے لئے ایک دن اور لندن میں ٹھہرنا اور ڈیوٹک سے مل کر اس سوال پر بحث کرنا کتنا خطرناک ہوگا۔ کچھ تو وہ اس کا بوجھ میں نظر نہ لیتا تھا۔ کچھ اپنی گشتہ کامیابیوں اور ہر بار پولیس کی حراست سے نکل بھاگنے کے واقعات نے اس کو یقین دلادیا تھا کہ میری ذہانت قانون کی پابندیوں سے بالاتر ہے۔ علاوہ بریں وہ جان چکا تھا کہ ہمیں دلچسپی سے صورت میں اتنی تبدیلی ہو چکی ہے۔ کہ سابقہ دوست و آشنا تک نہیں پہچان سکتے۔ غرض ان سب باتوں نے اس نے ارادہ کو بہت جلد مضبوط کر دیا۔ اور اس نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا۔ کہ میرے لئے ایک دن اور لندن میں ٹھہرنا اشتہار دہی ہے۔ مگر ڈیوٹک نے اندر کو مردانہ طور پر دیکھا تو جیسا اس کام کو کر کے جلا جاتا تھا۔ درنہ دوسرے دن فرانس کو رخصت ہو چلا تھا۔

ڈیوٹک آف پلیج مرنٹ سے شام ہی کو ملنا ہو سکتا تھا۔ اس لئے سوال پیدا ہوا کہ دن کس طرح بسر کیا جائے۔ ایک تو اس کی بے چین طبیعت دن بھر شراب خانہ میں پڑے رہنے سے مانع تھی۔ دوسرے خیال آیا کہ کمرہ میں بند رہنے سے اور وہی کو بگاڑی ہوگی۔ پھر یہ بھی سوچا کہ میں

لے جو بھیس بدلا ہوا ہے، اس میں کوئی نام نہ نہ رہا ہے۔ میں ان لوگوں کی نظر دلوں کے ساتھ دیر سی تلاش میں رہ گیا۔ بار بار کا گشت کر رہے ہیں۔ آجے جوت بھرتے تھے اور بھرتے آئے گا۔ نیب بائیں سوچو کہ وہ سویرے ہی شراب خانہ سے نکلا۔ اور بار باروں کا چکر کھائے لگا لگا بے مطلب آوارہ پھرنے سے طبیعت بہت جلد اگٹائی۔ اس نے سوچا کیوں نہ ایسی ترکیب اختیار کی جائے جس سے آرام کا موقع بھی مل جائے۔ اور نفع بھی حاصل ہو۔ اس خیال کے آتے ہی وہ تجویز پیش نظر ہوئی جس کا ذکر جیک سڈلے نے پہلی ہی کتاب میں لکھا تھا۔ اندوہ بھی رکھیں کہ جس طرح ادنیٰ طبقہ کے بھندے لوگ متفرق چروں کو خواجہ میں رکھ کر بیچتے پھر آتے ہیں۔ اسی طرح کیا جائے۔ خیال آتا تھا کہ وہ اس کے عمل پر آمادہ ہو گیا۔ چنانچہ ضروری سامان خریدا۔ اور پہلے کے ۲ بچے شہر کے حصہ درٹ اپنی طبیعت ایک خالی مکان کے دروازہ پر توڑ پھڑا کر رکھ کر بیچ دیا۔

اس حالت میں بیٹے بیٹے جیسے اس کے دل میں کئی طرح کے خیالات پیدا ہوئے۔ اور ان کے سلسلہ میں جیک سڈلے کی ندر سی اور اس کی سزا کا بھی خیال آیا۔

دل سے کہنے لگا۔ کم محنت کتنا بڑا دل لگا۔ ایک پرانے ساتھی کے روپ پر قبضہ کر کے اس طرح چھپ جانا بھلا کچھ انسانیت ہے۔ مگر کیا ہوا میں نے بھی ناجائز کردہ سبق دیات کو عمر بھر یاد رکھا گا ایک ٹکھنڈ بھی تو حرم کی دولت پر خوشی منانے نہیں پایا۔ تین لگے ہی میں اس کے سر پر چادر بٹکا۔ اور کوڑھی جیسے ٹکٹ سب کچھ اٹھالیا۔ مگر اس کی کم ظرفی ثابت ہو گئی۔ واقعی یہ شخص سوت بڑا ہے۔ ورز ضرور مجھ سے انتقام لینے کی کوشش کرنا۔ خیر ایک بات یقینی ہے۔ وہ میرے خلاف پولیس میں اطلاع دینے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس صورت میں خود بھی پکڑا جائے گا۔ گویا میرے لئے اس کی طرف سے کسی طرح کا اندیشہ نہیں ہے۔“

وہ اپنی فکر میں تھا۔ کہ نظر اٹھائی تو معلوم ہوا وہی اس کا پرانا دشمن پڑھا جو فیض کار نامی بار اسکے دوستی صاحب سے اس کی طرف چلا آتا ہے۔ وہ بیچ کا کہن سال گزر کر اس وقت زور و اور کر رہا تھا۔ جیسا معلوم ہوتا تھا کہ بیسویں صدی کے بچہ چار بائی سے اٹھا ہے۔ کچھ مالی نقصان کا غم اور کچھ اس بیوقوفی کے لئے وہ کا آخری جوہر کرنے کے لئے تیار ہو گیا تھا۔ وہ تو نے اس کی حالت نار نار دیکھی تھی۔

چوتھین کو سیدھا اپنی طرف آئے دیکھ کر برکت بخت گھبرا ایا اور کہنے لگا۔ خدا یا یہ سزا کہاں سے آدھکا۔ ڈرنا ہوں کہ میں اس ہی خدا ڈھی اور سیاہ چٹکے اندر ہی پہچان نہ لے۔ مگر نہیں میں

بھی کتابچہ وقف نہیں۔ جو یقین کی آنکھیں سرازیر سناؤں کی آنکھوں سے تیز نہیں ہو سکتیں۔ جب وہ پہلے سے قاصر رہے۔ تو یہ بے چارہ کیا پہچانے گا۔ ”وہابی پر ماتھے پھیرنے ہوئے۔ تیسری صورت بالکل یہودیوں سے ملتی ہے۔ جس پر یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابھی سید مایہ دہلے سے آکر آ رہے۔“

اسے میں بڑھا کھڑیالی اس کے پاس آکر کھڑا ہو گیا تھا۔ اب اپنی حیرت میں ماتھے والی کھچوٹے سے بھڑک کر تباہ ہو اکتے لگا۔ کیوں جی یہ سامان کس بھاد بیچتے ہو؟“
 ”برکے اس کا جواب پڑے اختصار کے ساتھ دیا۔ اور وہ بھی لہجہ میں ایسی تبدیلی پیدا کی کہ آواز یہودیوں سے بالکل ملتی تھی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ جو یقین کار زبانی کو میرا اصل لہجہ بھولانہ ہو گا۔“

”میں دو چار چیزیں خریدنا چاہتا ہوں۔“ جو یقین نے کہا جس گھر میں رہتا ہوں۔ اسکی مالک ایسی چیزوں کی بہت شوقین ہے۔ اور چونکہ مجھ سے عنایت و دہربانی کا سلوک کرتی ہے۔ اس لئے میں کچھ تحفہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔“

برکے نے کچھ چیزیں دیں اور ان کی قیمت وصول کر لی۔ ساتھ ہی بدھے گود کن کی طرف اس طرح دیکھا۔ گویا تہ دل سے اس کے جہنم دہل ہونے کا آرزو مند ہے۔ مگر جو یقین پھر بھی کھڑا رہا۔ اس کے مزاج میں استفسار کا مادہ غالب تھا۔ سو چاہی بار لندن آیا ہوں۔ اس لئے ان سب باتوں کا جو پیشتر معلوم نہیں۔ پورا حال معلوم کرنا چاہئے۔

مجھے لگا ”میں نے ایسی چیزیں اس شہر میں آنے سے پہلے نہیں دیکھی تھیں۔ ان میں کو سامعہ ڈالا جاتا ہے؟“

”چاک“ برکے نے مختصر طور پر جواب دیا۔

”چاک“ ہمسٹر کارانی نے انداز حیرت سے کہا۔ ”اسے کیا چاک کا رنگ کلا بھی ہوتا ہے؟ یہ

مجھے آج تک معلوم نہ تھا۔“

”چاک“ جنہیں تو کوئٹہ۔ برکے نے غرا کر کہا۔ اور دل ہی دل میں اس ملعون بدھے کو سیکرٹوں کا لیاں دیا۔

”اور ان میں خوشبو کیونکر دہانی جاتی ہے؟“

”معلوم نہیں۔“ برکے نے جواب دیا۔

جو یقین کے دلیں یہ سب اب تک پیدا نہ ہوا تھا۔ کہ یہ غائبی یہودی دراصل وہی سیاہ
برک ہے جو میرے قتل کے درپے تھا۔ اس بے معنی حجاب پر کسی نذر غصہ سے کہنے لگا۔ ”بھلے آدمی تم
کو جو اب تو معذرت سے دینا چاہتے۔ گا کہوں سے ایسی بے رخی ابھی نہیں ہوتی۔“
برک چپ رہا۔ اور جو یقین کارنامی منہ میں بڑھانا وہاں سے رخصت ہو گیا۔

اس کے جانے پر برک اپنے آپ سے کہنے لگا۔ شکر ہے کہ جنت نے پہچانا نہیں مایہ
ہوا کہ چلا گیا۔ درنہ ایک بار تو معلوم ہوا تھا۔ کہ اسکی آنکھیں میری دائرہ اور چنہ کو چھیدتی ہوئی اندر
کا حال معلوم کر رہی ہیں۔“

اتنے میں کیا کچھ تھا ہے کہ ڈیوک آف ایلچ مونٹ سامنے سے پیدل چلے آ رہے ہیں وہ اپنی
نئی داشتہ مسز آکسڈن کی سکوت کا انتظام کر کے آئے تھے۔ اور اس خیال سے خوش تھے۔ کہ
یہ عورت روپیہ اور عیش کے بدلے میرا زہر پوشیدہ رکھ سکے گی۔ کم از کم یہ سائے بختی جہانوں نے
ایک گھنٹہ کی گفتگو میں مسز آکسڈن کی نسبت قائم کی تھی۔ اس لئے اس پہلو سے وہ ہر طرح مطمئن
تھے۔ البتہ کئی اور باتیں موجب اضطراب تھیں۔ ڈچس نے اندر کی ملاقات کا سبب مل کر بیان کیا
تھا۔ اور اس سے ڈیوک کے اندیشوں میں کسی طرح کمی نہ ہوئی تھی۔

بازار میں چلتے ہوئے وہ اس وقت بھی دل ہی دل میں کہہ رہا تھا۔ ”اس کا یہ کہنا۔ کہ میں نے
اپنے متعلق سب خطائیں صاف کر دی ہیں۔ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اوروں کے متعلق جن کے معاملات
سے اسے دلچسپی ہے۔ معافی دینے کو تیار نہیں۔ سوال یہ ہے کہ وہ کون ہے جس کے معاملات سے
وہ اتنی دلچسپی لے رہی ہے؟ غالباً وہی ہے جسے میں نے چند مرتبہ دیکھا تھا۔ جو یقیناً انگلستان
میں رہتا۔ اور اس مشرقی عورت سے تعلقات رکھتا ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ اس عورت کا
اوک لینڈ میں آنا محض قریب تھا۔ حقیقت میں وہ اسی کی تحریک سے وہاں گئی تھی۔ پس میرے
لئے سب سے زیادہ خطرناک وہ دہ دہی عورت کا ہے۔ کیونکہ وہ سب کام سکی معرفت کرتا ہے۔ اگر
اندر امریکی راہ سے ہٹ جائے۔ تو وہ بھی بے اختیار ہو جائے گا۔ کیونکہ سامنے آنے کی جرأت
کر نہیں سکتا۔ دوسروں کی وساطت سے ہی کام کرتا ہے۔ آہ! اگر اب بھی اندر کا کاٹا مکمل
جائے۔ تو میں بڑی آسانی سے ساری دنیا کا مقابلہ کر سکتا ہوں۔“

وہ چلتے چلتے کہ گیا۔ نظر اٹھائی تو دیکھا قریباً دس گز کے فاصلہ پر برک کھڑا ہے وہی
اسکی سپید دائرہ ہی۔ وہی لمبا چنہ۔ پہلے اسکو اپنے حواس پر شک ہوا۔ مگر جب غور سے دیکھا۔ تو

معلوم ہو کہ برکتی ہے۔ جو یہودی لباس پہنے مانتھیں خواجہ لے کھڑا تھا۔
 دل سے کہنے لگا۔ کتنا خوف ہے کہ اس خطرہ میں اب تک لندن سے نہیں گیا۔
 مگر اس کے ساتھ ہی دل میں خوشی کی لہر بھی پیدا ہوئی۔ جیسے بڑے نکال کو اس طرح مانتھیں
 لے لیا۔ گویا اس بناوٹی یہودی کو خیریت دیا جا رہا ہے۔ اور پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ بازو میں بہت
 کم لوگ گزر رہے تھے۔ اور پولیس کے رہائی کائنات تک خطرہ نہ آتا تھا۔
 بڑے کو مانتھیں لے لے دیں یوں ہلاتے ہوئے مایہ فزٹ لے دیں آواز میں جلدی سے
 پوچھا۔ ”ب تک لندن میں رہ کر کیا کر رہے ہو؟“

”خوشو کچھ تجارت کر رہا ہوں۔“ برکت نے جواب دیا۔ ”لیکن مذاق پر طرف میں تو شام تک
 وقت ملنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کیونکہ شام کو میرا ارادہ آپسے ملنے کا تھا۔“
 ”کس لئے؟“ ڈیوک نے جلدی سے پوچھا۔

”محض اس لئے کہ کل رات جو کچھ ہوا۔ اس میں غامی رہ گئی۔“ برکت نے جواب دیا۔ ”خدا شام
 ہے اس میں میرا قصور کچھ نہ تھا۔ مذہم ہو وقت غلامہ اپنی مالکن کا لباس پہن کر سامنے تھی۔ نہیں
 اس پر وار کرتا۔ غلطی کی برسی وجہ یہ ہوئی۔ کہ اس کا چہرہ نقاب سے ڈھکا ہوا تھا۔۔۔“
 ”مجھے اس کا حال معلوم ہو چکا ہے۔“ ڈیوک نے قطع کلام کر کے کہا۔ ”اور میں جانتا ہوں غلطی تباہی
 نہ تھی پس جو کچھ ہوا اس کے لئے میں تم کو قصور دار نہیں سمجھتا۔“
 ”مگر اب بھی کیا بگڑا ہے۔“ برکت نے کہا۔ ”آپ چاہیں تو غلطی کی اصلاح اب بھی ہو سکتی ہے۔ اور
 یقین فرمائے کہ دوسرا وار ضروری صحیح ہو گا۔“

”آجہا تو شام کو میرے مکان کے چھٹی طرف مکی میں ملنا۔“ ڈیوک نے جلدی سے کہا۔ اور غمانش
 کی خاطر ایک شٹل اس کے فوجوں میں ڈاکرخصت ہو گیا۔

”میں پہلے ہی جانتا تھا کہ مان جائے گا۔“ برکت نے دل سے کہا۔ ”میرے ہی اکثر دیکھا گیا ہے
 کہ جس رات کا ارادہ کر لیں۔ اسے بوزائے بغیر حسین نہیں لیتے۔ ڈیوک اس حیرت انگیز ای جان
 لینا چاہتا ہے۔ اور میرے لئے یہ کام کچھ مشکل نہیں۔۔۔ اسے پر یہ بڑھا کھینٹ پھر منہ اٹھا سے
 ادھر ہی کو چلا آتا ہے۔ خدا اس کا ستیہناس کرتے۔“

اس کا اشارہ چھینکار نالی کی طرف تھا۔ جو اس کی طرف چلا آتا تھا۔ پہلے تو برکت کی
 میں آئی۔ مگر وہ انچھینک کر ایک طرف بڑھا گیا۔ مگر چونکہ بہت سے آؤلی بازو میں گزر رہے

تھے۔ اور ایسی حرکت ہنزدوش کو لگ نظر آتی۔ اس نے عورت نہ کر سکا نہ یہ بھی خیال آیا کہ شاید میرا لگان غلط ہو۔ اور وہ کچھ سی اور رکام کے لئے جارہا ہو۔ پھر بھی اجنبی تھا اس نے ہمارے دو لوط غور سے دیکھا مگر نہ کوئی پولیس کا سپاہی نہ ایسا آدمی جس پر جاسوس کا لگان ہوتا۔ دکھائی دیا۔ پس وہ چپ چاپ وہیں کھڑا رہا۔ مگر اپنے دل میں اس بات کا عہد کر لیا۔ کہ جیسے ہی جو متحین کاروباری نظروں سے غائب ہوا ہمیں فوراً پہل سے مل دوں گا۔ اس وقت یہ سوچ کر کہیں نے ناخن ان خطروں میں پڑنا منظور کیا۔ اس نے اپنے آپ کو ملاست بھی کی۔ مگر یہ بعد از وقت پیشانی بیسے سوچتی اس نے میں بڑھسا کر کرن سید کا اس کی طرف چلا آیا۔ جس سے بر کر کی بے صبری اور بڑھ گئی۔ مگر اس نے اس نے دیکھا کہ بڑھے کی صورت سے غصہ یا انتقام کی بجائے سکون و اطمینان کے آثار ظاہر ہوتے تھے۔ دل سے کہنے لگا۔ معلوم نہیں کہ محبت پھر کس لئے تو ایستہ؟

جو متحین کاروباری پاس آکر کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔ میں کچھ چیزیں اور خریدنا چاہتا ہوں۔ گھر کی مالک عورت نے ان پہلی چیزوں کو جو میں نے لیا تھا۔ بہت پسند کیا ہے۔

”پھر کتنی دن؟“ بر کر نے پوچھ پیدل کر ادا نہ لے بھتہ کے یہودیوں کی نقل اتار تے ہوئے بولیا۔ جو متحین نے قنداد بیان کی۔ اور حقیقت وہی۔ بر کر نے رقم جیب میں رکھ لی۔ مگر پھر بھی گورکن کی طرف چھٹی نظروں سے دیکھتا رہا۔ بہر حال کوئی ایسی بات ظاہر نہ ہوئی جس سے اسکے اندیشوں کی تصدیق ہوتی۔

لیکن سردست ہم ان دو کو کہیں چھوڑ کر بعض اور واقعات کا ذکر کرتے ہیں جن کا بیان سلسلہ و مستلک بلایے کے لئے ضروری ہے۔

ناظرین کو یاد ہو گا کہ جبیک سمیٹے اسکی بی بی اور ہر کر کی گرفتاری کے متعلق ہیکاری طور پر انصافات مشتہر کیے گئے تھے۔ اور پولیس ان میں سے ہر ایک کو بڑی کوشش اور جان کا ہی سے تلاش کر رہی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ رز کو ب کے مکان واقعہ سمیٹے میں تہ خانہ کے جوہر لٹاک انکشافات ہوئے تھے۔ دن کے باعث لوگوں میں سخت جوش پھیلا ہوا تھا۔ اور افسران انصاف عام رائے سے مجبور ہو کر شب و روز اس کوشش میں تھے۔ کہ اس خفاک جماعت کے آدمیوں کو جتنا جلد ممکن ہو کر لیا۔ کہہ کے حاضر عدالت کریں۔ باقیوں سے بہت زیادہ دوس کو بر کر کی گرفتاری کی نیکوئی۔ یہ شخص لوہل کے کنجوس وکیل ہارڈ کے قتل میں مجرم ثابت ہو چکا تھا۔ اور اس کے بعد جیل خانہ سے بھاگ کر سہلے بر کر کے مکان پاس نے خفیہ دوس کے آدمیوں کی جوگت بنائی

تھی اس کا تقاضہ یہ تھا کہ اس شیطان بصورت انسان کی گرفتار کر کے جس قدر جلد ممکن ہو اس کی ناپاک زندگی کا خاتمہ کیا جائے۔ مگر اب تک برک اور سڈلے دونوں پولیس کی گرفت سے بچھوٹے تھے۔ اور بظاہر ان کی گرفتاری کے آثار بھی نظر نہ آتے تھے۔

یہ حالات تھے جن میں محکم پولیس کے اصرار پر وزیر مذہب نے کوئی نئی تدبیر عمل میں لانے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ اس طلب کے استنباطات شائع کئے گئے۔ کوبر کے سوا اس جماعت کا کوئی آدمی اگر اس قسم کی اطلاع دہیا کرے جس سے باقی آدمی پکڑے جاسکیں تو اسے وعدہ معافی دی جائے گی۔ آگے چل کر یہ بھی کہا تھا۔ کہ اگر اس جماعت کا کوئی آدمی تنہا برک اور گرفتار کر اسے۔ تو اس کو بھی وعدہ معافی دیا جاسکتا ہے۔ یہ استنباطات اسی روز صبح کو چھپ کر شائع ہوئے تھے۔ اور جس وقت برک حصہ سٹ اینڈ میں خواتین کے لئے سودا فروخت کرتا پھر مانتا شہر میں اس کی گرفتاری کے استنباطات جا بجا تقسیم ہو رہے تھے۔

افسوس پولیس نے ان اشتہاروں کی لندن کے امنے حصوں میں خاص سرگرمی سے اشاعت کی۔ کیونکہ ان کا خیال تھا۔ کہ اس جماعت کے آدمی اگر لندن میں رہتے ہیں۔ تو ضرور اپنی اطراف میں ہوں گے۔ اتفاق سے ایک اشتہار کسی طرح جبیک سڈلے کے ہاتھ بھی آ گیا۔ جب وہ بھیس بدکر علاقہ سینٹ لوگ کا گشت کر رہا تھا۔ اشتہار کا مصنف پڑھ کر اس کے دل پر بہت اثر ہوا۔ اور اس نے فوراً اس سے خاوند اٹھانے کا ارادہ کر لیا۔ وہ اس اعلان کا مطلب بھی طرح سمجھ گیا تھا۔ یعنی اگر اس جماعت کا کوئی آدمی باقیوں کی گنجبری کرے گا۔ تو سرکار کی طرف سے اس پر جرم کے اس کی جان بچائی جائے گی۔ گو اس صورت میں بھی اس کو عمر قید کا لے پانی کی سزا ملنا یقینی تھا۔

جیسا ہمارے ناظرین نے معلوم کیا ہوگا۔ جبیک سڈلے اس جماعت کے آدمیوں میں سب سے زیادہ بڑا اور ڈر بک تھا۔ اس میں شک نہیں اور وہ کی تحریک پر اس نے بھی جرم کی زندگی اختیار کر لی تھی۔ مگر بھانسی کی تختہ کا خوف اسے ہر وقت دہنگیر رہتا تھا۔ سرکار جلاد کے ہاتھوں اپنی قتل از وقت موت کے خیال سے وہ اتنا ڈرتا تھا۔ کہ تعجب ہوتا ہے۔ اس خوف نے اسے جرم کی زندگی سے روک نہیں سکیوں نہ وہ وہی۔ شاید اسکی وجہ یہ ہو۔ کہ جو آدمی جرم کرتا ہے۔ وہ اپنے دل میں سمجھتا ہے کہ اس کا حال کبھی کسی کو معلوم نہ ہوگا۔ بہر صورت اس وقت اعلان معافی پڑھ کر جبیک سڈلے نے جان بچانے کا بہت اچھا موقعہ دیکھا۔ ساتھ ہی خیال آیا۔ کہ برک سے اس تشدد کا جو اس نے حال میں کیا تھا۔ انتقام بھی خوب لیا جاسکے گا۔ سڈلے کو عمر قید کا لے پانی کی سزا کا اتنا خوف نہ تھا جتنا

پھانسی کی قبل از وقت موت کا۔ اگر پھانسی کے منظر کو کسی طرح دل سے شایا جاسکے۔ مہاس خوشنک کلکز کی تصویر ذہن سے خارج کرنا ممکن ہے۔ تو پھر اسکی خوشی میں کلام نہ تھا۔ اور اپنی اتنی زندگی کسی دور افتادہ ملک میں بھی اطمینان سے بسر کرنے کو تیار تھا۔ یہ خیالات اس اشتہار کو پڑھ کر درگھبہ لگے حل میں جلد جلد پیدا ہوئے۔ اور اس نے بہت جلد اپنا ارادہ پختہ کر لیا۔ چنانچہ چھاپا ہوا اشتہار ہاتھ میں لیکر وہ بر کر کو تلاش کرنے چلا۔

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس وقت اس نے بھین بھلا ہوا تھا۔ گھاس کے لباس کی تفصیل بیان کرنا حاصل ہوگا۔ مختصر یہ کہ برگر کے مشرعوں سے فائدہ اٹھا کر اس نے اپنی ہمدست میں ایسی تبدیلی کر لی تھی۔ کہ کوئی چیز نظر ماس میں بھی نہ لگے۔ چھپ چھپ نہ سکتا تھا۔ پس وہ بڑے اطمینان سے چلنا لندن کے مختلف بازاروں میں گھومتا رہا۔ اور گدستہ میں کوئی بار پولیس کے سپاہیوں سے ملاقات ہوئی۔ تاہم کسی کو اس پر شک نہیں ہوا۔ بلکہ نسبت وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ ضرور شہر کے اس حصہ میں جہاں امر آتا ہیں۔ کسی نے شکلا کی گھات میں پھر رہا ہوگا۔

تجسس پر یقین ہے۔ اس نے اپنے دل سے کہا۔ وہ اب تک یہودی لباس ہی پہنے پھرتا ہے۔ مگر نگہ اس کے بدن پر خوب جھٹا ہے۔ اور وہ یہ بھی جانتے کہ اس بھین میں کوئی تجسس پہچان نہیں سکتا۔ میری نسبت آگے گمان تک نہیں ہو سکا کہ اس کی مخبری کر دنگ۔ اس لئے امید نہیں کہ کوئی نیا بھین بدلا۔ یا لندن سے رخصت ہونا ضروری سمجھا ہو۔ علاوہ بریں اس نے لگاتار کہ ایک نفع بخش کام میرے ہاتھ میں ہے۔ اور ہر کہ ایسا آتی نہیں۔ کہ کام کے بغیر رخصت ہونا منظور کرے پس وہ لندن ہی میں ہوگا۔ اور چونکہ میری سلامتی اس کی گزشتہ ہی ہے۔ اس لئے مجھے ضرور اسے تلاش کر کے گرفتار کرنا چاہئے۔ اس کے بعد یہ بھی پکڑی جلسے لے۔ مگر اپنی جان بچانے کے لئے بچے اس کی بھی کیا پرواہ ہے۔ اس کے علاوہ وہ ہمیشہ مجھے تنگ کیا کرتی تھی۔ وہ مجھے بزدل اور ڈرپوک کہتی۔ مجھ پر ہے جاکموت کرنی اور اس طرح دہائی تھی۔ گویا میں اس کا زرخیز غلام تھا۔ خیر میں کسی پر علم نہ کروں گا۔ مجھے اپنی ہی سلامتی کی فکر کرنی چاہئے۔

یہ خیالات تھے جلدوں کے بازاروں میں ہر کہ کو تلاش کرتے ہوئے جیک سٹوٹ کے اس میں پیدا ہوئے۔ بہت دیر بعد دست اینڈ میں گھومنے کے بن آفراس وقت جب اس کی ہر تک بلیوس ہونے لگا تھا۔ بر کر کا وہی لباس جو اس نے اسکو دیا کیا تھا نظر آیا۔ اور اسے دیکھتے ہی اس کے دل میں خوشی کی لہر پیدا ہو گئی۔ اس نے وہ ہی سے پہچان لیا کہ بر کر ہے۔ اس میں کسی طرح

کی غلط فہمی ممکن نہ تھی۔ وہی لمبی سپید و اڑھی۔ وہی وحید سیاہ چنڈ اور وہی چوڑے عاصیہ کی ٹوپی
 بنے شیک اب اس کے اقد میں ایک خرابی بھی تھا۔ مگر کیا اس کی صلاح خود جیک سے اس وقت ہوتی
 تھی۔ جیب اس کے ہمدی وضع کا لباس میں کیا گیا تھا۔

اپنے دشمن کو سامنے دیکھ کر جیک سڑے فرط مسرت سے کانپنے لگا۔ دنیا علم ہند میں کسی
 نامزد کو سامنے زمین پر کھینچ کر قتل نہ ہوئی ہوگی جیسی سڑے کو پرکے نظر سے اسے حوالی ہو گیا۔ اب
 اس کی اپنی جان پر جان بے اعتنائی تھا۔ مگر آہ۔ اگر اس وقت برکروندتا کسی طرف بھاگ سکتا۔ تو کیا ہو؟
 جیک سڑے نے دڑتے دڑتے چاروں طرف دیکھا۔ مگر اس پاس کوئی سپاہی نظر نہ آیا۔ ہر کی
 طرف نظر ڈالی تو وہ ایک عجیب و غریب منظر سے جو باطن کو معلوم ہے۔ جو عقلمن کا رہائی تھا
 محض غمگین دکھائی دیا۔ ایک بار پھر چاروں طرف دیکھا۔ مگر سپاہی کا کہیں نام و نشان بھی نہ تھا۔ خدا
 معلوم آج ان کی سیکڑی یا سب کھڑی تھے پھر کوئی لے کر کوئی لے گئے تھے۔ اپنی جگہ سے وہ اسی لئے تھا
 نہ چاہتا تھا کہ میدان میں کھڑی طرف دیکھ کر وہ غمگین ہو جائے۔

اتنے میں چوتھوں نے ہر تین کچھ چیزیں سمجھ کر ایک طرف چلنے لگا۔ اب وہ اسی مقام کی طرف آ
 رہا تھا جس جگہ جیک سڑے کھڑا تھا۔ اوپر برکروندتا فروخت کہتے کہتے مقام میں چلنے لگا تھا۔
 جیک سڑے نے اسے جلتے دیکھا۔ تو ایک بار ہی میں آئی۔ کہ چور چور کا غورہ لگا کر لوگوں کو اس کے تعاقب
 میں ڈال دوں۔ پھر سوچا کہ ایسا کرنا حاجت الیشی کے خلاف ہوگا۔ اول اس بات کا اندیشہ نہ کر
 اس شہر میں کہیں کہ فرود ہو جائے گا۔ وہیں چوٹا اس جہہ تر سے پوری طرح واقف نہیں۔ اس نے
 اگر وہ کسی گلی میں چھپ گیا۔ تو پھر ہاتھ آنا مشکل ہوگا۔ دوسرے یہ خیال کرتا کہ یہ آدھی چشت میں۔ کہ
 نہیں۔ یہودی نسل ہی کا آدمی ہو۔ اور کچھ صرف اس کے لباس پر دھوکا ہوگا۔ یہ سب خیالات جلیں
 کی تیزی سے اس کے ذہن سے گزرے۔ اور تھوڑی دیر تک وہ اس بات کا فیصلہ کرنے سے دھرم
 رہا۔ کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ وقتاً ایک خاص تو یہ اس کے ذہن میں پیدا ہوئی۔ وہ سے یہ پھر تیز چلا
 ہوا جو یقین کا وہابی کے پاس گیا۔ اور کہنے لگا۔

آپ اس جیسے چور دی سے کیا باتیں کر رہے تھے؟
 گورکن جیسے ہی لندن والوں سے ڈراما تھا۔ ایک لمبی کے منہ سے اس طرح کا سوال سن کر کہنے
 چنگ گیا۔ کتنے لگاتار اس سے یہ کچھ سوچ رہا تھا۔
 مگر آپ کو امر کا پھر کیا عجیب منہ میں ہوا؟ جیک نے پوچھا۔ آپ نے فوراً کہے نہیں دیکھا

کہ اس کی صورت عجیب تھی۔

خاصہ یہ ہے اس پہلو پر کچھ غور نہیں کیا۔ جو یقین نے کچھ سوچ کر جواب دیا: "البتہ آپ کے کہنے سے مجھے بھی خیال آتا ہے۔"

اس کی صورت کیا واقعی یہودیوں کی طرح تھی؟ "جیک سٹریٹ نے یہ پوچھا۔ اور آپ نے یہ بھی دیکھا کہ اس کے چند منٹ سنانے کی طرٹ ایک بڑا سا ٹکٹ اس جگہ موجود تھا۔" یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے کٹ کے بائیں جانب ہاتھ لگا کر بتایا۔

"تھوڑے سا ٹکٹ تھا۔" بلینچے گڈکن نے جواب دیا۔ "مگر کیا آپ کی رائے میں؟"

اس میں سمجھ گیا وہی ہے۔ سٹریٹ نے جلدی سے کہا۔ "اب آپ میری بات سے اس بار اس پروری کو باتوں میں لگاتے رکھتے اور جس طرح ممکن ہو۔ ہڈی دیر روکنے کی کوشش کیجئے۔ وہ بہت پرانا بدعاش ہے۔ اور پولیس ایکسپلوسٹ سے اس کو تلاش کر دی تھی۔ مگر یاد رکھئے آپ کی کسی حرکت سے اس کے دل و راجھی مستحکم پیدا نہ ہو۔"

اسٹیفن رائڈ آج یقین نے مضطرب ہو کر کہا۔ "یہ دو شہر لندن ہی عجیب مقام ہے۔ جہاں قدم قدم پر بدعاشوں سے واسطہ پڑتا ہے۔"

"خدا کے لئے وقت ضائع نہ کیجئے۔ بلکہ جیسا میں نے کہا ہے۔ اسے روک کر باتوں میں لگائے رکھئے۔ دیکھئے وہ پھر ٹھیک کیا۔ اب کوئی خودی اس جگہ سے واپس رہی ہے۔ دجلہ ہی کیجئے۔ اور جس طرح ممکن ہو۔ ہڈی دیر روک رکھئے۔ میں سارا حال پھر بتاؤں گا۔"

بلینچے کو رات آٹھ بجے چھ مڑا۔ اور جیک سٹریٹ نے مختلف حالات نظر اب میں اس خیال سے چاروں طرف دیکھا۔ کہ شاید کوئی سیاہی اب بھی نظر آجائے۔ اس انکسائیں پر کر پڑے ہوئے گورنر سے ملنے والے ہونے پر خوش کسی سال خورہ یہودی کی طرح ڈکھرائی جاں سے بازار کے دوسرے سڑک پر چل رہا تھا۔ اور اس کے موڑ پر پہنچ چکا تھا۔ کہ ایک بڑی عورت سٹریٹ کے کچھ سوا خبیثے سے لے کر روک لیا۔ برک نے بہت سیج و تھک کہا۔ اور اس سڑک پر سیاہی کو دل میں نمایاں بھی خوب دیں۔ مگر کیا کرنا۔ تباہی قائم رکھئے۔ کہ ناچار یہ جانا پڑا۔ اچھا بچہ۔ مگر اب میں کہنے لگا۔ مالی جلدی کر۔ جو چیز یعنی ہو نے مجھے لازم پڑے جاتا ہے۔

مگر عورت بڑی مست اور واقعی اس سے تھوڑے سے کسی چیز پر اتنا اٹھا کر روئے غور سے دیکھیں کسی کو رکھا کسی کو پھراٹھا یا۔ اور اس کے بعد جیسے ہیں ہاتھ ڈالکر بہت دیر نقدی تلاش کرتی رہی۔ برکو کو

اس وقت سودا بیچنے کی بالکل پروا نہ تھی۔ دل ہی دل میں اس روک پر بہت مضطرب تھا۔ مگر اس خیال سے کچھ کہنے کی حرات بھی نہ کر سکا کہ مبادا کسی بات سے کوئی شک پیدا ہو جائے۔ آخر فریادیں گے بعد پڑیا نے کاغذ میں پٹے ہوئے چھوٹے ٹکسوں کی ایک پڑیا نکالی۔ اسے بڑی احتیاط کے ساتھ نکھولا۔ اور سکوں کو ایک ایک کر کے گنا جس وقت وہ اس کلم میں مشغول تھی۔ برگر کی نگاہ اس کاغذ پر جا پڑی جس میں نقدی لپٹی ہوئی تھی۔ اور اس نے اس کا چھپا ہوا منظر دیکھ لیا۔ معلوم ہوا اس کی گرفتاری کا اشتہار ہے جس کے ساتھ گرفتار کر لئے والے کے لئے وعدہ معافی کا سرکاری اعلان درج ہے۔

”لوہہ آدی۔ یہ ان چیزوں کی قیمت ہے۔ عورت نے بٹے تکھف سے تین پنس دیتے ہوئے کہا۔ خدا کرے تم اس نقدی سے وہی فائدہ حاصل کر سکو۔ جو کسی پتے قبضائی کو حاصل ہو سکتا ہے۔“
تہرانی سے ان سکوں کو کاغذ ہی میں پٹا رہنے دو۔“ برگر نے کہا۔ اس طرح ان کے سنبھالنے میں راجت ہو جاتی ہے۔“

تہت اپنا بہت اچھا۔“ برسیا نے جیسا اس طرز کی عورتوں کا شیوہ ہے۔ فصل گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ میں ابھی نانابی کی دوکان پر گئی تھی۔ وہاں اس کا ہفتہ وار حساب چکایا۔ قاس نے یہ چوڑے سکے دے دیے۔ میں ابھی ان کو ماتھ میں لئے کھڑی تھی۔ کولتھ میں ایک سپاہی نے اندر آکر اشتہاروں کا ایک پلڑہ میز پر ڈال دیا۔ اور نانابی سے کہنے لگا۔ سنو سٹراٹ کیک ان اشتہاروں کو اپنے گاہکوں میں تقسیم کر لینا مخصوصا ان میں جو غریب ہیں۔“

”کہا ہو گا۔“ برگر نے پھر صبر سے کہا۔ لیکن مٹا کر میری فائدہ فتنہ ہو جاتی ہے میں بہت

جلد جانا چاہوں۔“

”میں بھی تم کو روکنا نہیں چاہتی“ اتنی عورت نے جلدی سے کہا۔ میں تو فقط یہ کہہ رہی تھی۔ کہ جب وہ سپاہی چلا گیا۔ نو سٹراٹ کیک نے کہا۔ یہ اشتہار وہی کا کام خوب دینگے کیونکہ ان میں چھوٹے کے چھوٹے پٹے جاسکتے ہیں۔“

قاضی۔ برگر نے حالت منطرب میں کہا۔ اور پھر عورت کے ماتھ سے اشتہار میں پٹے ہستین پنس لے کر تیزی سے ایک طرف چلنے لگا۔

پڑیا وہیں کھڑے ہو کر برگر کی طرف جھلپے لگے مگر جتا جلا جا رہا تھا تعجب سے دیکھنے لگی۔ اور بولی تجارت ہے میں نے آج تک کسی بڑے یہودی کو اس تیزی سے چلے نہیں دیکھا تھا معلوم ہوتا ہے کہ کئی بڑا ہی پابند مذہب آدمی ہے۔ نماز میں شامل ہونے کے لئے کس تیزی سے چلا جا رہا ہے۔

غریب۔ رہا وہ میں کہہ سکتی ہوں۔ اس پہلو سے وہ کئی عیساؤں سے اچھا ہے۔“

ادھر ہر کرپوری تیزی سے چلتا ہوا اشتہار کو غواچہ پر لکھے ساتھ ساتھ اس کا مضمون بھی پڑتا جاتا تھا۔

اسے بڑھ کر اپنے آپ سے کہنے لگا۔ بھئی واہ۔ کیا چال سوچی ہے۔ گورنمنٹ کو ایسی اونے کاڑیوں سے شرم آئی چاہیے۔ بھلا یہ بھی کوئی انسانیت ہے کہ ایک غریب آدمی کو مصیبت میں ڈالنے کے لئے اس کے سامنے کوروش تہ سے لپیٹا جاتا ہے۔

مضمون پڑھ کر اسے قدرتی طور پر بہت مضطرب ہوا کیونکہ اس سے معلوم ہو گیا کہ حکام اس کی گنتاری کے لئے بڑی سرگرمی سے جدوجہد کر رہے ہیں۔ ساتھ ہی جیک سڈلے کا بھی خیال آیا۔ اور وہ اپنے آپ سے کہنے لگا۔ تیری سڈلے میں وقت آگیا ہے کہ مجھے لڑن کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہنا چاہئے۔ اب ڈیوک سے ملنے کی کوشش بھی فضول ہو گی۔ جان ہے تو جہاں ہے۔ اپنی سلامتی کو خطرہ میں ڈنگر دے یہ کتنا عقل مند کام نہیں۔ بہتر یہی ہے کہ لندن سے بہت دور نکل جاؤں۔ یہاں رہوں گا۔ نہ گرفتاری کی فکر ہو گی۔“

وہ اپنے دل سے اسی طرح کی باتیں کر رہا تھا۔ کہ کسی نے پیچھے سے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا جس سے ہر کرتا گھبرا پکا۔ غواچہ کا سودا سب کا سب دھم دھم ہو گیا۔ مڑ کر دیکھا۔ تو وہی خوش بدھسا جو قمیض کا زبانی تھا۔ برکے کے لئے ضبط کرنا شکل ہو گیا۔ جی میں آتی۔ کم محنت کے منہ پر تان کر کھولنے والی اور خود ایک طرف کو بھاگ چلوں۔ مگر باز میں نظر ڈالی۔ تو معلوم ہوا خلعت کے چومے رستہ رکھا ہوا ہے۔ ایسی حالت میں بھاگ کر بچ جانا سخت مشکل نظر آیا۔ اور اس کی کوشش بھی خطرناک معلوم ہوئی۔ بڑھے گورنمنٹ کی طرف دیکھا۔ تو اس کی صورت عجیب نظر آئی۔ اور اس کا بار بار دہن آنا بھی مشکوک معلوم ہوا۔

تین حقوڑا سودا اور فرمایا چاہتا ہوں جو قمیض کا زبانی نے کہا۔ اشتہار یہ چیزیں خوب ہیں۔ اور تم آپ بھی بٹھے ملائی آدمی معلوم ہوتے ہو۔۔۔

”خدا تمہارا ستیا ناس کرے۔“ جھکنے والی زبان سے کہا۔ ”خوش پھر کہاں سے آؤ۔“

”کیا کہا؟“ کا زبانی نے اس کے منہ کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ اور چونکہ جیک سڈلے کے حلقوں سے اس کے دل میں کچھ پیدا ہو گیا تھا۔ اس لئے اس نے حسودی یہودی کے چہرہ کی طرف زیادہ غور سے دیکھا۔ ”آں داد میں اس نے ہر کر کی آنکھیں پھان لی ہیں۔ اور معلوم ہو گیا کہ یہ تو وہی بدعاش ہے۔ جو ہر

روپیہ چر کر کے آیا تھا

دو دنوں حالت میں پاپس کھڑے تھے کہ پولیس کے دو آدمی موٹر سے نکل کر سائے آئے اور انہوں نے آتے ہی ہرگز نہ ہٹا کر
”کھنکھوے منور کی پکڑ لیا۔“ ایکنے اپنے منہ سے بڑے ڈنکے کو اس طرح ملا کر کہا۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ
اس نے ذرا بھی نزامت کی تو سزا پائی پائس کر دیا جائے گا۔

ہر کرنے بہت جدوجہد کی اس نے منتیں بھی کیں۔ اور گالیاں بھی دیں۔ مگر دھیلے چہنٹے اس کی
کوشش شعل کو بڑی جتن تک محدود کر دیا۔ اور پولیس کے سپاہیوں نے اپنے اسے جلد ہی ہی مغلوب کر لیا۔ جو منتیں
کارنامی کو جب ختم ہوا کہ اس یہودی باپس کی تیس وہی شدیدان غصی ہے۔ جو دو بیچ میں میری جان کے لیے
معاذ قوم سے اتنی جرات ہوئی۔ کہ بہت دیر نہ کھولے چپ چاپ دیکھا کیا سپاہیوں نے فوراً ایک کراچی
طلب کی۔ اور ہرگز کو اس میں سوار کر کے تھانے لے پئے۔ بلکہ اس وقتیں کارنامی اس خیال سے ساتھ لیا کہ
جن کرکار والی چھپیں گے۔ یا اگر ضرورت ہوئی تو اس کے خلاف تہارت دیں گے۔

اس جگہ یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ زکوب سمٹلے نے جو جھٹکار نامی سے باتیں کرنے کے بعد
پولیس کے ایک سپاہی کو بازو میں پھلے دیکھا تھا۔ وہ دوڑ کر اس کے پاس گیا اور غصہ ضرب لہجہ میں کہنے لگا۔

”دیکھو اس بڑے یہودی کو جو سامنے جا رہا ہے۔ فوراً اگر نہ کر لو۔ یہ شخص حقیقت میں ہر کر ہے۔“
گیا کہا۔ ہر کر! سپاہی نے حیرت مندہ ہو کر پوچھا۔ وہ۔ تب تو اچانک راتہ آیا۔ مگر میں اکیلا ہے
مگر فائر کر سکتا ہوں گا۔ کیونکہ یہ خطرناک آدمی ہے۔ تمہارے ساتھ چلو۔ دو فوٹل کر کھڑیں۔

نہیں بابا۔ مجھ کو تو صاف ہی رکھو۔ ”جیک نے اس خیال سے ٹوٹ کر کہا کہ اگر ہر کر کو مدد ملے گی۔ کہ
اسی نے تجربی کی ہے تو جیتا نہ چہرہ ٹھسے گا۔

”اچھا۔ تو بتاؤ کہ کہاں؟“

وہ دیکھو ہمارے سر سے پر نظر آتا ہے۔ ”جیک سمٹلے نے اشارہ کر کے کہا۔

”اچھا تو میں اکیلا ہی اس سے پکڑتا ہوں۔ یا خیر وہیں تھوڑی دیر ایک سپاہی کھڑے ہے اسے پکڑ لیتا
اتنا کہ وہ پیچھے مڑا۔ تھوڑے فاصلے پر اسے ایک اور سپاہی مل گیا۔ اور یہ دونوں ایک گلی سے گزر کر
ہر کر کے سامنے پہنچے۔ اس کے بعد یہاں کی ایکسپلے انہوں نے اس کے گرد گزرا کر لیا۔

جیک سمٹلے نے یہ ساری کارروائی ایک مکان کے دروازے میں کھڑے ہو کر دیکھی۔ اور آخر میں پولیس
کے آدمی ہر کر کو گارے میں لے کر پوسٹ ریسٹ کے تھانے میں لے گئے۔ تو یہ بھی اس خیال سے پیچھے ہٹا کہ سکاری
گواہ بن کر وعدہ نمائی سے فائدہ اٹھاؤں اور اپنی جان بچانے کا سامان پیدا کر دوں۔

سترہویں جلد ختم ہوئی

نئی اور قابل دید کتابیں

دلپذیر شکبیر کے سب سے بہت تصنیف "ایزید نامہ" اس کا نہایت دلکش ترجمہ مصنف کا نام ہے۔ مضمون کسی توہین کا محتاج نہیں۔ کتاب عمدہ کاغذ پر نہایت خوبصورت ہے۔ اتفاقاً گنتی کی چار گاہاں مل گئی ہیں۔ جلد طلب فرمائے۔ پھر کسی قیمت پر نہ ملے گی۔ ۲۸ صفحے قیمت ۸/-
قراق - جرمنی کے نامی شاعر اور ادیب ہشک کی ایک دلکش تصنیف کو سندھ و سرائی کے مسلمانوں میں دھالا گیا ہے۔ اس کتاب میں دنیا کے نشیب و فراز، آسمان و زمین کے آفاق اور محبت کے حقیقی معیار کا پر قہ پیش کیا گیا ہے۔ ۱۱۲ صفحے قیمت ۸/-

ظفر کی موت - تعلیم کے پکارے ہوئے دو نوجوان مصنف اس میٹرنگ کی ایک عمدہ تصنیف کا ترجمہ سندھ پیرا دیں۔ اس کتاب میں ایک نئی محبت کا جلوہ دکھا کر ان جذبات کو نمایاں کیا گیا ہے۔ جو قلب انسانی میں رہتے ہیں۔ گو کہ یہ کاغذی زبان سے غیر ممکن ہے، مگر صفحہ قیمت ۴/-
بگڑے والے - فرانس کے مشہور مصنف موبی کی کتاب اس سے اختراپ کا ترجمہ حسن آباد، اندامیہ اور خضائل نگاری میں یہ مصنف بد نظیر بنا گیا ہے۔ ۳۰ صفحے قیمت ۸/-

روح ریاست - اربعین صدر حکومت، مہتمم اور ابرار نام لکھنے کے شوق ایک پر لطف ناٹک ۴۴ صفحے قیمت ۸/-

جان ظرافت - فرانسیسی مصنف موبی کی ایک دلکش کامیابی کا ترجمہ۔ یہ کتاب مضمون و مہذب ظرافت کا عمدہ نمونہ ہے۔ ۶۹ صفحے قیمت ۱۲/-

جنگ ملی و ترکی - نوبر سلاطین سے آگے سلاطین کے ہوا نام جو کہ ظہر اس کے اندر رومی مسائل اور جنگ کے خون آشام صحرے، بھری درجہ بڑی ٹانہوں کے سین، ظلم و سفاکی کے وحشت انگ منظر معلومی اور پے کسی کی دردناک تصویریں، حریت آزادی اور وطن پرستی کے قابل تعریف جذبات، دی اور حقیقت اسلام، کچھ موثر نمونے اور اس کے ساتھ جذبات اسلام کے بہترین نقشے نہایت پیرائے میں بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت ۸/-

سید عالم - سید عالم کے فضائل و کمالات اور نیک گوارسی کے نیک اثرات بدی اور بد اطواری اور غیر متعلقہ محبت اور استقلال کی نمایاں فتح، کثرت اور باطنی کشمکش اور انہی اور بری نیکوں کے سنہم و زحالت نہایت دلچسپ اور خوبصورت نمونہ ہے میں درج کئے گئے ہیں جس کی کچھ اور بیوی کے لئے اس قدر عمدہ کافی ہے کہ یوں ہی میں باتوں میں ترجمہ ہو جائے۔ قیمت ۴/-

اسرار مصر۔ امرامصر کی طرف معاشرت۔ میاں سیدی کی سچی اور سب سے انتہا محبت۔ سداطہ۔ جرنیل
 کی دہاندازی۔ مکاری۔ عیاری اور جلسا بازی۔ ذرا زمین اور ذرا کا معاملہ۔ نیکی اور بدی کا تقابل
 شرافت و وفا داری کا امتحان۔ آخر کار نیکی کی فتح اور بدی کا نتیجہ بد۔ نہایت درد و زاور
 موثر پیرائے ہیں کیا گیب ہے۔ عربی کے ایک موثر کتبہ الآثار کا دل نہایت دلچسپ ترجمہ
 قابل دید ہے قیمت ۴۴

انقلاب ایران۔ شامان ایران کی قسمتوں کے عروج و زوال کے نقشے۔ ایران کی تہذیب
 شیعہ کی مذہبی۔ اخلاقی اور سیاسی حالتوں کے فوٹو۔ قرون اسلام کے برگزیدہ مسلمانوں
 کے پرچوں کا زمانے اور اسلام کی شاندار فتوحات کے سین نہایت ہی دلکش اور موزون پیرائے ہیں
 دکھلائے گئے ہیں۔ قیمت ۴۴

گلاب اور چھپا۔ نیک سیویں کے شریفانہ اطوار۔ سن رسیدہ اور قابل ملاحظہوں کی اولاد پرستی
 اصرار اور خوشمزہ دہنوں کی کوتاہ اندیشی۔ جہالت اور بے علمی کے خوفناک نتائج اپنی طبیعت پر قابو
 نہ رکھنے والے مردوں کی کمزوری۔ ساس بھوؤں اور سوکن سوکنوں کی باہمی چٹنگ وغیرہ نہایت
 حالات عمدہ دب و لکھ اور دلکش پیرائے میں بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت ۴۴

دولت عثمانیہ کے مودعہ ملی پیرے۔ ایک انگریزی ناول کا ترجمہ جس میں یورپ کے جرائم
 پیش کردہ کی عیادانہ جالب دیکھوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ سراغ رسانی کا ایک سنسنی پیدا کرنے والا
 ناول ہے۔ جسے آپ ایک دفعہ شرم کر کے ختم کئے بغیر نہیں چھوڑ سکتے قیمت ۴۴
 دیورانی جھٹکانی۔ نیک نسی۔ حسن تعمیر اور پاک دلی کے معنی اور آرام دہ۔ حدت و
 اور دوسروں کی بائی چاہنے کے برباد کن نتائج کے متعلق ایک مفید و موثر نتیجہ ناول ہے قیمت
 انتقام نامکام۔ بہتر رنگ کی ایک خوفناک وحشت، ایک حسین و شیرازہ کی ہولناک منقذہ کے
 لئے یہ یارمی۔ عزم و جوش و جدت مردانہ کی حیرت انگیز تصویر۔ حسن و عشق کی چال بازیوں۔ مکاری
 دولت مندوں کی ریشہ و دانیوں۔ پاک موت اور شرافت طبعی کی مسرت آمیز فتح و عیاری و لکھ
 کی شرمناک شکست نہایت دلکش پیرائے میں بیان کی گئی ہے قیمت ۴۴

لکشی۔ ایک محبت و الفت کی دیسی۔ عفت و معصت کی عکاسی۔ نیکی اور پاکبازی کی نہری موت
 اخلاق و عروت کی مجسم تصویر۔ شوہر پر قربان ہونے والی دھرم پتی اور پتی برت کو دل سے چلنے والی
 نیک۔ اندیشی کی درد جہی داستان نہایت دلکش اور لذت بخش پیرائے میں بیان کی گئی جو قابل ملاحظہ
 قیمت ۴۴ لال پادرس، پارسر روڈ لکھنؤ لاہور

خونی ناول

رینالڈس کے غنی بیڑے کی تاریخی ناول میک آف گلنگو کا اردو ترجمہ
منشی تریخہ رام صاحب فیروز پور کی قلم سے

رینالڈس کے ناولوں میں بالکل نیا اور نہایت لاجواب جس کا ترجمہ اب پہلی بار اردو میں کیا گیا ہے اس ناول کا بلاٹ بالکل ایسے ہی ساخنہ پر حاوی ہے۔ جیسا کہ ۱۹۱۹ء میں امرت سر میں پیش آیا تھا۔ ایسے سولنگ واقعہ پر رینالڈس کی تحریر۔ پورے نہیں اس میں کسی کچھ دلچسپیاں مرکوز ہیں۔ گلنگو کا قتل عام ایک تاریخی واقعہ ہے۔ اتنا خوفناک کہ مومخ اب تک اس کا ذکر کرتے ہوئے کانپتے ہیں رینالڈس نے اپنی جانفگاری سے اس واقعہ کو جس رنگ میں پیش کیا ہے۔ وہ اسی کا حصہ سمجھنا چاہئے۔ حب وطن اور قومی غیرت کی تصویر۔ آزادی کی حمایت میں قربانی کا نظارہ۔ سیاسی نظام کی مذہبوں والی داستان یکمل ۵۵ صفحہ قیمت لکھ روپیہ

باپ کا قاتل

رینالڈس کے زبردست ناول پیری ساہو کا ترجمہ

منشی شمیم الدین صاحب بلہوری کے قلم سے
کیا یہ بتا سکی حاجت ہے کہ یہ ناول کتنا دلچسپ ہے، کیا اس کا نام ہی نفس مضمون کا منظر نہیں ہے؟
باپ اپنے چھوٹے بچے کو مار رہا ہے یا کرنا۔ اور اس کے نرم چمکیا اور گھومے گئے ہالوں پر واقعہ بھرنا ہے
ہاں تک کہ محبت میں وہ اپنی قابل عزت انسانی حالت کو ہی قطعی فراموش کر دیتا ہے اور صرف یہ امید اس کے لئے
بہشت راحت ہوتی ہے کہ میں اپنے بچے کے لئے وافر دولت کا سکون دے دوں گا میں اسکی ساری زندگی بستر تی
ہے۔ الہی ہی بچہ جو ان ہر کہ باپ کو قتل کرے۔ یہی ننھے ننھے مادہ اتنے قوی حیوانوں کو جس پر محبت دل میں
خون جھونک کر ہر وقت اس کے لئے ٹکوند اور مضطرب ہوتا ہے کی غفلت انسانی اس قدر قابل غفران ہو سکتی ہے
تہاں تک کہ وہ درجہ دوم غفلت درجہ ہنر آموز زنگی جلدیں ۵۱۶ صفحہ قیمت لکھ روپیہ
لال برادر سب سے بڑا سرزد و ڈوٹو لکھا لاہور

ہمارے مطبوعات کی مختصر فہرست

وہ ناول جو اب تک ہمارے اہتمام سے شائع ہوئے ہیں مندرجہ

جارج ڈبلیو ایم ریٹالڈس

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
فنانہ لندن (دہ حصے)	سٹریٹ آف لندن (سلسلہ اول)	منشی تیرتہ رام صاحب فیروز پوری	۲۳۶	۵۰
" (دہ حصے)	" (سلسلہ ثانی)	"	۲۶۶	۵۰
باجپ کا قاتل (دہ حصے)	پیری سائڈ	منشی تنویر الدین صاحب بہری	۵۱۶	۵۰
خونی تدار	میڈیکل آن گنگلو	منشی تیرتہ رام صاحب فیروز پوری	۸۵۸	۵۰

مارس لیبلانک

القلاب یورپ	۸۱۳	منشی تیرتہ رام صاحب فیروز پوری	۵۱۰	۵۰
شریف بیعاش (دہ حصے)	کفشنز آف آسین پون	"	۱۶۰	۵۰
چلتا پرزہ	" آخری حصہ	"	۵۶	۵۰
خونی سیرا (دہ حصے)	ایسٹ آف آسین پون	"	۱۶۱	۵۰
خونی چراغ	جواہر لب	"	۱۳	۵۰

ایڈیٹر حسین اودمارس لیبلانک

نقلی ناب	آسین پون	منشی تیرتہ رام صاحب فیروز پوری	۲۳۶	۵۰
منزل مقصود	ہشداپ	منشی تیرتہ رام صاحب فیروز پوری	۲۵۰	۵۰

الگرنیڈ ڈوماس

وطن پرست	ریجنل ڈارڈ	منشی تیرتہ رام صاحب فیروز پوری	۲۴۰	۵۰
روح کا غریب	ٹریڈ آف سولڈ	منشی تیرتہ رام صاحب فیروز پوری	۴۶	۵۰

شاعر بنبد رناتھ ٹیگور وغیرہ

افانہ بنگال	...	منشی تیرتہ رام صاحب فیروز پوری	۱۲۵	۵۰
کانڈ کاتاج	کٹ	...	۲۵	۵۰

لال بہادر کس مارپارس نزد ڈوٹو کھا لاہور

